المصباح المنير

https://toobaafoundation.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

النحو فی الکلام کالملح فی الطعام

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب نحو میر مع شرح لاجواب آگئی ہے

المصباح المنیر

شرح اردو

نحو میر

تالیف لطیف

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سید حسن صاحب ابن امام النحو

حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب مدرس دار العلوم دیوبند

ناشر

کتب خانہ امدادیہ دیوبند۔ یو۔ پی (انڈیا)

علم نحو کی تعریف

نحو ایسے قواعد کا علم ہے کہ جس کے ذریعہ سے اسم، فعل، حرف کے آخری حرف کی حالت معرب ، مبنی ہونے کے لحاظ سے معلوم ہو جائے اور کلموں کو مرکب کرنے کی کیفیت معلوم ہو جائے۔

علم نحو کی غرض

علم نحو عربی سے غرض یہ ہے کہ خطاء لفظی سے کلام عربی ذہن میں محفوظ ہو جائے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ علم نحو سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اول اس علم کے حاصل کرنے کے بعد اسم۔ فعل۔ حرف کے آخری حرف حرکت کو صحیح طور پر ادا کر سکتا ہے۔ اور ہر کلمہ کے معرب اور مبنی ہونے کا حال معلوم ہو جاتا ہے دوئم کلموں کے مرکب کرنے کا صحیح طریقہ علم نحو ہی سے حاصل ہوتا ہے اور جب کوئی کلمہ کے آخری حرف کی حرکت صحیح طور پر ادا کر سکے اور کلموں کے مرکب کرنے کا صحیح طریقہ جان لے تو پھر ظاہر ہے کہ عربی عبارت میں خطاء لفظی سے محفوظ ہو جائے گا۔

علم نحو کا موضوع۔ کلمہ اور کلام ہے۔ کیونکہ موضوع اس کا لقب ہے جس کے عوارض ذاتیہ سے کسی علم میں بحث کی جائے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ علم نحو میں کلمہ اور کلام کے عوارض ذاتیہ (یعنی اوصاف ذاتی) سے بحث کی جاتی ہے مثلاً کلمہ کا اسم فعل حرف ہونا پھر اس کا معرفہ۔ نکرہ ہونا۔ پھر اسم کا مبنی و معرب ہونا وغیرہ۔ اسی طرح مرکب تام یا ناقص ہونا پھر مرکب تام کا جملہ خبریہ یا انشائیہ ہونا وغیرہ۔ یاد رکھو کہ علم نحو کے عالم کو نحوی کہتے ہیں اس کی جمع نحاۃ آتی ہے۔

عزیزو: اس بات کا بہت خیال رکھو کہ عربی زبان سیکھنے میں علم نحو کی بیحد ضرورت ہے اس لئے کہا جاتا ہے۔ النحو في الكلام كالملح في الطعام علم نحو کے واقف ہونے کے بعد اعراب کی غلطی سے انسان محفوظ ہو جاتا ہے۔ عربی زبان میں معنی کی تبدیلی کا بڑا تعلق اعراب سے ہوتا ہے اب اگر کسی شخص نے اعراب میں غلطی کی تو اس سے فقط یہی بات نہیں کہ لفظ تلفظ میں غلط ہو گیا بلکہ بسا اوقات معنی میں نمایاں فرق ہو جاتا ہے۔ دیکھو مثلاً آیت کریمہ اذا ابتلی ابراھیم ربہٗ کے اعراب میں غلطی سے قاری ابراھیمَ کے زبر کو ضمہ سے بدلکر اور ربّہٗ کی ب کے ضمہ کو زبر سے بدلکر اس طرح پڑھے اذا ابتلی ابراھیمُ ربَّہٗ تو آیت کریمہ کے معنے بالکل بدلجاتے ہیں اور بہت غلط ہو جاتے ہیں کیونکہ اب معنی یہ ہیں (جبکہ امتحان کیا ابراہیمؑ نے اپنے پروردگار کا) نعوذ باللہ منہ۔ یہ معنی نہ مراد آیت کریمہ ہیں اور نہ صحیح ہیں اور جب ہم نے ابراھیمَ بفتح میم اور ربُّہٗ بضم میم پڑھا تو معنے بالکل درست ہیں۔ کیونکہ اس وقت یہ معنی ہیں (جبکہ امتحان کیا ابراہیمؑ کا اس کے پروردگار نے) لہذا معلوم ہوا کہ اعراب کے بدلنے سے معنے میں نمایاں فرق اور سخت غلطی واقع ہو جاتی ہے اس لئے علم نحو سیکھنے میں بہت محنت کرنی چاہئے تاکہ عربی زبان میں مہارت تام حاصل ہو جائے۔

علم نحو کا موجد۔ اس علم کی ایجاد کے متعلق بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کے زمانۂ خلافت میں ہوئی ہے۔ اور وجہ ایجاد یہ بیان کی ہے کہ ایک روز ایک شخص خلیفۂ دوم کی خدمت بابرکت میں لایا گیا۔ وہ آیت کریمہ اِنَّ اللہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ میں لفظ رَسُوْلُہٗ کو بجائے ضم لام زیر کے ساتھ پڑھتا تھا۔ جس سے کہ معنی بالکل غلط ہو جاتے ہیں کیونکہ اس صورت میں رَسُوْلِہٖ کا عطف لفظ مشرکین پر ہو جاتا ہے تو العیاذ باللہ معنے اس صورت میں یہ ہوئے کہ اللہ بیزار اور بری ہے مشرکین سے اور اپنے رسول سے (تو اس وقت مطلب یہ ہوا کہ حق تعالیٰ نبی کریم علیہ السلام سے بھی ویسے ہی ناخوش و بری ہیں جیسے کہ نعوذ باللہ منہ کفار سے)۔

حالانکہ قرآن کی قرأتِ مشہور رَسُوْلُہٗ بضم لام ہے تو اس وقت عطف رَسُوْلُہٗ کا لفظ اللہ پر ہے اور معنی یہ ہیں کہ حق تعالیٰ اور اُس کا رسول مشرکین سے بیزار ہے۔ یہ معنی بالکل درست ہیں اور مقصد آیت کریمہ کے مطابق ہیں۔ الغرض جب یہ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا تو اُس وقت اس بات کا فکر دامنگیر ہوا کہ جو لوگ کہ زبان عربی سے واقفیت نہیں رکھتے تو وہ قرآن کو بہت غلط پڑھیں گے۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ ایسے قواعد ادائے الفاظ کے مقرر کئے جائیں کہ جن کی رعایت کرنے سے اعراب میں غلطی واقع نہ ہو چنانچہ اس کے لئے چند ضوابط مقرر کئے گئے۔

چنانچہ ایک مختصر سا خاکہ علم نحو کا تیار کر لیا گیا۔ اور اصول اور مسائل وضع کر دیئے گئے۔ جیسا کہ بعض تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حسب ذیل اصول وضع کئے گئے تھے:۔

(۱) اَلْکَلِمَۃُ ثَلٰثٌ۔ اِسْمٌ۔ فِعْلٌ۔ حَرْفٌ۔ (۲) کُلُّ فَاعِلٍ مَرْفُوْعٌ۔ کُلُّ مَفْعُوْلٍ مَنْصُوْبٌ کُلُّ مُضَافٍ اِلَیْہِ مَجْرُوْرٌ۔

رفتہ رفتہ یہ علم تدوین پاتا رہا۔ بالآخر خلیفۂ رابع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں اس علم نحو کو بہت ترقی ہوئی۔ چونکہ خلافتِ علی رضؓ کا دار الخلافہ کوفہ تھا۔ اس لئے اس علم کو کوفہ اور بصرہ میں بہت ترقی ہوئی۔ اور علم نحو کے علمائے کاملین ان دونوں مقامات میں بکثرت ہوئے ان میں باہم اختلاف رائے کی وجہ سے مذہب اہلِ کوفہ بالکل علیحدہ تسلیم کیا گیا۔ اور مذہب اہلِ بصرہ علیحدہ بنایا گیا۔

بالآخر ۲۰۰ھ میں یہ علم نحو ایک معرکۃ الآراء فن بن گیا۔ کوفہ اور بصرہ میں دو درسگاہیں اس علم کی اشاعت میں قائم ہو گئیں۔ علمائے کوفہ کے امام فرار۔ کسائی کہلائے۔ اور علمائے بصرہ کے مُقتدی امام سیبویہ اور خلیل بن گئے۔ ان تمام علماء میں سیبویہ کا مقام سب سے بلند ہوا۔ انھوں نے مسائل علم نحو پر ایک مفید کتاب تصنیف فرمائی جو کتاب سیبویہ کے نام سے مشہور رہے۔ اس میں مسائلِ نحو کو عربی زبان کے محاورات سے تتبع کر کے جمع کر دیا گیا تھا جو کہ نُحاۃ میں بیحد مقبول ہوئی۔

ان حضرات کے بعد علامہ مُبرّد۔ اخفش امام بغوی رحؒ نے اس علم کو پایۂ تکمیل پر پہنچایا۔ اس کے

https://toobaafoundation.com/

بعد علامہ ابن حاجبؒ نے متن کافیہ لکھ کر علم نحو کو ایجاز کے ساتھ کتابی صورت میں پیش کر دیا جس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ سینکڑوں علمائے باکمال نے اس کتاب کی شرح میں سعی بلیغ فرمائی۔ خاص طور پر علامۂ اجل مولانا جامیؒ نے اس علم کے مسائل کو جو کہ محض نقل و سمع و شواہد سے تعلق رکھتے تھے دلائل عقلیہ کے سانچہ میں ڈھال دیا۔ چنانچہ علامہ موصوف کی شرح کافیہ مسمّٰی بالفوائد الضیائیہ معروف بشرح جامی اس اسلوب پر نہایت لاجواب تصنیف ہے۔ ان علمائے محققین میں حضرت علامہ سید السند جرجانی علیہ الرحمۃ بھی شامل ہیں۔ جنھوں نے رسالہ نحو میر تصنیف فرما کر مبتدی کو علم نحو سے واقف بنانے کے لئے بیحد مفید خدمت انجام دی ہے۔ جس کا اعتراف ہر ملک کے علما کرتے ہیں اور تمام عربی مدارس میں یہ کتاب نحو میر سیکڑوں برس سے داخل نصاب ہے چنانچہ مبتدی کو سب سے پہلے یہ ہی رسالہ نحو میر سبقاً سبقاً پڑھایا جاتا ہے۔

حال مصنف نحو میر۔ آپ کا اسم گرامی علی۔ والد صاحب کا اسم شریف محمد اور دادا کا نام بھی علی تھا آپ جرجان کے خاندان سادات سے نسبی تعلق رکھتے ہیں۔ ماہ شعبان سنہ ۷۴۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ۶ ربیع الاول سنہ ۸۱۶ھ میں بروز چہارشنبہ انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار مقدس شیراز میں ہے۔ آپ کی کل عمر ۷۵ سال، ۷ ماہ ۲۴ روز ہوئی۔ علامہ موصوف نے باکمال اساتذہ سے تمام علوم و فنون عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل فرمائی۔ چنانچہ علوم دینیہ کی تکمیل علامہ اکمل الدین محمد ابن محمود البابرتی سے کی۔ موصوف بڑے درجہ کے فقیہ و محدث تھے آپ نے ہدایہ کی شرح تصنیف فرمائی ہے اور علوم عقلیہ میں آپ کے خاص استاذ علامہ مبارک شاہ مصری ہیں جو کہ علامہ قطب الدین رازی کے ارشد التلامذہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ کو حق تعالیٰ نے علم تفسیر، علم حدیث، علم کلام، علم فرائض، علم مناظرہ، علم منطق، علم فقہ، علم فلسفہ میں مہارت کاملہ عطا فرمائی تھی۔ نیز علامہ سید شریف سب سے پہلے وہ عالم ہیں جنھوں نے قرآن کریم کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا ہے۔ آپ کی تصنیفات میں مشہور کتابیں یہ ہیں۔ (۱) ترجمۃ القرآن الکریم بزبان فارسی (۲) حاشیہ مشکوٰۃ شریف۔ (۳) حاشیہ ہدایہ (۴) شرح الفرائض السراجیۃ (۵) شرح مواقف (۶) تعریف الاشیاء (۷) شرح بقیہ شرح کافیہ۔ (۸) حاشیہ مطول۔ (۹) حاشیہ شرح مطالع۔ (۱۰) میر قطبی (۱۱) صغریٰ (۱۲) کبریٰ (۱۳) صرف میر (۱۴) نحو میر۔ آخر الذکر کتاب کی شرح احقر نے ناظرین کے سامنے پیش کی ہے حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل و کرم سے اس شرح کو اصل کتاب کی طرح نافع اور مقبول عام بنائے اللّٰھم آمین یا ارحم الراحمین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

کتبہ سبیل حسن ابن مولانا نبیہ حسن صین عن الحوادث والفتن ورضی عنہ ذو المنن۔ شہر ذیقعدہ سنہ ۱۳۷۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا فتاح

ربِّ یسّر ولا تعسّر وتمّم بالخیر

قولہ الحمد للہ ربِّ العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علٰی خیر خلقہ محمدٍ واٰلہٖ اجمعین

ترجمہ۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کے پالنے والے ہیں اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے اور درود وسلام نازل ہو ایسی ذات پر جو کہ تمام مخلوق سے بہتر ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اولاد اور تمام متعلقین پر۔

تشریح۔ ہر بڑے اور مہتم بالشان کام کو حق تعالیٰ کی تعریف سے شروع کرنا چاہیے کیونکہ حدیث شریف میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے یہ بات ثابت ہے کہ اگر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے اہم کام کو شروع نہ کیا جائے تو وہ کام بے برکت ہو جاتا ہے اس وجہ سے مصنف علام میر صاحب نے اپنی کتاب کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع فرمایا ہے۔ اور اس کے بعد حق تعالیٰ کی حمد بیان فرمائی تاکہ مزید برکت حاصل ہو۔

ترکیب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

با بمعنے استعانۃ حرف جار۔ اسم۔ مضاف۔ اللہ موصوف۔ الرحمٰن صفت اوّل۔ الرحیم۔ صفت ثانی۔ موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مضاف الیہ ہوا۔ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق مقدم ہے۔ فعل محذوف اشرع یا ابتدأ کا ترجمہ یہ ہوا۔ شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم والے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جس کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھی جائے اس کے مصدر سے فعل مضارع متکلم محذوف کر دیا کرتے ہیں۔ مثلاً کھانا کھانے سے پہلے جو بسم اللہ پڑھی جائے۔ آکل محذوف مانتے ہیں۔ اور قراۃ سے پہلے اقرأ محذوف نکالیں گے۔ علی ہذا القیاس۔ اس وجہ سے یہاں تو اکتب یا اصنف نکالیں گے اور اشرع ابتدأ کو بھی محذوف مان سکتے ہیں قولہ الرحمٰن۔ الرحیم۔ ندمان۔ ندیم کے وزن پر دونوں مبالغے کے صیغے ہیں۔ رحمت سے مشتق ہیں۔ رحمت جس کے معنے رقت قلب کے ہیں مگر خداوند تعالیٰ کے حق میں چونکہ اس معنی کا امکان نہیں ہے اس لئے یہاں اس سے

مراد احسان ہوگا جو کہ نرم دلی کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔

رحمان۔ حق تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے اور دنیا میں عام رحمت فرمانے کی وجہ سے حق تعالیٰ کو رحمان الدنیا کہا جاتا ہے اور آخرت میں رحمت کا تعلق خاص مؤمنین سے ہوگا اس لئے حق تعالیٰ کو رحیم الآخرۃ کہتے ہیں۔

قولہ الحمد للہ۔ یہ جملہ خبریہ ہے۔ الحمد میں الف ولام جنس کا ہے۔ یا استغراق کا۔ حمد کے معنے ہیں زبان سے وصف اختیاری کی تعریف کرنا۔ اللہ ایسی ذات کا نام ہے جو تمام صفات کمال کا جامع اور واجب الوجود ہے اور اپنے کسی کمال میں دوسرے کا بالکل محتاج نہ ہو۔ اسی وجہ سے یہ اسم ذاتِ حق کے لئے مخصوص ہے اس میں لام حرف جارہ ہے جار مجرور متعلق ثابتٌ محذوف کے ہو کر الحمد کی خبر ہے۔

قولہ لفظ رب یا تو صفت مشبہ ہے اور اس کے معنی ہیں پالنے والا اور یا رَبّ مصدر ہے اس کا فعل ربَّ یربُّ ربًّا آتا ہے اس صورت میں اس کے معنیٰ ہیں پالنا رہا یہ شبہ کہ اس صورت میں لفظ رب اللہ کے لئے صفت کیسے بنے گا اس کا جواب یہ ہے کہ مصدر کا حمل ذات پر بطور مبالغہ درست ہوتا ہے جیسے الرسول رحمۃ والقرآن ھدایۃٌ۔

قولہ العالمین۔ لام کے فتحہ کے ساتھ جمع ہے عالَم کی یہ اسم آلہ ہے بروزن فاعَل جیسے خاتَم بمعنے مَا یُختَمُ بِہٖ۔ تو عالم کے معنے مایعلم بہ چونکہ مخلوقات سے ان کے خالق کا علم حاصل ہوتا ہے اس لئے عرفِ عام میں ہر ماسوی اللہ کو عالم کہتے ہیں۔

قولہ العاقبۃ۔ عاقبت کے معنے انجام کے ہیں اس میں الف ولام تعریف کا ہے یعنی عمدہ انجام۔

قولہ المتقین۔ لفظ متقی کی جمع ہے۔ اسم فاعل بمعنے پرہیزگار۔

قولہ الصلوۃ۔ صلوٰۃ کے لغوی معنی دعا کے ہیں لیکن جب اس کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو اس کے معنے الرحمت کے ہوتے ہیں۔ اور جب انسان کی طرف منسوب ہوتا ہے تو دعا کے معنے ہوتے ہیں اور شریعت میں صلوٰۃ بمعنے نماز استعمال ہوتا ہے۔

قولہ السلام۔ سلام یہ مصدر ہے باب تفعیل کا۔

قولہ الخیر۔ خیر اسم تفضیل اصل میں اخیر تھا خلاف قاعدہ خیر بنایا گیا ہے۔ قولہ خلق۔ خلق مصدر بمعنی مخلوق

قولہ محمد۔ صیغہ اسم مفعول۔ مصدر تحمید۔ بمعنے حمد کرنا۔ چونکہ ہمارے نبی کی ذاتِ مقدس ہر طرح سے قابل تعریف ہے اس لئے آپ کا اسم مبارک محمد رکھا گیا۔

قولہ آل۔ لغت میں کنبہ اور اولاد کو کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں تمام متبعینِ شریعت محمدیہ داخل ہیں۔ قولہ اجمعین۔ جمع اجمع کی بمعنے سب کے سب۔

اما بعد بداں کہ اَرشَدَکَ اللّٰہُ تعالیٰ کہ ایں مختصریست مضبوط در علم نحو

ترجمہ :- لیکن حمد و صلوٰۃ کے بعد جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو نیک ہدایت کرے۔ یہ مختصر رسالہ ضبط کیا گیا ہے۔ علم نحو میں۔

تشریح۔ اَمَا۔ تین قسم کا ہوتا ہے فتح ہمزہ تشدید میم یہ شرطیہ کہلاتا ہے۔ فتح ہمزہ وتخفیف میم یعنی یہ اَمَا حرف تنبیہ کہلاتا ہے۔ بکسر ہمزہ وتشدید میم یعنی اِمّا یہ حرف عطف کہلاتا ہے مگر یہاں پر اَمَّا شرطیہ ہے۔

بَعد۔ ظروف زمانیہ مبنیہ منقطع عن الاضافۃ میں سے ہے اس کا مضاف الیہ یہاں پر محذوف منوی ہے یعنی لفظوں میں تو موجود نہیں مگر ذہن میں ملحوظ ہے اصل عبارت یوں ہے۔ اما بعد الحمد والصلوٰۃ فنقول۔

قولہ اَرشدک اللہ۔ اس کا مصدر ارشاد ہے جس کے معنے ہدایت کرنا۔ رہنمائی کرنا ہے۔ صیغہ ماضی کو بجائے صیغۂ مستقبل کے اختیار کرنے کا نکتہ یہ ہے کہ اس میں نیک فال ہے کہ یہ دعا مقبول ہو گئی جیسے کہ فعل ماضی میں فعل کا وقوع یقینی ہوتا ہے۔ مصنف علام نے باوجودیکہ تمام رسالہ زبان فارسی میں تصنیف فرمایا مگر کلماتِ دعائیہ عربی زبان میں تحریر فرمائے اس کا نکتہ یہ ہے کہ عربی زبان اہل جنت کی زبان ہے اور قرآن پاک اس مقدس زبان میں نازل ہوا اس لئے عربی زبان میں دعا مقبول ہونے کی زیادہ توقع ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ فعل ماضی اس کا مصدر تعالی ہے۔ تعالیٰ کی تعلیل صرفی یہ ہے کہ یہ اصل میں تَعَالَوَ بروزن تَفَاعَلَ تھا اور قاعدہ صرفی یہ ہے کہ جو واو کے طرف میں پانچویں جگہ واقع ہو اس واو کو یای سے بدلتے ہیں اس لئے یای سے بدلا تعالَیَ ہوا پھر دوسرا قاعدہ صرفی پایا گیا یا متحرک ماقبل اس کا مفتوح اور شرائط قاعدہ جن کو علم الصیغہ نے تفصیلاً ذکر کیا ہے سب موجود ہیں لہذا یای کو الف سے بدلا تعالیٰ ہوا۔

قولہ ایں مختصریست۔ اختصار، باب افتعال کا مصدر ہے یہ اطناب کی ضد ہے اس کے معنے ہیں تھوڑی عبارت سے بہت سے معانی و مقاصد کو ظاہر کر دینا اسی سے مختصر اسم مفعول کا صیغہ ہے مصنف کی یہ خوبی ہے کہ ضروریاتِ فن کو اختصار و جامعیت کے ساتھ بیان کیا تاکہ مبتدی تطویل سے ملولِ خاطر نہ ہو جائے قولہ مضبوط۔ ضبط مصدر سے اسم مفعول کا صیغہ ہے جس کے معنے قلم بند کرنا لکھنا۔ قولہ در علم نحو لغت میں نحو کے معنے طرف اور کنارہ کے ہیں اصطلاح میں وہ علم ہے جس سے اسم فعل حرف کی آخری حالت معرب و مبنی ہونیکی حیثیت سے معلوم ہو جائے اور ایک کلمہ کو دوسرے کے ساتھ ملانے اور ترتیب دینے کی پوری کیفیت معلوم ہو جائے آخری حرف کی قید سے علم لغت خارج ہو گیا کیونکہ اسمیں اول و وسط کا حال معلوم ہوتا ہے آخری حرف کا حال معلوم نہیں ہوتا معرب مبنی کی قید سے عروض و قوافی خارج ہو گئے کیونکہ عروض و قوافی میں آخری حرف کی حالت ردیف و قافیہ ہونیکی حیثیت سے معلوم ہوتی ہے معرب مبنی ہونیکے جہت سے معلوم نہیں ہوتی غرض علم نحو کی یہ ہے کہ کلام عربی میں لفظی غلطیوں سے محفوظ رہے۔ موضوع علم نحو۔ موضوع علم۔ ہر اس شئی کو کہتے ہیں جسکے عوارض ذاتیہ سے اس علم میں بحث کی جائے جیسے علم طب کا موضوع جسم انسان ہے اسی طرح موضوع علم نحو وہ ہوگا جسکے عوارض ذاتیہ سے علم نحو میں بحث کی جائیگی لہذا علم نحو کا

که مبتدی را بعد از حفظ مفردات لغت و معرفت اشتقاق و ضبط مہمات تصریف بآسانی بکیفیت ترکیب عربی راہ نماید و بزودی در معرفت اعراب و بنا و سواد خواندن توانائی دہد بتوفیق اللہ تعالیٰ و عونہ

ترجمہ: کہ مبتدی کو لغات مفردہ کے یاد کرنے کے بعد اور اشتقاق کو جاننے اور علم صرف کے ضروری مسئلوں کو یاد کرنے کے بعد عربی ترکیب کی کیفیت کی جانب بہت رہنمائی کرتا ہے اور جلدی ہی اس میں معرب و مبنی کے پہچاننے اور عبارت پڑھنے میں استعداد پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے۔

موضوع کلمہ اور کلام ہے اس لئے کہ کلمہ و کلام کے عوارض ذاتیہ منصرف ہونا غیر منصرف ہونا معرب ہونا مبنی ہونا وغیرہ سے اس علم نحو میں بحث کی جاتی

تشریح۔ قولہ مفرداتِ لغت۔ جس کے ذریعہ سے انسان اپنے ما فی الضمیر و مقاصد دلی کو ظاہر کرتا ہے اسکو لغت کہتے ہیں۔ اور علماء کی اصطلاح میں اُس علم کو کہتے ہیں جس سے کسی زبان کے مفردات کے معنی وضعی اور طریقہ استعمال اور مفرد کی جمع اور جمع کے مفردات وغیرہ معلوم ہو سکیں۔ لغت اصل میں لُغْوَۃٌ تھا۔ بضم لام و فتح غین و تحریک الواو بضمتین واو متحرک ماقبل مفتوح الف سے بدل لیا اور وہ الف بوجہ اجتماع ساکنین کے حذف ہو گیا اس کے عوض تاء لے آئے لغت کی جمع لغات آتی ہے لغت کے جاننے والے کو لغوی کہتے ہیں۔ **قولہ معرفت اشتقاق۔** معرفت مصدر ہے بمعنی پہچاننا۔ اشتقاق باب افتعال کا مصدر ہے بمعنے پھاڑنا۔ لیکن اصطلاح میں ایسے علم کو کہتے ہیں جس میں مصادر سے یا اسماء جامدہ سے کلمات بنانے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔ جیسے مصادر سے ماضی و مضارع وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ اسی طرح بعض کلمات اسماء جامدہ سے بھی بنتے ہیں جیسے لبن سے لابن (دودھ والا) تمر سے تامر (کھجور والا) اس کو فاعل ذی کذا کہتے ہیں۔ **قولہ ضبط مہمات تصریف۔** اہمام مصدر باب افعال سے بمعنے غم میں مبتلا کرنا۔ مُہِمَّۃ اس مصدر سے اسم فاعل مؤنث کا صیغہ ہے جس کی جمع مہمات آتی ہے اس مصدر سے مُہِم دشوار کام کے معنے میں بکثرت مستعمل ہے یہاں پر مہمات تصریف سے دشوار مسائل علم صرف مراد ہیں۔ تصریف مصدر باب تفعیل جس کے معنے لغوی گردش دینا ہے۔ علم صرف کو تصریف بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں ایک کلمہ کو مختلف قاعدوں کے مطابق گردش دیا کرتے ہیں **قولہ بآسانی بکیفیت ترکیب عربی راہ نماید** مطلب یہ ہے کہ اس رسالہ کو مبتدی محفوظ کرنے کے بعد آسانی سے عربی جملوں کی ترکیب کر سکتا ہے واقعی یہ برکت اس میں موجود ہے جیسے کہ تجربہ کرنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔ (ترکیب) مصدر بمعنے ملا دینا اصطلاح میں چند الفاظ کو اس طرح ملانا کہ ان میں ربط و تعلق صحیح طور پر قائم ہو جائے جیسے عبد اللہ کہ مرکب اضافی ہے اور اللہ واحدٌ کہ مرکب تام جملہ خبریہ ہے اور لیت سیتٌ و لیتًا کہ مرکب تام جملہ انشائیہ ہے۔ **قولہ اعراب و بناء۔** اعراب کے دو معنی آتے ہیں اول معرب ہونا یعنی کلمہ کا عامل کے اثر کو قبول کرنا۔ دوسرے حرکات رفع نصب جر کو بھی اعراب کہتے ہیں مگر یہاں اول معنی مراد ہیں **قولہ بتوفیق اللہ۔** توفیق مصدر ہے بمعنے اسباب مقاصد جمع کر دینا خواہ وہ مقاصد شر ہوں یا خیر۔ مگر جب توفیق کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں تو توفیق کے معنی ہوتے ہیں مقاصد خیر کے لئے اسباب مہیا کر دینا۔

فائدہ۔ متقدمین علماء کا قاعدہ ہے کہ مقصود شروع کرنے سے پہلے چند چیزیں خطبہ میں صراحۃً یا اشارۃً بیان فرمایا کرتے ہیں جس سے پڑھنے والے کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب کس فن میں ہے اور اس کا کیا فائدہ ہوگا۔ اس کی ترتیب کیسی ہوگی وغیر ذالک

فصل۔ بداں کہ لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم است

مصنف علام رحمہ اللہ نے بھی اس کی تقلید کی اور مقدمہ میں چند چیزوں کو اشارۃً بیان کر دیا چنانچہ مضبوط در علم نحو سے معلوم ہوگیا کہ یہ کتاب فن نحو میں لکھی گئی ہے۔ بعد از حفظ مفردات سے معلوم ہوگیا کہ علم صرف و اشتقاق وعلم لغت کے بعد اس کتاب کو شروع کرانا چاہیئے اور بکیفیت ترکیب عربی راہ نماید الخ سے معلوم ہوگیا کہ اس کتاب کو سمجھ کر پڑھنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ عربی عبارت کی ترکیب کرنا آجائے گی۔ اور معرب اور مبنی کی مکمل شناخت ہو جائیگی

ترجمہ۔ جاننا چاہیئے کلام عرب میں جو الفاظ مستعمل ہوتے ہیں ان کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

تشریح۔ قولہ فصل۔ یہ مصدر ہے بمعنے جدا کرنا۔ اصطلاح میں فصل علامت اس بات کی ہے کہ پہلا مضمون ختم ہوا اور دوسرا مضمون لفظ فصل سے شروع ہوتا ہے۔ الحاصل لفظ فصل دو مضمونوں کے درمیان بمنزلہ حدِ فاصل کے ہوتا ہے فصل کی جمع فصول آتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کو فصل کہنا مجازاً ہے کیونکہ جس طرح باب کے جزو کو فصل کہتے ہیں اسی طرح مطلقاً کتاب کے جزو کو بھی فصل کہتے ہیں اگرچہ مصنفین کا طریقہ یہ ہے کہ وہ پہلے یہ بیان کیا کرتے ہیں کہ اس کتاب میں کتنے اجزاء ہیں اس کو کتاب سے تعبیر کرتے ہیں پھر تقسیم ثانوی کرتے ہیں جس کے ماتحت ابواب بیان فرمایا کرتے ہیں پھر تیسری تقسیم میں فصلوں کا بیان کیا کرتے ہیں مگر میر صاحب رحمہ اللہ نے بغیر کسی تمہید کے فصل بیان فرما دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی معنی مراد نہیں ہیں

قولہ۔ بدانکہ لفظ۔ لفظ مصدر ہے جس کے معنے لغت میں پھینکنا اور ڈالنا ہے۔ مگر چونکہ انسان الفاظ و حروف کو بھی اپنے منہ سے نکال کر فضا میں پھینکتا اور ڈالتا ہے اس لئے اصطلاح میں لفظ مایتلفظ بہ الانسان کو کہتے ہیں یعنی ان بامعنی یا بے معنے آواز کو جو انسان اپنے منہ سے نکالتا ہے یا نکال سکتا ہے لفظ کہتے ہیں۔ اس تعریف پر کوئی شخص یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ حق تعالیٰ جل علی شانہ اور ملائکہ وجنات کے ملفوظات کو لفظ نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ وہ انسان کے منھ سے تو نہیں نکلتے۔ اس لئے اگرچہ وہ انسان کے منھ سے نہیں نکلتے مگر انسان اُن کو نکال تو سکتا ہے لہذا وہ بھی اس تعریف میں داخل ہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ لفظ کی جو تعریف ذکر کی گئی ہے وہ جامع اور مانع ہے۔

قولہ مستعمل۔ باب استفعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے جس کا مادہ عمل ہے اس قید سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ مہمل کو نکال دیا ہے کیونکہ لفظ مستعمل سے مراد وہی لفظ ہو سکتا ہے جو کہ بامعنے یعنی موضوع ہو نہ کہ بے معنی اور مہمل۔ جیسے زید کا اُلٹا دیز اور شیطان کی جگہ لیطان وغیرہ۔

قولہ در سخن عرب۔ اس قید سے دوسری زبانوں کے الفاظ خارج کر دیئے گئے ہیں کیونکہ الفاظ کا موضوع و بامعنے یعنی مستعمل ہونا صرف لغت عربی کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اور مصنف رحمہ کو عربی لغت ہی کے متعلق گفتگو کرنی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ در سخن عرب کی قید قید احترازی ہے۔

مفرد و مرکب۔ مفرد لفظی باشد تنہا کہ دلالت کند بر یک معنی و آں را کلمہ گویند وکلمہ بر سہ قسم است

ترجمہ۔ اول مفرد دوم مرکب۔ مفرد۔ وہ لفظ ہوتا ہے جو تنہا لفظ ایک معنیٰ پر دلالت کرے ایسے لفظ کو کلمہ بھی کہتے ہیں (یہ نام زیادہ مشہور ہے اسی لئے مصنف رحمہ نے جب اقسام ذکر کئے تو اسی نام کو ذکر فرمایا) کلمہ کی تین ۳ قسمیں ہیں۔

قولہ۔ مفرد و مرکب۔ مفرد باب افعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ افراد کے معنیٰ تنہا کر دینے کے ہیں کیونکہ مفرد بسنے تنہا کیا ہوا۔ مرکب بھی اسم مفعول کا صیغہ ہے اس کا مصدر ترکیب ہے اس کے معنے مرکب کرنے اور ملانے کے ہیں کیونکہ یہ تنہا نہیں ہوتا ہے بلکہ دوسرے کلمہ کے ساتھ ملکر ہوا ہے اس لئے مرکب کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں براہ راست لفظ کی صفت ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے ھذا اللفظُ مفرد۔ او ھذا اللفظ مرکب (یہ مفرد لفظ ہے یہ مرکب لفظ ہے) مگر کبھی معنیٰ کی صفت بھی واقع ہو جاتا ہے کہا جاتا ہے یہ معنیٰ مفرد ہیں، یہ معنیٰ مرکب ہیں جیسے مفرد مرکب کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے۔ ایسے ہی کبھی مفرد کا مقابلہ تثنیہ و جمع سے بھی ہوتا ہے جیسے رجلٌ (مفرد) رجلان (تثنیہ) ورجال (جمع) کبھی مضاف اور شبہ مضاف کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے کبھی جملہ کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے لہذا لفظ مستعمل کی با اعتبار افراد کے چار مرتبہ تقسیم کی جاتی ہے اور آٹھ قسمیں پیدا ہوتی ہیں

قولہ۔ مفرد لفظے باشد تنہا۔ مفرد اس تنہا لفظ کو کہتے ہیں جو ایک معنیٰ پر دلالت کرے مثلاً تمرۃٌ (ایک کھجور) رجلٌ (ایک مرد)

قولہ دلالت کند بر یک معنی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جزء لفظ جزء معنیٰ پر دلالت نہ کرے لہذا اس قید سے وہ مرکبات کہ جن کا جزء لفظ جزء معنیٰ پر دلالت کرتا ہے خارج ہو گئے۔ خواہ وہ مرکبات تام ہوں جیسے زید عالمٌ۔ یا مرکبات غیر تام ہوں جیسے رسول اللہ قارئۃٌ مدنیٌّ تو زید عالمٌ اور رسول اللہ میں جزء لفظ کا جزء معنیٰ پر دلالت کرنا ظاہر ہے اور قارئۃٌ میں ایک صیغہ فاعل ہے اور اس میں ایک تاء تانیث لگی ہے یہ کلمہ مرکب ہے ایسے ہی مدنیٌّ میں یائے نسبتی لگی ہے اور اس کا جزء اول مدینۃ ہے لہذا ان کو مفرد نہیں کہہ سکتے۔ اور شدت اتصال کی وجہ سے دونوں پر علیحدہ علیحدہ دو اعراب بھی نہیں آتے ایک ہی اعراب کافی ہو جاتا ہے۔

قولہ و آن را کلمہ گویند۔ کلمہ کلم سے مشتق ہے اس کے معنے ہیں زخم کرنے کے چونکہ الفاظوں کے تیروں سے ہی انسان کا دل بسا اوقات زخمی ہو جاتا ہے جیسے ایک شاعر نے کہا ہے ع لگا جو زخم زباں کا رہا ہمیشہ رہا۔ اسی وجہ سے اس لفظ بامعنے کو کلمہ کہتے ہیں۔

اسم چوں رَجُلٌ وفعل چوں ضَرَبَ وحرف چوں ھَل چنانکہ در تعریف معلوم شدہ است

ترجمہ۔ اسم۔ جیسے رَجُلٌ فعل جیسے ضرب حرف جیسے ہل۔ یہ اقسام علم صرف میں بھی معلوم ہو چکے ہیں۔

قولہ۔ اسم۔ بصریوں کے نزدیک سمو بمعنے بلندی سے مشتق ہے واو حذف کر دیا ہمزۂ وصل شروع میں لے آئے اسم ہو گیا چونکہ اسم اپنے دونوں قسموں سے سربلند ہوتا ہے اس لئے اس کو اسم کہا جاتا ہے کوئی کہتا ہے وسم سے مشتق ہے واو کو حذف کر دیا ہمزۂ وصل شروع میں لے آئے اور اصطلاح میں اسم وہ کلمہ کہلاتا ہے جو کہ بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے ہوئے معنی مستقل پر دلالت کرتا ہو اور ازمنہ ثلاثہ یعنی ماضی، مستقبل، حال کوئی بھی باعتبار وضع کے اس میں نہ پایا جائے۔ وضع کی قید کا یہ فائدہ ہے ضاربٌ منصورٌ وغیرہ بھی اسم میں داخل ہیں کیونکہ باعتبار وضع کے یہ زمانہ پر دلالت نہیں کرتے گو قرینہ کی وجہ سے ان کا تعلق زمانہ حال یا استقبال سے ہوتا ہے مثلاً رجلٌ اسدٌ عمرٌ ناصرٌ وغیرہ۔ قولہ چوں رجلٌ۔ اسم کی دو قسمیں ہیں ایک تو اسم ذاتی جو صرف ذات پر دلالت کرے جیسے رجلٌ یہ اسم وہ ہے جو محض ذات پر دلالت کرتا ہے دوم اسم وصفی۔ جو کہ ذات پر دلالت کرے اور معنی وصفی بھی اس میں پائے جائیں۔ جیسے ضاحکٌ ہنسنے والا۔ احمر سرخ رنگ والا۔ اسود سیاہ رنگ والا۔ دیکھو یہ اسماء علاوہ ذات کے ایک معنی وصفی پر بھی دلالت کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسم کی یہ تقسیم معنی وصفی پر دلالت کرنے یا نہ کرنے کے لحاظ سے ہے اس کے بعد جو اسم کے اقسام ذکر کئے جائیں گے وہ دوسری حیثیتوں کے اعتبار سے ہوں گے۔

پس یاد رکھو کہ جب ایک چیز کی متعدد مرتبہ تقسیم کی جاتی ہے تو ہر تقسیم میں ایک خاص قید اور حیثیت ملحوظ ہوا کرتی ہے۔ جو دوسری تقسیموں میں ملحوظ نہیں ہوتی۔ قولہ فعل۔ کلمہ کی دوسری قسم فعل ہے اس لئے فعل سے مراد فعل اصطلاحی لینا پڑے گا جو تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اول نسبت الی الفاعل یا (کسی فاعل کی طرف نسبت ہو) دوسرے معنی حدثی تیسرے زمانہ یاد رکھو فعل لغوی اسم ہی ہوتا ہے لہٰذا فعل اصطلاحی کی تعریف یہ ہوئی کہ وہ لفظ مفرد ہے جو اپنے معنے موضوع لہ پر دلالت کرنے میں دوسرے کلمہ کا محتاج نہ ہو اور اس میں تینوں زمانوں میں سے ایک زمانہ بھی اصل وضع کے اعتبار سے پایا جائے قولہ۔ ضرب۔ واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے (اس ایک شخص نے مارا) ماضی کی مثال دینے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمام فعلوں کی اصل فعل ماضی ہے اور مضارع وامر وغیرہ اس ہی سے بنتے ہیں قولہ حرف۔ حرف کے معنے لغت میں طرف اور کنارے کے ہیں کیونکہ یہ کلام میں مسند و مسند الیہ نہیں بن سکتا اس لئے گویا طرف میں واقع ہوا۔ اسی وجہ سے اس کو حرف کہتے ہیں۔ اصطلاح میں اس لفظ مفرد کو کہیں گے جو اپنے معنی خاص بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے ہوئے ظاہر نہ کرتا ہو جیسے ہل قرأ زیدٌ قرآناً۔ کیا زید نے قرآن شریف پڑھا۔ اس میں فعل حرف استفہام ہے۔ دیکھو اس جملہ میں ہل کے معنے دوسرے کلمات کو ملائے بغیر سمجھ میں نہیں آتے۔

اما مرکب لفظی باشد کہ از دو کلمہ یا بیشتر حاصل شدہ باشد و مرکب بر دو گونہ است مفید و غیر مفید۔ مفید آن است کہ چوں قائل بر آں سکوت کند سامع را خبری یا طلبی معلوم شود و آں را جملہ گویند و کلام نیز پس جملہ بر دو قسم ست خبریہ و انشائیہ

ترجمہ۔ رہا مرکب تو وہ لفظ کہلاتا ہے جو دو کلمے یا زیادہ سے ملکر تیار ہو مثلاً (عبد اللہ، اللہ موجود وغیرہ) پھر مرکب کی دو قسمیں ہیں۔ مرکب مفید و مرکب غیر مفید۔ مرکب مفید اس کو کہتے ہیں کہ جب کہنے والا کہہ کر خاموش ہو جائے تو سُننے والے کو اس سے کوئی خبر یا طلب معلوم ہو جائے (مرکب غیر مفید کی تعریف آئندہ آئے گی) مرکب کو جملہ بھی کہتے ہیں اور کلام بھی (اس مرکب کا نام جملہ زیادہ مشہور رہے اسی لئے مصنفؒ نے مرکب مفید کی جگہ ہر جگہ جملہ استعمال فرمایا ہے) جملہ کی دو قسمیں ہیں۔ خبریہ، انشائیہ۔

تشریح۔ قولہ۔ اما مرکب۔ اما تفصیل اجمال کے لئے آتا ہے مفرد کی تقسیم کے بعد اب مرکب کی تقسیم بیان کرتے ہیں۔ پہلے مرکب کی تعریف ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ جو لفظ دو کلموں یا زیادہ سے ملاکر بنالیا جائے اس کو مرکب کہتے ہیں، زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں۔ قولہ۔ بر دو گونہ است۔ جاننا چاہئے کہ حصر کی دو قسمیں ہیں استقرائی عقلی۔ حصر عقلی اس کو کہتے ہیں جس میں نفی اور اثبات کے ذریعہ اقسام بیان کئے جائیں۔ حصر استقرائی اس کو کہتے ہیں کہ تتبع اور تلاش کے بعد جس قدر قسمیں معلوم ہو سکیں ان کو بیان کر دیا جائے لہذا یہ تقسیم حصر عقلی کی بنا پر ہے۔ قولہ۔ مفید۔ افادہ بروزن اِعادہ باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اصل میں مُفْیِدٌ تھا بقاعدہ میزان مفید ہوگیا۔ قولہ۔ مفید آن ست۔ مفید وہ ہے کہ اگر متکلم اس کلام پر خاموش ہو جائے تو سامع (سُننے والے کو) کوئی خبر یا کوئی طلب معلوم ہو خواہ وہ خبر ماضی سے تعلق رکھتی ہو جیسے کہ جملہ فعلیہ میں ہوتا ہے یا ایسا نہ ہو جیسے جملہ اسمیہ میں ہوتا ہے یا طلب معلوم ہو خواہ وہ طلب بصیغہ امر و نہی ہو یا بصیغہ ندا وغیرہ ہو۔

قولہ۔ و این را جملہ گویند و کلام نیز۔ اس سے معلوم ہوا کہ جملہ، کلام، مرکب مفید یہ تینوں مترادف ہیں اور انکی حقیقت ایک ہے۔ یہ جمہور کا مذہب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نوٹ:۔ ہر فصل کے ختم پر مشقی سوالات لکھے جاتے ہیں۔ طالب علم کو چاہئے کہ خود غور کر کے سوالات کو حل کرے اور استاد کو لکھکر دکھلائے۔

مشقی سوالات

ذیل کے الفاظ میں بتاؤ کونسا لفظ مفرد ہے اور کونسا مرکب ہے

فَرَسٌ۔ فَتحٌ۔ قد زَیْدٌ۔ غلامُ زیدٍ۔ بقرٌ۔ خمسةٌ۔ عشرةٌ۔ غضنفرٌ۔ زیدٌ قائمٌ۔ عمرو۔ لَعَلَّ۔ ماءُ البیر صلوٰةُ الظہر۔ مکۃ۔ مدینۃ۔ بعلبک۔ حجرُ البیت۔ نصرَ زیدٌ عمرًا۔

فصل۔ بدانکہ جملہ خبریہ آن ست کہ قائلش را بصدق و کذب صفت تواں کرد و آں بر دو نوع است اول آنکہ جزو اولش اسم باشد و آں را جملہ اسمیہ گویند چوں زَیْدٌ عَالِمٌ یعنی زید دانا ست

ترجمہ۔ جاننا چاہیے کہ جملہ خبریہ ایسا جملہ کہلاتا ہے کہ اسکے کہنے والے کو (اس جملہ کی وجہ سے) سچائی یا جھوٹ کے ساتھ موصوف کرسکیں اور جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں اول یہ کہ جس کا جزو اول اسم ہو ایسے جملہ کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں جیسے زَیْدٌ عَالِمٌ یعنی زید جاننے والا ہے۔

تشریح۔ قولہ۔ جملہ خبریہ لغۃً خبر میں یا نسبتی ہے اس کے معنی ہیں جملہ خبر والا اس کو خبریہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں کسی نہ کسی بات کی خبر دی جاتی ہے۔ **قولہ** قائلش۔ مطلب یہ ہے کہ جملہ خبریہ ایسا جملہ ہے کہ جب متکلم اس کے بولنے سے فارغ ہو جائے تو مخاطب اس کو محض اس کلام کی وجہ سے سچا یا جھوٹا کہہ سکے یعنی بغیر کسی اور خصوصیت کے اور بغیر کسی بات کا لحاظ کئے ہوئے جیسے زید قائمٌ زید کھڑا ہے کہ اس میں دونوں احتمال ہیں کہ اگر زید واقع میں کھڑا ہے تو متکلم صادق ہے اور اگر نہیں کھڑا ہے تو کاذب ہے لیکن اگر صدق اور کذب اور وجہ سے متعین ہو جائے اور اس میں صرف ایک احتمال خواہ صدق کا یا کذب کا متعین ہو جائے لیکن یہ یقین کسی خصوصیت یا امر آخر کی وجہ سے ہوا ہو تب بھی اس کو جملہ خبریہ ہی کہیں گے اگرچہ اس میں بالفعل ایک امر کو ترجیح ہو گئی ہے کیونکہ اس میں جملہ ہونے کی حیثیت سے دونوں احتمال موجود ہیں لہٰذا حق تعالیٰ شانہ کے کلام پاک میں جس قدر جملے خبریہ مذکور ہیں وہ سب صادق ہیں ان میں کذب بالکل نہیں۔ اسی طرح ایسا مخبر صادق جس نے تمام عمر جھوٹ نہ بولا ہو اور ہمیشہ تجربہ سے اس کا سچا ہونا معلوم ہوا ہو وہ ہم کو کسی امر کی خبر دے وہ سب خبریں صادق ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الجنۃ حقٌ والنار حقٌ وغیرہ۔ جنت و دوزخ کے موجود ہونے کی خبر دی یا ایک شخص مشاہدہ کی بنا پر خبر دیتا ہے کہ الشمس مضیئۃٌ سورج چمکدار ہے۔ یا کوئی خبر دے الماء بارد پانی ٹھنڈا ہے یا النار محرقۃٌ آگ جلانے والی ہے۔ یہ خبریں بھی بوجہ مطابق واقعہ ہونے کے صادق ہیں یا ہمیں متکلم کے جھوٹا ہونے کا یقین ہو جائے اور اس کی خبریں صرف کاذب ہونگی صدق کا احتمال بھی نہ ہوگا جیسے دہریہ کا قول اللّٰہ لیس بموجودٍ (اللہ تعالیٰ شانہ موجود نہیں ہیں) یا ہم کو کسی ذریعہ سے اس کے جھوٹے ہونے کا یقین ہو جائے جیسے کوئی شخص کہے السماء تحتنا آسمان ہمارے نیچے ہے ہمیں مشاہدہ کی وجہ سے اس کے جھوٹ ہونے میں شبہ نہیں۔ اس قسم کی مثالیں تعریف سے خارج نہیں ہوں گی۔ کیونکہ ان میں صدق یا کذب کا جو یقین ہے وہ کسی خصوصیت یا امر آخر کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ اگر اس سے قطع نظر کرلی جائے تو ان جملوں میں بھی احتمال صدق و کذب موجود ہے۔ **قولہ** جزو اولش اسم باشد یہاں سے جملہ خبریہ کی تقسیم شروع کردی ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ اول وہ جس کا جزو اول اسم ہو خواہ جزو ثانی اسم ہو جیسے زید عالم یا جزو ثانی فعل ہو جیسے زید جاء ایسے جملہ خبریہ کو جملہ اسمیہ کہا جائے گا تسمیۃ الکل باسم الجزء الاول (یعنی اول جزء کے نام پر کل کا نام رکھ دینا ہے) اور جزء کے نام پر کل کا نام رکھنا کلام عرب میں بہت متعارف ہے۔

جزو اولش مسند الیہ است و آں را مبتدا گویند و جزو دوم مسند ست و آں را خبر گویند۔ دوم آنکہ جزو اولش فعل باشد و آں را جملہ فعلیہ گویند چوں ضَرَبَ زَیْدٌ بزد زید جزو اولش مسند است و آں را فعل گویند و جزو دوم مسند الیہ ست و آں را فاعل گویند

ترجمہ۔ اس کا جزو اول مسند الیہ ہے اسکو مبتدا بھی کہتے ہیں اور دوسرا جزو مسند ہے اسکو خبر بھی کہتے ہیں۔ دوم وہ کہ اسکا جزو اول فعل ہو اسکو جملہ فعلیہ کہتے ہیں جیسے ضرب زید اسکا جزو اول مسند ہے اسے فعل بھی کہتے ہیں اور دوسرا جزو مسند الیہ ہے اسکو فاعل کہتے ہیں۔

تشریح۔ قولہ۔ مسند الیہ۔ مسند باب افعال کا اسم مفعول مکرم کے وزن پر ہے جس کی طرف کسی حکم کی نسبت کی جائے اس کو مسند الیہ کہتے ہیں اس مسند الیہ کو محکوم علیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ اس پر خبر کا حکم لگایا جاتا ہے اسی کو مبتدا کہتے ہیں کیونکہ اکثر کلام کی ابتدا اسی سے کی جاتی ہے مبتدا باب افتعال سے مفعول کا صیغہ ہے ہم مبتدا کی تعبیر اور زبانوں میں اس طرح کر سکتے ہیں کہ جس شے کے متعلق کچھ بتلایا جائے یا خبر دی جائے وہ مبتدا ہے اور جو کچھ اس کے متعلق کہا جائے اور بتلایا جائے وہ خبر ہے **قولہ۔ مسند** یہ باب افعال کا اسم مفعول کا صیغہ ہے یعنی وہ جس کی کسی کی طرف نسبت کی جائے۔

قولہ۔ و آں را خبر گویند۔ خبر کو خبر اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ مبتدا کے حال کی خبر دیتا ہے۔ **قولہ دوم آنکہ اولش فعل باشد**۔ یہ جملہ خبریہ کی دوسری قسم ہے جس جملہ کا پہلا جزو فعل ہو اس کو جملہ فعلیہ کہا جائے گا۔ فعل سے مراد معنی مصدری نہیں ہیں بلکہ فعل اصطلاحی مراد ہے جس کا ذکر پہلے گذر چکا۔

تنبیہ۔ جملہ فعلیہ کا آخری جزو ہمیشہ اسم ہوا کرتا ہے نہ فعل ہو سکتا ہے نہ حرف۔ جیسے ضرب زید (زید نے مارا) اس میں ضرب پہلا جزو مسند ہے اور زید جزو ثانی فاعل اور مسند الیہ ہے۔ **قولہ جملہ فعلیہ گویند** اس کو فعلیہ کہنا بھی تسمیۃ الکل باسم الجزء کے قبیل سے ہے۔ **فائدہ**۔ یاد رکھنا چاہئے کہ جملہ اسمیہ جملہ فعلیہ کے نام رکھنے میں صرف اول جزو کا اعتبار کیا گیا اگر اول جزو اسم ہوگا تو اسمیہ اور اگر فعل ہوگا تو فعلیہ کہیں گے لیکن اول جزو سے یہ مطلب نہیں کہ جو سب سے پہلے بولا جائے۔ لہٰذا اگر حرف کسی جملہ کے شروع میں ہو تو اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا کیونکہ حرف نہ مسند بن سکتا ہے نہ مسند الیہ بلکہ اس حرف کے بعد کے لفظ کو دیکھیں گے اگر اسم ہے تو اسمیہ ورنہ فعلیہ۔ اس لئے ماضرب زیدٌ۔ جملہ فعلیہ ہی کہلائے گا۔

قولہ۔ حکم۔ لفظ حکم کے اصطلاح میں چار معنی آتے ہیں اول بمعنے محکوم بہ۔ دوم نسبت تامہ خبریہ۔ سوم تصدیق واذعان۔ چہارم۔ قضیہ۔

قولہ۔ مسند الیہ آنچہ بروے حکم کنند۔ یہ مسند الیہ کی تعریف بیان کی ہے کہ مسند الیہ اس کو کہتے ہیں کہ جس پر کسی چیز کا حکم لگایا جائے اسی وجہ سے اس کو محکوم علیہ بھی کہتے ہیں جیسے ما قبل میں معلوم ہو چکا ہے۔

وبدانکہ مسند حکم ست و مسند الیہ آنچہ بروحکم کنند و اسم مسند و مسند الیہ تواند بود و فعل مسند باشد و مسند الیہ نہ تواند بود و حرف نہ مسند باشد و نہ مسند الیہ۔

ترجمہ اور جاننا چاہیے کہ مسند حکم ہوتا ہے اور مسند الیہ وہ ذات ہے جس کے بارے میں حکم کیا جاتا ہے (اور تینوں کلموں میں سے) اسم مسند و مسند الیہ دونوں ہو سکتا ہے اور فعل مسند تو ہو سکتا ہے مسند الیہ نہیں ہو سکتا اور حرف نہ مسند ہی ہو سکتا ہے اور نہ مسند الیہ

تشریح۔ قولہ۔ اسم مسند و مسند الیہ تواند بود۔ کیونکہ کلمات عرب تین قسم کے تھے۔ اسم۔ فعل۔ حرف اور کلام انہی سے مرکب ہوتا ہے تو ضرورت محسوس ہوئی کہ یہ بتلایا جائے کہ کون کون کلمات سے ترکیب کلام جائز ہے اور کون سے کلمات سے ناجائز لہذا اسم مسند و مسند الیہ دونوں ہو سکتا ہے کیونکہ مسند اور مسند الیہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے معنی پر مستقل طریقہ سے دلالت کرتا ہو چونکہ اسم اپنے معنی مطابقی پر مستقلاً دلالت کرتا ہے اس لئے اس میں یہ صلاحیت کہ وہ مسند الیہ و مسند دونوں بن جائے خواہ وہ اسم ذاتی ہو یا صفاتی جیسے آئندہ اس کی تفصیل آجائے گی۔

قولہ فعل مسند باشد و نہ مسند الیہ تواند بود۔ فعل مسند الیہ نہیں بن سکتا البتہ مسند بن سکتا ہے اور مسند الیہ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تم کو معلوم ہو چکا کہ مسند الیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذات پر دلالت کرتا ہو خواہ حقیقۃً خواہ حکماً اور فعل اپنے معنی مطابقی کے اعتبار سے ذات پر دلالت نہیں کرتا بلکہ معنی عرضی پر دلالت کرتا ہے اس وجہ سے اسکو مسند الیہ نہیں بنا سکتے مگر چونکہ فعل کے معنی مستقل ہیں اس لئے مسند بنا سکتے ہیں۔

قولہ حرف نہ مسند باشد و نہ مسند الیہ۔ حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ۔ کیونکہ یہ اپنے معنی پر مستقلاً دلالت نہیں کرتا اس وجہ سے حرف نہ مسند الیہ ہو سکتا ہے اور نہ مسند۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ترکیب کلمات کے احتمال چھ ہو سکتے ہیں۔ اول دو اسم سے۔ دوم فعل و اسم سے۔ سوم ایک اسم اور ایک حرف سے۔ چہارم ایک فعل ایک حرف سے۔ پنجم دو فعل سے۔ ششم دو حرفوں سے مرکب ہو۔ لیکن ان چھ احتمالات میں سے اول دو احتمال جائز ہیں باقی چار ناجائز۔

مشقی سوالات

ذیل کے لکھے ہوئے جملوں میں پہچانو کون مسند ہے اور کون مسند الیہ اور یہ بھی بتاؤ کہ کون لفظ مبتدا ہے اور کون خبر اور کون فاعل ہے اور کون فعل اور کون جملہ اسمیہ ہے اور کونسا فعلیہ اور نیز ہر جملہ کی ترکیب کرو اور ہر سوال کا جواب تحریر کرو۔ استغفر زید۔ اجتنبت هند۔ الشمس طالعۃٌ۔ الصلوۃ حاضرۃ۔ الماء باردٌ۔ اللہ اکبر۔ انفطر السماء۔ احمرّت هند۔ الحج فریضۃٌ۔ الصوم فرضٌ۔ القیامۃُ اٰتیۃٌ۔ الجنۃ حقٌّ۔ النار حقٌّ۔ الصراط حقٌّ۔ المیزان حقٌّ۔ القبر روضۃٌ۔ ربٌّ غفورٌ۔ استخلف بکر۔ اخضرت الارض۔ اسلم خالد۔ ذهب بکرٌ۔ صدق عمرٌ۔ احلولی الماء۔ زیدٌ داعٍ۔ صام محمودٌ۔ صلّی حامدٌ۔ حج قمر۔

بدانکہ جملہ انشائیہ آن است کہ قائلش را بصدق وکذب صفت نتواں کرد واں بر چند قسم ست امر چوں اِضْرِبْ ونہی چوں لَا تَضْرِبْ واستفہام چوں ھَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ

ترجمہ۔ جاننا چاہیے کہ جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے کہ اس کے کہنے والے کو (اس جملہ کی وجہ سے) سچائی یا جھوٹ کے ساتھ موصوف نہ کرسکیں اس کی چند قسمیں ہیں۔ اول امر جیسے اضرب دوم نہی جیسے لا تضرب۔ سوم استفہام جیسے ھل ضرب زید۔

تشریح قولہ جملہ انشائیہ۔ انشائیہ میں یائے نسبتی ہے یعنی انشاء والا جملہ انشاء مصدر ہے باب افعال کا اس کے معنی پیدا کرنا چونکہ متکلم کسی چیز کی اس جملے سے خبر نہیں دیتا بلکہ خود ایجاد کرتا ہے اسی وجہ سے اس کو انشائیہ کہتے ہیں

قولہ قائلش را بصدق وکذب الخ اس کے کہنے والے کو سچ یا جھوٹ کے ساتھ متصف نہ کرسکیں۔ کیونکہ صدق وکذب کا تعلق خبر سے ہے اور جب اس میں خبر ہی نہیں ہے تو پھر صدق وکذب کیسے اس میں پایا جاسکتا ہے۔

قولہ امر۔ باب نصر کا مصدر ہے (حکم کرنا) اور شیٔ کے معنی میں بھی آتا ہے اس کی جمع امور آتی ہے مگر اصطلاح نحو میں وہ صیغہ ہے جس کے ذریعہ سے مخاطب سے فعل کو طلب کیا جائے مثلاً اقتل (قتل کر) اس میں فاعل انت مستتر

قولہ نہی۔ مصدر ہے جس کے معنی لغت میں روکنا، منع کرنا۔ اصطلاح نحو میں اس فعل کا حکم ہے جس کے ذریعہ سے ترک فعل کا مطالبہ کیا جائے جیسے لا تسرق (چوری مت کر) اس صیغہ میں ضمیر انت مستتر ہے جو اس کا فاعل ہے جیسے کہ یہ ضمیر صیغہ امر میں مستتر ہوتی ہے۔ (ترکیب) لا تسرق فعل انت فاعل۔ فعل با فاعل جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

فائدہ۔ فعل نہی کے بارے میں علمائے صرف مختلف ہیں ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ نہی مستقل فعل ہے لہٰذا ان کی نظر میں مطلق فعل کی چار قسمیں ہیں۔ اول ماضی۔ دوم مضارع۔ سوم امر۔ چہارم نہی۔ اور ایک جماعت کا نظریہ یہ ہے کہ فعل نہی مستقل فعل نہیں ہے اور فعل نہی کو مثل مضارع مجزوم بلم وغیرہ قرار دیتے ہیں۔ اور لائے نہی کو مثل دوسرے حروف جازمہ کے خیال کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے نزدیک مطلق فعل کی صرف تین قسمیں ہیں۔ فعل ماضی۔ فعل مضارع۔ فعل امر۔

قولہ استفہام۔ یہ مصدر ہے اس کا مادہ فہم ہے اس کے معنی ہیں دریافت کرنا۔ سمجھنے کی خواہش کرنا۔ جملہ استفہامیہ انشائیہ اس جملہ انشائیہ کو کہا جاتا ہے کہ جس کے شروع میں حرف استفہام ہو۔ اور حرف استفہام تین ہیں۔ مَا۔ ہمزہ۔ ہَل۔ یہ حروف اس مقصد کے لئے اصل میں وضع کئے گئے ہیں کہ سائل ناواقف مخاطب واقف سے نامعلوم چیز کا علم حاصل کرے۔

جیسے مصنفؒ نے مثال دی ہے ھل ضرب زید (کیا زید نے مارا ہے)۔ اس میں متکلم سائل ہے اور مخاطب سے ضرب زید کے بارے میں حقیقت

وتمنی چوں لیت زیداً حاضرٌ و ترجی چوں لعل عمرواً غائبٌ وعقود چوں بعت واشتریت

ترجمہ۔ چہارم تمنی لیت زیداً حاضرٌ پنجم ترجی لعل عمرواً غائبٌ۔ ششم عقود جیسے بعت واشتریت

حال معلوم کرنا چاہتا ہے۔

(ترکیب) ہل حرف استفہام غیر عامل۔ جآء فعل زید فاعل۔ فعل با فاعل جملہ فعلیہ انشائیہ استفہامیہ ہوا۔

تشریح۔ قولہ تمنی۔ مصدر بمعنی آرزو کرنا، تمنا کرنا۔ اصطلاح نحو میں جملہ انشائیہ تمنائیہ وہ کہلاتا ہے کہ جس جملہ کے شروع حرف تمنا لیت داخل ہو یہ اسم کو منصوب اور خبر کو مرفوع بنائے جیسے کہ دوسرے حروف مشبہ بالفعل بھی یہ ہی عمل کیا کرتے ہیں جیسے لیت زیداً حاضرٌ (کاش کہ زید موجود ہوتا)۔

(ترکیب) لیت حرف تمنی زیداً اس کا اسم۔ حاضرٌ اس کی خبر۔ لیت اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ انشائیہ تمنائیہ ہوا۔

قولہ ترجی۔ یہ مصدر ہے بمعنی امید کرنا اصطلاح نحو میں اس جملہ انشائیہ کا لقب ہے جس کے شروع میں حرف ترجی لعل داخل ہو یہ اسم کو منصوب کیا کرتا ہے اور خبر کو مرفوع۔ جیسے لعل عمرواً غائبٌ (امید ہے کہ عمرو غائب ہوگا) لعل حرف ترجی عمرواً اسم منصوب۔ غائبٌ خبر مرفوع۔ لعل اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ انشائیہ ترجیہ ہوا۔

ف ۱ عمرو بفتح عین رار کے بعد واو لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔ اور عُمر بضم العین میں واو لکھنا درست نہیں۔

ف ۲ تمنی۔ ترجی۔ اگرچہ بظاہر یکساں محسوس ہوتے ہیں۔ مگر علماء نحو نے ان میں دو فرق بیان فرمائے۔ اول تمنی کا تعلق صرف محبوب اشیاء سے وابستہ ہے اور ترجی کا تعلق عام ہے۔ چنانچہ اشیاء مبغوضہ اور محبوبہ دونوں میں ترجی کا استعمال پایا جاتا ہے لیکن تمنی کا استعمال صرف اشیاء محبوبہ میں ہوتا ہے۔ دوم۔ تمنی کا تعلق ممکن اور غیر ممکن ہر قسم کی چیزوں سے ہوتا ہے۔ چنانچہ شعراء کی تمنائیں بسا اوقات امور غیر ممکنہ سے وابستہ ہوتی ہیں۔ اور ترجی کا تعلق صرف ممکنات ہی سے ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے لیت الشباب یعود (کاش کہ جوانی لوٹ آتی) اور یہ نہیں کہا جاتا لعل الشباب یعود کیونکہ جوانی کا واپس آنا ممکن نہیں۔

قولہ عقود مصدر بمعنی گرہ باندھنا۔ معاملہ کرنا۔ اصطلاح نحو میں اس جملہ فعلیہ کا لقب ہے جس کے ذریعہ سے کسی معاملہ کو طے کیا جائے جیسے بِعْتُ (میں نے فروخت کیا) یہ صیغہ واحد متکلم بحث ماضی ہے۔ مصدر بیع ہے۔ اشتریتُ (میں نے خریدا) واحد متکلم ماضی کا صیغہ ہے۔ مصدر اشتراء ہے۔ یہ دونوں فعل ماضی کے صیغے ہیں۔ مگر چونکہ ایجاد معاملہ۔ بیع وشراء کے لئے استعمال کئے گئے ہیں اس لئے جملہ انشائیہ کہلاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب فروخت کرنے والا کسی سامان کو فروخت کرنا اپنے ذہن میں طے کر لیتا ہے تب خریدار سے کہتا ہے

و نداچوں یَا اَللّٰہُ۔ وعرض چوں اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا و قسم

ترجمہ ۔ ہفتم ندا جیسے یا اللہ ہشتم عرض جیسے الا تنزل بنا فتصیب خیرا نہم قسم

وقت اور جب خریدار کسی سامان کو خریدنا اپنے ذہن میں طے کر لیتا ہے تب کہتا ہے اشتریتُ اور اگر ان جملوں سے سابقہ معاملہ بیع وشرار کی اطلاع دینا مقصود ہو اور اس وقت بعت یا اشتریت کہا جائے تو اس وقت یہ دونوں جملے خبریہ ہیں انشائیہ نہیں۔ مبتدی کو چاہیے کہ اس فرق کو خوب اچھی طرح استاذ صاحب سے سمجھ لے۔

تشریح۔ قولہ ندا۔ باب مفاعلت کا مصدر فعال کے وزن پر ہے اصطلاحِ نحو میں جملہ انشائیہ ندائیہ اس جملہ کا لقب ہے کہ جس میں حروف ندا میں کسی حرف ندا کے ذریعہ کسی شخص کو پکارا جائے اور جس کو پکارا جائے اس کو منادیٰ اور جس مقصد کے لئے پکارا جائے اس کو جواب ندا کہتے ہیں جیسے یا اللہ انصرنا۔ اس میں یا حرفِ ندا ہو کہ قائم مقام فعل ادعو اللہ منادیٰ جو معنیً مفعول بہ ہے کیونکہ یا اللہ معنے میں ادعو اللہ (اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہوں میں) انصرنا جواب ندا ہے۔ ندا اپنے جواب سے ملکر جملہ ندائیہ انشائیہ ہوا۔

فائدہ۔ بعض مرتبہ حرف ندا محذوف بھی ہوتا ہے مثلاً یوسف اعرض عن ھذا کہ اصل میں یا یوسف تھا یا کو حذف کر دیا گیا ہے حرف ندا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب مخاطب متوجہ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو لیکن اس کے باوجود متوجہ نہ ہوتا ہو۔ لہذا اگر اس کے خلاف استعمال ہوگا تو مجاز ہوگا جیسے ایسی ذات کو مخاطب کرنا جو ہمہ وقت متوجہ ہو جیسے یا اللہ۔ ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ عالم اور اہل عالم کی طرف بغیر پکارے ہوئے بھی متوجہ ہیں۔ یا ایسے مخاطب کو پکارنا جو بُعدِ مکان کی وجہ سے سن سکتا نہیں۔ جیسے کوئی ہندوستان میں رہتے ہوئے کسی شخص کو جو مکہ میں رہتا ہو حرف ندا سے پکارے اور اسی قسم کے تمام مواقع میں ندا کے معنے مجازی ہوں گے اس کی تفصیل کتب مطولہ میں معلوم ہو جائے گی۔

قولہ عرض۔ لغوی معنی پیش کرنا اور اصطلاح میں اس جملہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ نرمی اور ملاطفت کے ساتھ کوئی گذارش یا درخواست کی جائے جیسے۔ قولہ الا تنزل بنا فتصیب خیرا (آپ ہمارے یہاں کیوں نہیں آتے کہ آپ کچھ بہتری پالیتے) یہاں الا حرف تحضیض اور حرف عرض ہے تنزل فعل مضارع جس میں ضمیر حاضر فاعل ہے ب جار نا ضمیر مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر عرض ف جوابیہ جس کے بعد اَنْ حرف ناصب مقدر ہے۔ تصیب فعل مضارع معروف ضمیر مخاطب فاعل خیرا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جواب عرض۔ اب عرض اپنے جواب عرض سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ عرضیہ ہو گیا۔

قولہ قسم۔ مخاطب کے ذہن سے تذبذب وشک کو دفع کرنے کے لئے قسم کو بطور تاکید کے لایا جاتا ہے تو قسم انشاء تاکید کے لئے آتی ہے۔ اصطلاح میں وہ جملہ قسمیہ ہے جس سے کسی چیز پر حرف قسم کے ذریعہ قسم کھائی جائے مثلاً قولہ واللہ کا فعلن

چوں واللہ لاضربنّ زیداً و تعجب چوں ما احسنہٗ واَحسن بہٖ

ترجمہ: قسم حق تعالیٰ کی ضرور ماروں گا میں زید کو۔ دوم تعجب، جیسے ما احسنہ واحسن بہ

کذا (اللہ کی قسم میں ایسا ہی کروں گا) واؤ حرف جار برائے قسم لفظ اللہ مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر اقسم محذوف کے متعلق ہوا۔ اقسم۔ فعل متکلم اپنے فاعل ضمیر انا مستتر سے مل کر جملہ ہو کر قسم ہوا۔ لافعلن صیغہ واحد متکلم بانون تاکید انا ضمیر فاعل کذا مفعول بہ فعل اپنے فاعل مفعول بہ سے مل کر جواب قسم ہوا قسم جواب قسم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو گیا۔

تشریح۔ قولہ۔ تعجب۔ بروزن تفعل مصدر ہے مادہ عجب ہے جس چیز کا سبب معلوم نہ ہو اس کے علم کو بھی تعجب کہتے ہیں اور اس کیفیت کو بھی تعجب کہتے ہیں جو اس امر عجیب کے علم کے بعد انسان کے دل میں پیدا ہوا کرتی ہے جیسے غریب آدمی کا اچانک مالدار ہو جانا قابل تعجب ہوا کرتا ہے تو اس کو تعجب کہتے ہیں یا اس علم کے بعد جو طبیعت کو غریب بھائی کے مالدار ہو جانے سے خوشی ہوگی اسکو تعجب کہیں گے اصطلاح میں فعل تعجب وہ ہے جس کے ذریعے سے کسی شئے پر اظہار تعجب کیا جائے اس کے دو صیغے عربی زبان میں مستعمل ہیں۔ اول ما افعلہٗ۔ دوم افعل بہ پوری تفصیل افعال تعجب میں آئے گی۔

قولہ ما احسنہ اس صیغہ تعجب کی دو ترکیب علماء نحو میں مشہور ہیں۔ اول ترکیب امام النحو سیبویہ سے منقول ہے وہ یہ ہے ما نکرہ بمعنے شئی عظیمٌ مبتدا احسن فعل ماضی صیغہ واحد مذکر ضمیر مستتر جس کا مرجع ما ہے اُس فاعل ہ ضمیر منصوب مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبر۔ مبتداء خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ تعجبیہ ہوا۔

دوسری ترکیب فاضل فرار نحوی سے منقول ہے ما استفہامیہ بمعنے ای شئی مبتدا احسن فعل ضمیر مستتر فاعل ضمیر منصوب مفعول بہ فعل بافاعل اور مفعول بہ جملہ فعلیہ خبر۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ تعجبیہ ہوا۔

قولہ اَحْسِنْ بِہٖ۔ یہاں پر اَحْسِنْ امر کا صیغہ بمعنے فعل ماضی صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ لہذا احسن بہ معنے میں احسن زیدٌ ہے کیونکہ بہٖ میں ضمیر مجرور معنے کے لحاظ سے فاعل

ہے با زائد ہے لہذا فعل اور فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ تعجبیہ ہوا۔

فائدہ۔ ما احسن زید کے معنی لفظی یہ ہیں کس چیز نے زید کو حسین بنایا۔ یا کس بڑی چیز نے زید کو حسین بنایا۔ اس جملہ سے مقصد زید کے حسن پر اظہار تعجب کرنا ہے۔ دوسرا صیغہ احسن بہ یہ بھی اظہار تعجب کے لئے وضع کیا گیا ہے اسلئے یہ صیغہ بمعنی زید احسن ہے۔ بہرحال دونوں صیغے باب افعال سے لئے گئے ہیں۔

فائدہ۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مبتدی طلبہ کے لئے جملہ انشائیہ کی جملہ اقسام کی تعریفات مختصر الفاظ میں مع امثال تحریر کر دی جائیں تاکہ طلبہ آسانی سے محفوظ کر سکیں۔

اوّل امر۔ وہ جملہ انشائیہ ہے جس میں کسی کام کے ہونے یا کرنے کی طلب ہو جیسے اضرب دوم نہی وہ جملہ انشائیہ ہے جس میں کسی کام کے نہ ہونے یا نہ کرنے کی طلب ہو جیسے لا تضرب لا تاکل وغیرہ۔ سوم۔ استفہام۔ وہ جملہ انشائیہ ہے جس سے کسی واقعہ گذرے ہوئے یا موجودہ یا آئندہ سے سوال ہو اور اس میں حرف استفہام شروع میں داخل ہو۔ مثلاً ھل ضرب زیدٌ و أزیدٌ قائمٌ و أتضرب زیداً۔ چہارم تمنی۔ وہ جملہ انشائیہ ہے جس سے بات کی آرزو سمجھی جائے جیسے لیت زیداً حاضرٌ۔ پنجم۔ ترجی۔ وہ جملہ انشائیہ ہے جس سے کسی بات کی امید ظاہر ہوتی ہے جیسے لعل عمر الغائب۔ ششم عقود۔ وہ جملہ انشائیہ ہے جو کسی معاملہ کے مثلاً خرید و فروخت کے ایجاد کرنے کے واسطے بولا جاوے جیسے بیچنے والا بیچتے وقت کہے بعتُ۔ (فروخت کیا میں نے) اور خریدنے والا خریدتے وقت کہے اشتریت (خریدا میں نے)۔ ہفتم۔ ندا۔ وہ جملہ انشائیہ ہے جس سے کسی شخص کو اپنی طرف متوجہ کیا جائے اور حرف ندا سے شروع ہو جیسے یا زید (اے زید)۔ ہشتم۔ عرض۔ وہ جملہ انشائیہ ہے جس سے کسی کو کسی کام پر برانگیختہ اور آمادہ کیا جائے جیسے الا تنزل بنا فتصیب خیرا۔ کیوں نہیں آیا تو ہمارے پاس کہ حاصل کرتا تو بھلائی کو۔ نہم۔ قسم وہ جملہ انشائیہ ہے جس سے کسی بات پر قسم کھاویں مثلاً واللہ لاضربن زیداً۔ خدا کی قسم میں زید کو ضرور ماروں گا۔ دہم۔ تعجب۔ وہ جملہ انشائیہ ہے جس سے کسی بات پر تعجب ظاہر کریں جیسے ما احسنہ و احسن بہ۔ (کیا ہی حسین ہے وہ)۔

مشقی سوالات

ذیل کی مثالوں میں یہ بتاؤ کہ کون سا جملہ خبریہ ہے اور کونسا انشائیہ اور انشائیہ کی کونسی قسم ہے اور جملوں کی ترکیب بھی کرو۔ اسلموا۔ آمنوا۔ لا تکفروا۔ بشر۔ لیت زیداً عالم۔ حمد بکر۔ اتقتلون۔ آمنا۔ ابصر بہ۔ ما اجمل زیداً۔ الا تکرم زیداً۔ لا تقولوا۔ لعل الساعۃ قریب۔ ازیدٌ قاعدٌ۔ نکحتُ۔ لعل بکراً نائمٌ۔ جاء ابوک۔ کبر۔ اعملوا آل داود شکراً۔ فانظر الی آثار رحمۃ اللہ۔ الی ربک فارغب۔ وافعلوا الخیر۔ رب اغفر وارحم۔ بذلک فلیفرحوا۔ لا تحمل علینا اصراً۔ لا تکتموا الشہادۃ۔ لا تلمزوا انفسکم۔ لا تخضعن بالقول۔ یٰبنی آدم لا یفتننکم الشیطٰن۔ الم نشرح لک صدرک

فصل بدانکہ مرکب غیر مفید آن ست کہ چوں قائل برآں سکوت کند سامع را خبر یا طلبے حاصل نشود و آں بر سہ قسم ست اول مرکب اضافی چوں غلامُ زیدٍ

ترجمہ۔ جاننا چاہیے کہ مرکب غیر مفید وہ ہے کہ جب کہنے والا اس پر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب حاصل نہ ہو۔ مرکب غیر مفید کی تین قسمیں ہیں اول مرکب اضافی جیسے غلام زیدٍ۔

تحملوننا۔ آین شرکائی۔ آیہم یکفل مریم۔ فبای آلاء ربکما تکذبان۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً۔ یلیت بینی وبینک بعد المشرقین۔ یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یلیتنی لم اتخذ فلانا خلیلاً۔ ن والقلم وما یسطرون۔ ما انت بنعمت ربک بمجنون۔ والکتٰب المبین۔ انا انزلنہ فی لیلۃٍ مبارکۃٍ۔ واللہ ربنا ما کنا مشرکین۔ والتین والزیتون وطور سینین وہذا البلد الامین لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ اسمع بہم وابصر۔ ما اصبرہم علی النار۔ قتل الانسان ما اکفرہ۔

تشریح۔ قولہ۔ مرکب غیر مفید آن ست۔ اس سے قبل مرکب مفید کی تعریف اور مرکب مفید کے اقسام مصنف بیان فرما چکے ہیں اور فاضل مصنف کے مرکب مفید کی تعریف بیان کرنے سے مرکب غیر مفید کی تعریف بھی معلوم ہو گئی تھی مگر مصنف علیہ الرحمۃ مرکب غیر مفید کی تعریف مستقلاً بیان کر رہے ہیں تاکہ طلبہ مبتدی کو یاد کرنے میں سہولت ہو جائے مرکب غیر مفید وہ ہے کہ جب متکلم اس پر سکوت کرے تو مخاطب یعنی (سننے والے) کو نہ کسی قسم کی خبر معلوم ہو اور نہ طلب معلوم ہو بلکہ وہ انتظار میں رہتا ہے کہ دیکھئے اس کے بعد اب کیا کہتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مرکب میں کلام کے تمام ضروری اجزاء بولے نہیں جاتے بلکہ مسند الیہ یا مسند کی کمی رہ جاتی ہے اسی وجہ سے اس کو مرکب ناقص بھی کہتے ہیں۔

قولہ و آں بر سہ قسم ست الخ۔ دراصل مرکب غیر مفید کی اقسام کا تفصیلی بیان اس طرح ہے کہ مرکب غیر مفید کی دو قسمیں ہیں۔

اول مرکب تقییدی۔ دوم مرکب غیر تقییدی۔ مرکب تقییدی ایسا مرکب ہے کہ جس کا جزء اول دوسرے جزء کے لئے قید ہو۔ جزء اول اس کا عام ہو اور جزء ثانی سے اس میں تخصیص ہو جائے۔

مرکب تقییدی کی دو قسمیں ہیں۔ اول مرکب اضافی جیسے غلام محمدٍ۔ دوم مرکب توصیفی جیسے رجلٌ عالمٌ دیکھو لفظ غلام عام تھا جب اس کو محمد کی طرف مضاف کر دیا تخصیص پیدا ہو گئی اسی طرح رجلٌ عام تھا عالمٌ نے اس میں تخصیص پیدا کر دی ہے۔

مرکب اضافی کے جزء اول کو مضاف اور ثانی کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ مرکب توصیفی کے جزء اول موصوف اور دوسرے جزء کو صفت کہتے ہیں۔ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے مرکب تقییدی کی صرف ایک قسم یعنی مرکب اضافی کو بیان فرمایا اور دوسری قسم یعنی مرکب توصیفی کو چھوڑ دیا۔ یاد رکھو کہ مرکب اضافی اور مرکب توصیفی دونوں کلام کا جزء

جزو اول را مضاف گویند و جزو دوم را مضاف الیہ و مضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد دوم مرکب بنائی و او آن ست کہ دو اسم را یکے کردہ باشد و اسم دوم متضمن حرفی باشد چوں اَحَدَ عَشَرَ تِسْعَۃَ عَشَرَ کہ در اصل اَحَدٌ وَّعَشَرٌ و تِسْعَۃٌ وَّ عَشَرٌ بودہ است واو را حذف کردہ ہر دو اسم را یکی کردند و ہر دو جزو مبنی باشد بر فتح اِلَّا اِثْنَا عَشَرَ

ترجمہ۔ جزو اول کو مضاف کہتے ہیں اور دوسرے جزو کو مضاف الیہ۔ (یاد رکھو) کہ مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔ دوم مرکب بنائی اور وہ ایسا مرکب ہے کہ دو اسموں کو ایک کر دیا جائے اور دوسرا اسم حرف عطف واو کو شامل ہو جیسے احد عشر سے تسعۃ عشر تک کہ اصل میں احد و عشر تھا اور تسعۃ و عشر تھا واو کو حذف کرکے دونوں اسموں کو ایک کر دیا گیا۔ اس مرکب کے دونوں جزو مبنی بر فتح ہوتے ہیں سوائے اثنا عشر کے۔

ہوتے ہیں جیسے غلام محمد جارنی غلام محمد مرکب اضافی مبتدا واقع ہے اور جاءنی دجل عالم میں دجل عالمٌ مرکب توصیفی فاعل واقع ہے چونکہ مرکب توصیفی یا مرکب اضافی سے تام نہیں بنتا اس لئے ان کو مرکبات ناقصہ بھی کہتے ہیں۔ مرکب غیر تقییدی وہ مرکب ناقص ہے کہ اس میں جزو اول جزو ثانی کے لئے قید واقع نہ ہو اس کی تین قسمیں ہیں۔ اول مرکب بنائی جس میں واو حرف عطف کو حذف کرکے دو کلموں کو ملایا جاتا ہے اور اس واو عاطفہ کے معنے کو وہ مرکب شامل ہوتا ہے جیسے احد عشر۔ اثنا عشر ثلثۃ عشر اربعۃ عشر خمسۃ عشر ستۃ عشر سبعۃ عشر ثمانیۃ عشر تسعۃ عشر ان تمام اعداد میں واو عاطفہ کو حذف کر دیا ہے اور اس کے معنے مراد ہیں کہ اصل میں احد و عشر اور اثنان و عشر اور ثلثۃ و عشر تھا اس مرکب کے دونوں کلمے مستقل حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک کلمہ دوسرے کلمہ کے لئے قید نہیں ہے خوب سمجھ لو۔

تشریح

قولہ ہر دو جزو مبنی باشد بر فتح اِلَّا اثنا عشر۔ مراد یہ ہے کہ مرکب بنائی کے دونوں جزو مبنی بر فتحہ ہوتے ہیں۔ البتہ اثنا عشر میں ایسا نہیں ہے بلکہ جزو اول معرب ہے اصل میں اثنان و عشر تھا ترکیب کی وجہ سے نون گر گیا جیسے کہ تثنیہ کا نون اضافت کی وجہ سے گر جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ سوائے اثنا عشر کے تمام مرکب بنائی مبنی بر فتحہ ہوتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ مبنی میں اصل تو سکون ہے پھر یہ کیوں مبنی بر فتحہ ہوتے ہیں اس کا جواب یہ کہ چونکہ اس مرکب کے اجزاء اسماء ہیں اور اسم میں اصل حرکت ہے اس لئے مبنی بر فتحہ ہوتے ہیں۔ مرکب غیر تقییدی کی دوسری قسم کو مصنف نے بیان نہیں فرمایا۔ ہم طلبہ کے فائدہ کے لئے بیان کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ مرکب غیر تقییدی کی دوسری

کہ جزو اول معرب است سوم مرکب منع صرف واو آن ست کہ دو اسم را یکے کردہ باشد اسم دوم متضمن حرفی نباشد چوں بعلبک وحضرموت کہ جزو اول مبنی باشد بر فتحہ بر مذہب اکثر علماء وجزو دوم معرب

ترجمہ: کہ اس کا جزو اول معرب ہے۔ تیسرے مرکب منع صرف ایسا مرکب ہے کہ دو اسموں کو اس طرح ملا دیا جائے کہ دوسرا اسم کسی حرف کو شامل نہ ہو جیسے بعلبک وحضرموت کہ جزو اول مبنی ہے فتحہ پر اکثر علماء نحو کے مذہب پر اور جزو دوم معرب ہے۔

قسم مرکب صوتی ہے وہ ایسا مرکب ہے کہ جو دو اسموں کے ملانے سے بنے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کا دوسرا اسم صوت ہو جیسے سیبویہ کہ دراصل سیب اور ویہ تھا ویہ اسم صوت ہے یہ لقب ہے امام النحو عمرو بن عثمان شیرازی کا۔ یہ سب سے جلیل القدر علم نحو کا امام ہے۔

تشریح

قولہ کہ جزو اول معرب است الخ حاصل یہ ہے کہ اس کا جزو اول معرب ہے اور اس کا اعراب تثنیہ کا ہوتا ہے۔ یعنی حالتِ رفع میں الف ونون اور حالتِ نصبی اور جری میں یائے ماقبل مفتوح جیسے جاءنی اثنا عشر ورأیت اثنی عشر ومررت باثنی عشر۔

قولہ سوم مرکب منع صرف۔ مرکب تقییدی کی تیسری قسم مرکب منع صرف ہے یہ وہ مرکب ہے جو دو اسموں سے ملکر اس طرح بنایا جاتا ہے کہ دوسرا جزو کسی حرف محذوف یا اس کے معنے کو شامل نہیں ہوتا جیسے بعلبک۔ دیکھو بعل ایک بت کا نام ہے جس کی پوجا کفار میں بہت رائج تھی بک ایک بادشاہ کا نام ہے چونکہ بک بادشاہ نے بعل کی پوجا کے لئے ایک شہر بنوایا اس لئے اس شہر کا نام بعلبک ہوگیا۔ اسی طرح حضرموت دونوں الگ الگ کلمات ہیں۔ دونوں کو ملاکر ایک شہر کا نام رکھدیا گیا۔ اس کو مرکب امتزاجی بھی کہتے ہیں۔

قولہ جزو اول مبنی باشد بر فتحہ بر مذہب اکثر علماء وجزو دوم معرب۔ مرکب منع صرف کے بارے میں علمائے نحو کا اختلاف ہے۔ اکثر نحویوں کا مسلک یہ ہے جس کو صاحبِ نحو میر نے اختیار فرمایا کہ اس کا جزو اول مبنی بر فتحہ ہوتا ہے اور اس کا جزو دوم معرب غیر منصرف ہے اس مناسبت سے اس مرکب کا لقب مرکب منع صرف ہے اور بعض نحویوں کے مسلک یہ ہے کہ جزو اول مضاف اور معرب ہے اور جزو ثانی معرب منصرف یا معرب غیر منصرف ہے جیسے ھذا حضرموتٍ ودخلت حضرموتٍ الکثیۃ منصوبۃ

بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد چوں غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ وعِنْدِی اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَمًا وَجَاءَ بَعْلَبَكُّ

ترجمہ۔ جاننا چاہیے کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ ہوتا ہے جیسے غلام زید قائم اور عندی احد عشر درھما۔ اور جآء بعلبك۔

مشقی سوالات

ذیل کی مثالوں میں مرکب غیر مفید کی قسمیں بتاؤ اور مرکبات اضافیہ میں مضاف مضاف الیہ کو پہچانو:۔

رسول اللہ۔ دین اللہ۔ بیت اللہ۔ صلوۃ العشاء۔ خمسۃ عشر۔ صلوۃ اللیل۔ ماء البیر۔ ساکن البیت۔ معدیکرب۔ حضرموت ابو حارث۔ ابو القاسم۔ دار زید۔ روح الانسان۔ ورق الشجر۔ ماء الوضوء۔ ثوب بکر۔ اخو عمرو۔ امر اللہ۔

تشریح۔ قولہ بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ مرکب غیر مفید ترکیب نحوی میں جملہ کا جزو ہوا کرتا ہے۔ خواہ مسند الیہ ہو خواہ مسند۔ پھر حضرت مصنفؒ نے مرکب غیر مفید کے تین۳ اقسام کی مثالیں درج فرمائی ہیں۔

قولہ غلام زید قائم۔ یہ جملہ اسمیہ خبریہ ہے اس میں مسند الیہ غلام زید مرکب اضافی ہے جو کہ مضاف و مضاف الیہ سے مرکب ہو کر مبتدا واقع ہے اور قائم خبر ہے تنہا غلام زید مرکب غیر مفید ہے کیونکہ جب تک اس کے ساتھ خبر قائمٌ نائمٌ۔ ذاہبٌ وغیرہ شامل نہ کی جائے تب تک سامع کو مکمل بات اور خبر معلوم نہیں ہوتی۔

قولہ عندی احد عشر درھما (میرے پاس گیارہ درہم ہیں) یہ جملہ اسمیہ خبریہ ہے اس میں مسند الیہ مرکب بنائی احد عشر درھما ہے۔ ترکیب جملہ اس طرح ہے احد عشر ممیز۔ درھما تمیز۔ ممیز تمیز کے ساتھ ملکر مبتدا مؤخر ثابت خبر مقدم محذوف۔ عند مضاف ی مضاف الیہ۔ مضاف با مضاف الیہ ظرف ثابت محذوف کا۔ ثابت مع ظرف خبر مقدم۔ مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا **قولہ** جاء بعلبک۔ جملہ فعلیہ خبریہ ہے اس میں بعلبک مرکب منع صرف فاعل واقع ہے۔ مصنفؒ نے ان تین۳ مثالوں میں تین۳ مرکب غیر مفید ذکر کئے۔ مثال اول میں مرکب اضافی۔ مثال دوم میں مرکب بنائی مثال سوم میں مرکب منع صرف۔

مشقی سوالات

ذیل کی مثالوں میں مرکب غیر مفید جو کہ جزو جملہ ہے اس کو شناخت کرو اس کے بعد ان جملوں کی نحوی ترکیب کرو۔

محمدٌ رسولُ اللہ۔ حج البیت فرضٌ۔ صومُ رمضانَ فرضٌ۔ الکعبۃ بیت اللہ۔ عذابُ القبر حقٌ۔ قام عبداللہ۔ صلی غلامُ بکر۔ جلیس السوء شیطان۔ جلیس الخیر نعمۃٌ۔ اداء الزکوۃ برکۃ المال۔ عندی ثمانیۃ عشر کتابا۔ اخرورقُ ثوب بکر ماءُ الحوض حارٌ۔ لحیۃ عمرو طویلۃ۔ دار زید وسیعۃ۔ اِخضرّ ورق الشجر۔ اغبر وجہُ زید۔ اصفر ورق الشجر۔ احمرّ وجہُ عمرو۔

فصل بدانکہ ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نہ باشد لفظاً چوں ضَرَبَ زَيْدٌ وَزَيْدٌ قَائِمٌ یا تقدیراً چوں اِضْرِبْ کہ انت در و مستتر است واز یں بیشتر باشد وبیشتر را حدے نیست

ترجمہ۔ جاننا چاہیے کہ کوئی جملہ خواہ خبریہ ہو یا انشائیہ دو کلموں سے کم مرکب نہیں ہوتا ہے خواہ وہ دونوں کلمے مذکور ہوں جیسے ضرب زید اور زید قائم یا ایک مذکور ہو اور ایک چھپا ہوا ہو جیسے امر اضرب وغیرہ ہیں کہ ضمیر انت مستتر ہوتی ہے اور اس سے زیادہ کلمات سے بھی جملہ مرکب ہوا کرتا ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے۔

تشریح۔ **قولہ**۔ بدانکہ ہیچ جملہ کمتر از دو جملہ نباشد۔ مراد یہ ہے کہ جملہ میں خواہ خبریہ ہو یا انشائیہ کم از کم دو کلمے ضرور ہوں گے خواہ لفظوں میں وہ دونوں کلمے موجود ہوں جیسے زید قائم یہ جملہ اسمیہ کی مثال ہے۔ ضرب خالد۔ یہ جملہ فعلیہ کی مثال ہے خواہ وہ ایک کلمہ لفظوں میں موجود ہو۔ اور دوسرا مقدر ہو جیسے اُنصر۔ کہ اصل میں اُنصر انت ہے۔

اُنصر فعل ہے۔ اور انت مستتر اس کا فاعل ہے فعل فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہے۔ اور اسی طرح تمام امر حاضر معروف ومجہول کے صیغوں میں ضمائر مرفوع منفصل مستتر ہوا کرتی ہیں۔ اور وہ ضمائر فاعل ہوا کرتی ہیں۔ لہٰذا یہ صیغے فعل با فاعل کہلاتے ہیں۔

قولہ۔ واز یں بیشتر باشد۔ یعنی کم سے کم دو کلمے ہونے ضروری ہیں باقی دو کلموں سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ نصر زید عمرًا (مدد کی زید نے عمر کی) میں تین کلمے ہیں اور نصر زید عمرًا نصرًا (مدد کی زید نے عمر کی مدد کرنا) اس میں چار کلمے ہیں اور نصر زید عمرًا انصرًا کاملاً (مدد کی زید نے عمر کی پوری پوری طرح) میں اجزائے جملہ پانچ تک ہو گئے اسی طرح متعلقات فعل مقدر ملاتے جاؤ گے جملہ بڑھتا رہے گا جیسے ایک طویل جملہ ضُرِبَ زَيْدٌ يوم الجمعة امام الامير ضربا شديدا فی دارہ تادیبا بالخشبة (زید مارا گیا جمعہ کے دن سخت مار ادب دینے کے لئے لکڑی سے اس کے گھر میں) لہٰذا معلوم ہوا کہ زیادتی کے لئے کوئی خاص حد مقرر نہیں ہے۔

قولہ وبیشتر را حدے نیست۔ یعنی اجزائے جملہ پانچ بھی ہو سکتے ہیں اور پچاس بھی۔ اور اس سے زائد بھی۔ یہ متکلم کی اپنی ضرورت اور موقع اور محل پر موقوف۔ جہاں جتنی ضرورت ہو اتنے کلمات بڑھائے جا سکتے ہیں زیادتی کے لئے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

بدانکہ چوں کلمات جملہ بسیار باشد اسم و فعل و حرف را بایکدیگر تمیز باید کردن و نظر کردن معرب ست یا مبنی و عامل ست یا معمول و باید دانستن کہ تعلیق کلمات بایکدیگر چگونہ است تا مسند و مسند الیہ پید اگردد و معنے جملہ بتحقیق معلوم شود

ترجمہ۔ جاننا چاہئے کیونکہ جملے کے کلمات بہت سے بھی ہوتے ہیں اس لئے ہر ہر کلمے کو پہچاننا چاہئے کہ کونسا کلمہ اسم ہے اور کونسا فعل ہے اور کونسا حرف۔ اور یہ دیکھنا چاہئے کہ کونسا کلمہ معرب ہے اور کونسا مبنی۔ اور عامل کون ہے اور معمول کون اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ کلمات کا تعلق آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کیا ہے تاکہ جملہ میں مسند و مسند الیہ معلوم ہو جائیں اور جملہ کے معنیٰ تحقیق کے ساتھ معلوم ہو جائیں۔

تشریح۔ **قولہ** بدانکہ چوں کلمات جملہ۔ جب یہ بتلا دیا گیا کہ جملہ بہت سے کلمات سے بھی مل کر بنتا ہے اور ظاہر بات ہے کہ ایک جملہ میں صرف ایک ہی مسند و مسند الیہ ہو سکتا ہے باقی متعلقات فعل ہوں گے تو اب ضرورت اس امر کی واقع ہوئی کہ یہ بتلایا جائے کہ اس کا معیار کیا ہے اور کس طرح ہم مسند و مسند الیہ کا تعین کریں گے اس کیلئے ضرورت ہوگی امتیازات و خصائص کی علامات و قرائن کی اس لئے اگلی فصلوں میں اس کا ذکر آیا ہے نیز مطالعہ کا طریقہ اور عبارت خوانی کا طریقہ بھی بتلا رہے ہیں تاکہ اس نہج پر طالب علم مطالعہ کرے اور شروع تعلیم سے وہ ان امور کا نگراں اور عامل بن جائے تاکہ استعداد کامل اور نحو سے حظِ وافر حاصل کر سکے۔ لہٰذا اس کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ معلوم کرے کہ اسم کون ہے اور فعل کون ہے اور حرف کونسا ہے اور یہ علم امتیاز علامات کے ضبط کرنے سے ہو جائے گا جن کو مصنف علام اگلی فصلوں میں ذکر فرما رہے ہیں۔ پھر یہ دیکھو کہ یہ اسم معرب ہے یا مبنی کیونکہ ہر ایک کے احکام علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور اس کے بعد یہ معلوم کرو کہ عامل کون ہے اور معمول کون تاکہ فاعل اور مفعول کا صحیح تعین ہو جائے اور مطالب میں دشواری پیش نہ آئے۔ اور کلمات کا ایک دوسرے سے ربط بھی معلوم کرنا چاہئے کہ باہمی تعلق کیا ہے مثلاً صفت موصوف ہیں یا معطوف و معطوف علیہ ہیں یا مبدل بدل ہیں وغیرہ۔ ان امور کا مطالعہ میں لحاظ کرنا ضرور چاہئے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ میر صاحب علیہ الرحمۃ مبتدی کو تعلیم فرما رہے ہیں کہ محض اصطلاحات کو یاد کرنے اور تعریفات کو رٹ لینے سے کام نہ چلے گا اور علم نحو میں مہارت نہ ہوگی جب تک کہ الفاظ کی شناخت نہ ہو اور اس پر غور و فکر نہ کیا جائے اس لئے ہم نے ہر فصل کے بعد مشقی سوالات لکھدیئے ہیں تاکہ جو مسائل فصل میں گذریں ہیں ان کا اجرا ان میں ہوتا رہے لہٰذا طلبہ کو چاہئے کہ مشقی سوالات کو خوب محنت سے حل کرے اور ان کے جوابات لکھکر استاذ صاحب کو دکھلائے اس طریقہ پر عمل کرنے سے توقع کامل ہے کہ مبتدی طالب علم کی استعداد کی ابتدا نہایت مستحکم ہو جائے گی۔ حق تعالیٰ شانہٗ طلبہ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

فصل - بدانکہ علامت اسم آن ست کہ الف ولام یا حرف جر در اولش باشد چوں الحمد وبزیدٍ یا تنوین در آخرش باشد چوں زَیْدٌ

ترجمہ - اسم کی علامت یہ ہے کہ الف لام یا حرف جر اس کے اول میں ہو جیسے الحمد و بزید یا تنوین اس کے آخر میں ہو جیسے زیدٌ۔

تشریح - اب ہر ایک اسم و فعل و حرف کی خصوصی علامتیں بیان کی جاتی ہیں تاکہ اس کے ذریعہ تعین مسند و مسند الیہ میں آسانی ہو علامت اس کو کہتے ہیں جو خاصیت ایک چیز کے اندر پائی جائے اور دوسری میں موجود نہ ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ ایک حقیقت کے تمام افراد کو شامل ہو جیسے کتابت بالقوۃ کہ تمام افراد انسانی اس سے متصف ہیں خواہ وہ جاہل ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ اس میں کتابت بالقوۃ تو ضرور موجود ہے (یعنی مضمون ایجاد کرنے کی استعداد) اور ایک وہ جو تمام افراد میں نہ پائی جائے بلکہ بعض میں پائی جاتی ہے جیسے بالفعل لکھنا کہ بہت سے لکھے پڑھے بھی بعض اوقات اس صفت سے متصف نہیں ہوتے لیکن اس کے باوجود انسان کے سوا کسی اور نوع میں یہ خاصہ نہیں پایا جاسکتا۔ پھر یہ علامات مذکورہ دو قسم کی ہیں بعض شروع اسم میں پائی جائیں گی اور بعض آخر اسم میں اور بعض علامتیں لفظوں میں ہوں گی اور بعض علامتیں لفظوں میں نہ ہوں گی جیسا کہ مثالوں سے ان کی تفصیل معلوم ہو جائے گی۔

قولہ - الف لام - آل بروزن ہَل خلیل نحوی کا مذہب ہے کہ تعریف کے لئے الف ولام دونوں آتے ہیں۔ سیبویہ کہتا ہے کہ اصل حرف تعریف لام ہے ہمزۂ وصل کو ابتداء بالسکون سے بچنے کے لئے لاتے ہیں۔ مبرد کہتا ہے کہ اصل میں حرف تعریف ہمزہ ہے اور ہمزۂ تعریف اور ہمزۂ وصل میں فرق پیدا کرنے کی غرض سے لؔ کا اضافہ کر دیا ہے۔ مصنف علامؒ نے خلیل کا مذہب اختیار کیا ہے۔ علامہ ابن حاجب نے سیبویہ کا مذہب اختیار کیا ہے۔ جاننا چاہئے کہ یہ خاصیت تمام افراد اسم میں نہیں پائی جاتی کیونکہ حرف تعریف اسماء وضمائر۔ اسماء اشارہ پر داخل نہیں ہوا کرتا ہے۔ نیز اسماء ظروف پر بھی داخل نہیں ہوتا۔

قولہ - یا حرف جر در اولش باشد۔ یا اس کے شروع میں حرف جر ہو یہ بھی اسم کی علامتوں میں سے ہے ظاہر ہے کہ حرف جر فعل و حرف پر داخل نہیں ہو سکتا جیسے بزید اس میں حرف جر کے داخل ہونے سے معلوم ہوا کہ زید اسم ہے۔

قولہ - یا تنوین در آخرش باشد۔ یعنی اس کے آخر میں تنوین ہو سوائے تنوین ترنم کے باقی تمام قسمیں خواص اسم میں۔ تنوین کہتے ہیں دو زبر۔ دو زیر۔ دو پیش کو۔

یاد رکھو کہ جب حالت نصب میں تنوین لکھی جائے گی تو کلمہ کے آخر میں ایک الف بھی لکھا جائے گا جیسے لفظاً۔ زیداً۔ احمداً وغیرہ۔

یا مسند الیہ باشد چوں زَیْدٌ قَائِمٌ یا مضاف باشد چوں غُلَامُ زَیْدٍ یا مصغر باشد چوں قُرَیْشٌ یا منسوب باشد چوں بَغْدَادِیٌّ

ترجمہ۔ یا مسند الیہ ہو جیسے زید قائم میں زید یا مضاف ہو جیسے غلام زید یا تصغیر کی گئی ہو جیسے قریش یا یائے نسبتی اس کے آخر میں لگی ہوئی ہو جیسے بغدادیؐ

تشریح۔ قولہ۔ یا مسند الیہ باشد۔ یہ معنوی علامت ہے کیونکہ لفظوں میں کوئی ایسی ظاہری چیز نہیں جس کے ذریعہ ہم معلوم کریں تو مسند الیہ ہونا خواص اسم سے ہے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ کہ زید مسند الیہ ہے یاد رکھو کہ مسند ہونا علامت اسم نہیں کیونکہ مسند کبھی فعل بھی ہوتا ہے جیسے زیدٌ قام۔ اس مثال میں فعل مسند ہے۔

قولہ یا مضاف باشد۔ یہ بھی علامت معنوی میں سے ہے کہ جو مضاف ہوگا ہمیشہ اسم ہوگا رہ گیا مضاف الیہ تو اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ مضاف الیہ بھی ہمیشہ اسم ہوتا ہے اگر کہیں اس کے خلاف ہو تو اس میں تاویل کرلیں گے جیسے یوم ینفع الصادقین صدقھم۔ میں ینفع جو کہ فعل ہے مضاف الیہ واقع ہو رہا ہے یوم کا مگر اس کو مصدر کی تاویل میں کر کے مضاف الیہ قرار دے لیں گے لیکن بعضے نحوی کہتے ہیں کہ مضاف الیہ ہونا خواص اسم سے نہیں ہے فعل بھی مضاف الیہ ہو سکتا ہے ان کے مذہب پر اس آیت میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے

قولہ یا مصغر باشد۔ کسی چیز کا مصغر ہونا بھی خواص اسم سے ہے مصغر باب تفعیل کا اسم مفعول ہے (تصغیر کیا ہوا) اور اصطلاح میں کسی لفظ کو اس طرح بدل دینے کو کہ وہ اپنے مدلول کی حقارت یا قلت پر دلالت کرے اس کو تصغیر کہتے ہیں اور کبھی تصغیر عظمت پر بھی دلالت کرتی ہے۔ تصغیر بنانے کے قواعد علم صرف میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں جیسے قُرَیْشٌ قرش کی تصغیر ہے جو ایک مچھلی کا نام ہے کہ وہ تمام مچھلیوں کو کھالیتی ہے اور کوئی مچھلی اس کو نہیں کھا سکتی یعنی وہ سب پر غالب ہے اسی طرح عرب کا سب سے بڑا قبیلہ (قریش) جو عرب کے تمام قبائل پر سیاسی غلبہ اور اقتدار کا مالک تھا اور کوئی قبیلہ اس پر غالب نہیں تھا قریش کہلایا۔ یہاں تصغیر عظمت کے لئے ہے۔ کبھی تصغیر حقارت کے لئے ہوتی ہے۔ جیسے رُجَیل حقیر مرد۔ اور کبھی محبت کے لئے استعمال کرتے ہیں جیسے بُنَیَّ میرا پیارا لڑکا شُوَیۃ میری پیاری بکری۔ شُوَیۃ شاۃ کی تصغیر ہے۔

قولہ یا منسوب باشد۔ مطلب یہ ہے کہ یائے نسبتی لگنا بھی اسم کا خاصہ ہے یائے نسبتی یائے مشدد ہوتی ہے اس کے ماقبل حرف پر کسرہ آنا ضروری ہے جیسے مَکِّیٌّ (مکہ کا رہنے والا) بغدادِیٌّ (بغداد کا رہنے والا) بغداد شہر ہے عراق عرب کا جو کہ سلطنت عباسیہ کا دار الحکومۃ برسہا برس رہا۔

فائدہ۔ یائے نسبتی لگانے کے وقت مختلف تغیرات اسم میں کیے جاتے ہیں جس کی تفصیل کتب مطولات میں ہے ہم چند امثلہ درج کرتے ہیں۔ رے سے رازی۔ حق سے حقانی۔ رب سے ربانی مرو سے

یا مثنیٰ باشد چوں رَجُلَانِ یا مجموع باشد چوں رِجَالٌ یا موصوف باشد چوں جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ یا تائے متحرک بدو پیوندد چوں ضَارِبَۃٌ

ترجمہ۔ یا تثنیہ ہو جیسے رجلان یا جمع ہو جیسے رجال یا موصوف ہو جیسے جاء رجل عالم میں یا تائے متحرک اس کے آخر میں لگی ہوئی ہو جیسے ضَارِبَۃٌ۔

مروزی۔ مدینہ سے مدنی۔ عیسیٰ سے عیسائی، عیسوی۔ موسیٰ سے موسوی۔

ف ۲۔ یائے نسبتی عموماً اعلام کے آخر میں لگتی ہے اس لئے قبائل کی طرف جب نسبت کرتے ہیں تو حسنی۔ حسینی۔ انصاری۔ مہاجری۔ مروانی کہتے ہیں۔

تشریح قولہ۔ یا مثنیٰ باشد۔ یعنی تثنیہ ہونا بھی اسم کے خواص سے ہے۔ مثنیٰ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ یاد رکھو کہ تثنیہ اور جمع ہونا اسم کا خاصہ ہے فعل یا حرف نہ تثنیہ ہوتے ہیں نہ جمع۔ رہا جو افعال کے صیغے تثنیہ یا جمع ہوتے ہیں وہ دراصل خود نہ جمع ہوتے ہیں نہ تثنیہ بلکہ اُن کے فاعل تثنیہ یا جمع ہوتے ہیں فعل ان کی وجہ سے مجازاً تثنیہ یا جمع کہلاتے ہیں۔

قولہ۔ یا مجموع باشد۔ مصدر جمع سے اسم مفعول کا صیغہ ہے یعنی جمع ہونا بھی اسم ہی کی علامت ہے فعل اور حرف جمع نہیں ہو سکتے یہ اسم کی ساتویں لفظی خصوصیت ہوئی افعال میں جمع کے صیغے جو پائے جاتے ہیں ان کا جواب وہی ہے جو تثنیہ میں گذرا کہ وہ جمع فعل کی نہیں ہوتی ہے بلکہ ضمیر کی ہوتی ہے جو کہ دراصل اس فعل کا فاعل ہے جیسے ضربوا میں ہم ضمیر جمع ہے اور تضربون میں انتم ضمیر جمع فاعل ہے۔

قولہ رجالٌ (بہت سے مرد) رجلٌ کی جمع ہے۔

قولہ یا موصوف باشد۔ یہ اسم کی تیسری معنوی خصوصیت ہے کہ وہ موصوف ہو سکتا ہے کوئی فعل یا حرف موصوف نہیں بن سکتا البتہ فعل صفت بن سکتا ہے جیسے جاء رجل یعجبنی میں یعجبنی فعل ہے جو اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر رجل کی صفت واقع ہو رہا ہے۔

قولہ چوں جاء رجلٌ عالمٌ (ایک عالم مرد آیا) میں رجل اسم ہے جو موصوف بن رہا ہے یہاں جاء فعل رجلٌ موصوف عالمٌ صفت۔ صفت موصوف سے مل کر فاعل ہوا۔ جاء فعل کا فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ وتائے متحرک الخ یعنی اسم کی لفظی آٹھویں خصوصیت یہ ہے کہ اس کے آخر میں تائے متحرک تانیث کے لئے لگتی ہے تائے متحرک سے مع تنوین مراد ہے جیسے ضاربۃٌ میں ۃ متحرک لگی ہوئی ہے۔ یاد رکھو کہ فعل کے ساتھ تائے تانیث

وعلامت فعل آن ست کہ قَدْ در اولش باشد چوں قَدْ ضَرَبَ یا سین باشد چوں سَيَضْرِبُ یا سَوْفَ باشد چوں سَوْفَ يَضْرِبُ یا حرف جزم بود چوں لَمْ يَضْرِبْ یا ضمیر مرفوع متصل بدو پیوندد چوں ضَرَبْتُ یا تائے ساکن چوں ضَرَبَتْ

ترجمہ۔ اور فعل کی علامت یہ ہے کہ قد اس کے اول میں ہو جیسے قد ضرب یا سین ہو جیسے سیضرب یا سوف ہو جیسے سوف یضرب یا حرف جزم ہو جیسے لم یضرب یا ضمیر مرفوع متصل لگی ہوئی ہو جیسے ضربت وضربت وغیرہ یا تائے ساکن ہو جیسے ضربت۔

متحرک نہیں آتی جیسے ضربت میں تائے تانیث ہے وہ ساکن ہے متحرک نہیں ہے۔ اب اسم کے خواص ختم ہوئے۔ اس کے بعد فعل کے خواص بیان کئے جاتے ہیں۔

تشریح قولہ۔ علامت فعل آن ست کہ قد در اولش باشد۔ یہ فعل کی پہلی لفظی علامت ہے کہ اس کے شروع میں قد ہوتا ہے۔ ماضی میں تحقیق کے لئے آتا ہے جیسے قد ضرب اور مضارع میں تقلیل کے لئے جیسے قد تاکل۔

قولہ یا سین باشد۔ یہ مضارع پر مستقبل قریب پر دلالت کرنے کے لئے آتا ہے یہ فعل کی دوسری لفظی علامت ہے۔ جیسے سیضرب (وہ مرد ابھی مارے گا) قولہ یا سوف باشد۔ یہ بھی مضارع پر مستقبل بعید پر دلالت کرنے کے لئے آتا ہے۔ یہ فعل کی تیسری لفظی علامت ہے جیسے سوف ینصر (وہ مرد تھوڑی دیر بعد مدد کرے گا)۔ قولہ یا حرف جزم بود یعنی یہ بھی فعل کی خصوصیت ہے کہ اس پر جزم آسکتا ہے جیسے لم۔ لما۔ لام امر۔ ان شرطیہ۔ وغیرہ۔ یہ فعل کی چوتھی لفظی علامت ہے جیسے لم یسرق۔ (اس مرد نے چوری نہیں کی) قولہ یا ضمیر مرفوع متصل بدو پیوندد حاصل کلام یہ ہے کہ فعل کی پانچویں لفظی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے آخر میں ضمیر مرفوع متصل بارز لگتی ہے اور یہ ضمیر فعل کا فاعل ہوا کرتی ہے جیسے نصرتَ۔ ضربتِ۔ اکلتُ میں ضمیر تَ مفتوح مکسور۔ اور مضموم فاعل واقع ہے۔ ضمیر مرفوع متصل کے سوا بقیہ ضمیریں فعل کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ اسمار اور حروف کے ساتھ بھی لاحق ہوتی ہیں۔ جیسے انّکَ انّکم۔ لنا لکم۔ ربّی۔ ربکم۔ ہم نے متصل کے ساتھ بارز کی قید اس لئے بڑھائی ہے کہ مصنفؒ کی مراد یہ ہے ورنہ ضمیر مرفوع متصل مستتر علاوہ فعل اسمائے مشتقہ میں بھی ہوتی ہے جیسے ناصر اور منصور میں ھو مستتر ہے۔ اسی طرح ضاربۃٌ مضروبۃ میں ضمیر ہی مستتر ہوتی ہے۔

قولہ۔ یا تائے ساکن۔ یعنی فعل کی چھٹی لفظی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ساتھ تاء تانیث ساکنہ لاحق ہوسکتی ہے جو نہ اسم کے ساتھ لاحق ہوتی ہے اور نہ حرف کے ساتھ۔ اسم کے ساتھ جو تاء تانیث لاحق ہوتی ہے وہ تا متحرکہ ہوتی ہے

یا امر باشد چوں اِضْرِبْ یا نہی باشد چوں لَا تَضْرِبْ وعلامت حرف آن ست کہ ہیچ علامتے از علامات اسم وفعل درو نبود۔ فصل بدانکہ جملہ کلمات عرب بر دو قسم است معرب و مبنی۔ معرب آن ست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف شود

ترجمہ۔ یا امر ہو جیسے اضرب یا نہیں ہو جیسے لاتضرب اور علامت حرف کی یہ ہے کہ کوئی علامت اسم وفعل کی علامتوں میں سے اس میں ہو **فصل** جاننا چاہئے کہ عرب کے کلمات کی دو قسمیں ہیں اول معرب اسے کہتے ہیں کہ اس کا آخر عاملوں کے بدلنے سے بدلتا رہے۔

جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے جیسے ضربت (اس ایک عورت نے مارا) ماضی سے واحد مؤنث کا صیغہ ہے جس کے آخر میں تائے تانیث ساکنہ آرہی ہے۔

تشریح قولہ امر باشد۔ فعل کی ساتویں معنوی خصوصیت یہ ہے کہ صیغہ امر پر واقع ہو اور اس میں طلب کے معنے موجود ہوں جیسے صَلِّ۔ نماز پڑھ۔ انحر۔ قربانی کر۔

قولہ یا نہی باشد یعنی آٹھویں معنوی خصوصیت فعل کی یہ ہے کہ اس میں کسی کام کو کرنے سے ممانعت پائی جائے جیسے لا تسترق (چوری مت کر)۔ **قولہ** وعلامت حرف آن ست۔ یعنی حرف کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مذکورہ بالا اسم وفعل کی خصوصیات میں سے کوئی خصوصیت نہیں پائی جاتی ہے۔ لہذا جس کلمہ کو آپ دیکھیں کہ اسم یا فعل کی کوئی علامت اس میں موجود نہیں ہے تو یقین کر لیجئے کہ وہ اسم یا فعل نہیں ہے بس سمجھ لیجئے کہ وہ حرف ہے۔ اسم وفعل کی جو علامات بیان کی گئی ہیں ان میں کسی اسم وفعل میں صرف ایک ہی علامت پائی جائے گی جیسے زیدٌ قد ضرب۔ اور بعض میں دو جیسے الرجال قد ضرب اور بعض میں چند علامات جمع ہوں گی یا الرجال وغیرہ۔

مشقی سوالات

الفاظ ذیل میں علامات سے پہچان کر بتلاؤ کہ کون لفظ اسم ہے اور کون فعل ہے اور کون حرف۔ اور اس علامت کو ظاہر کرو جس سے تم نے پہچانا ہے۔ رسول اللّٰہ۔ الجنۃ۔ الصراط۔ کوّرت۔ علی۔ سمعت۔ دخلتُ۔ ساحران۔ سوف یکونُ۔ سیکونُ۔ لاتنفطر۔ رُجیل۔ بکخی۔ مساجدُ۔ محمدٌ۔ نبیٌّ۔ مکیٌّ۔ مدنیٌّ تجاورسولُ اللّٰہ۔ للّٰہ۔ رب العالمین۔ الصراط المستقیم۔ توبۃٌ۔ شاہدۃ۔ قد سَمِعَ۔ مصابیح۔ عُمیر۔

قولہ۔ بر دو قسم ست۔ کلمہ کی پہلی تقسیم گذر چکی ہے جس میں بتلایا گیا تھا کہ کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔ اسم وفعل وحرف۔ اب یہاں سے کلمہ کی دوسری قسم شروع ہوتی ہے۔ یہ قسم کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے بدلنے اور نہ بدلنے کے اعتبار سے کی جارہی ہے۔ کہ کلمہ کی دو قسمیں ہیں۔ اول معرب دوم مبنی **قولہ** معرب آن ست۔ مراد یہ ہے کہ معرب ایسا کلمہ ہے کہ جس کے آخری لفظ کی حرکت عاملوں کے بدلنے کی وجہ سے بدلتی رہے اس کو کسی شاعر نے کہا ہے ع معرب آں باشد گردد بار بار + اس لئے معرب کے

چوں زَیْدٌ در جَاءَنِیْ زَیْدٌ و رَأَیْتُ زَیْدًا و مَرَرْتُ بِزَیْدٍ جاء عامل ست و زید معرب ست

ترجمہ۔ جیسے زید جاءنی زیدٌ اور رأیت زیدًا و مررت بزیدٍ (پہلی مثال میں) جاء فعل عامل زید معمول اور معرب ہے

آخر میں کبھی عامل کی وجہ سے رفع آتا ہے اور کبھی نصب اور کبھی جر۔ معرب اسم ظرف مکان ہے اس کا مصدر اعراب ہے۔ چونکہ اسم معرب میں معانی کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ تبدیلی حرکات یا حروف سے پتہ چلتا رہتا ہے کہ یہ کلمہ اب فاعل اور اب مفعول بن گیا یا اب مضاف الیہ ہو رہا ہے اسلئے ایسے اسم کو لفظ معرب سے اہل عرب تعبیر کرنے لگے۔ **فائدہ** حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے یہاں پر معرب کی تعریف حقیقی کے عوض معرب کا حکم اور حال بیان فرمایا۔ معرب کی صحیح تعریف کافیہ میں ان الفاظ سے کی گئی ہے معرب وہ اسم ہے جو اپنے عامل کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو اور معرب کا حال صاحب کافیہ نے ان الفاظ سے ذکر کیا ہے معرب وہ ہے کہ اس کا آخری حرف عامل کے اختلاف کی وجہ سے لفظاً یا تقدیراً بدلتا رہتا ہو۔ **لہٰذا معلوم ہوتا ہے** کہ مصنف نے جمہور نحویوں کی طرح مبتدیوں کی آسانی کی خاطر سے تعریف کے بجائے اس کا حکم اور حال بیان کر دیا جو سمجھنے میں آسان ہے۔ معرب اور مبنی کی تعریف اس شعر میں فصاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے ؎

معرب آں باشد کہ گردد بار بار ‏ ‏ ‏ ‏ یعنی آں باشد کہ ماند برقرار

تشریح۔ قولہ چوں زید در جاءنی زیدٌ۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ لفظ زید معرب ہے اور اس کا آخر عاملوں کے بدلنے کی وجہ سے تبدیل ہو رہا ہے۔ چنانچہ پہلی مثال میں زید فاعل ہے لہٰذا مرفوع ہے اور دوسری مثال میں مفعول بہ ہے لہٰذا منصوب ہے اور تیسری مثال میں اس پر حرف ب جار داخل ہے لہٰذا مجرور ہے۔

فائدہ جاءنی زیدٌ کی صحیح ترکیب یہ ہے جاء فعل لازم زیدٌ فاعل اور نی اصل میں الیّ تھا متعلق جاء کے اس میں سے الیٰ حرف جار کو محذوف کر کے مجرور کو فعل سے ملحق کر دیا گیا ورنہ اصل میں الیٰ جار مجرور متعلق فعل کے تھا یٔ متکلم سے قبل جو نون ہے وہ نون وقایہ کہلاتا ہے۔ وقایہ کے معنیٰ محفوظ رکھنا ہیں یہ نون چونکہ یٔ متکلم کے قبل اس لئے استعمال ہوتا ہے کہ یٔ کے ماقبل حرف کو کسرہ دینے کے بجائے اس نون پر کسرہ دیا جائے کیونکہ یائے متکلم کے قبل کسرہ کا آنا ضروری ہے چنانچہ جن مثالوں میں فعل ماضی وغیرہ کے بعد یائے ضمیر متکلم متصل ہو کر آتی ہے تو ایک طرف تو یائے متکلم ساکن اپنے سے پہلے حرف پر کسرہ چاہتی ہے اور دوسری طرف فعل ماضی کا آخری حرف مبنی ہونے کی وجہ سے مکسور نہیں ہو سکتا تو ایسی صورت میں ایک نون لاتے ہیں جو فعل ماضی کو مکسور ہونے سے بچا لیتا ہے اس نون کو نون وقایہ کہتے ہیں۔ **قولہ جاء عامل ست۔** عامل اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی عمل کرنے والا اصطلاح میں وہ لفظ عامل کہلاتا ہے جس کی وجہ سے کسی کلمہ کا آخر بدلتا ہے چنانچہ پہلی مثال میں جاء عامل ہے جس کی وجہ سے زید پر ضمہ آیا ہے۔ جیسا کہ دوسری دو مثالوں میں رأیت اور ب حرف جار عامل ہیں۔

وضمہ اعراب ست و دال محل اعراب و مبنی آن ست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف نشود چوں ہٰؤُلَاءِ کہ در حالت رفع و نصب و جر یکسان ست **فصل** بدانکہ جملہ حروف مبنی ست

ترجمہ۔ اور ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے۔ اور مبنی اسے کہتے ہیں کہ اس کا آخر عاملوں کے بدل جانے سے نہ بدلے جیسے ہٰؤلاء کہ حالت رفع و نصب و جر میں یکساں ہیں۔ **فصل**۔ جاننا چاہئے کہ تمام حروف مبنی ہوتے ہیں

تشریح۔ قولہ۔ وضمہ اعراب ست۔ اعراب اس چیز کا نام ہے جس سے معرب کا آخری لفظ بدلتا رہتا ہے چنانچہ یہاں زیدٌ میں ضمہ اعراب ہوگا۔ اسم کے اعراب رفع و نصب و جر کہلاتے ہیں اور فعل کے اعراب رفع و نصب و جزم کہلاتے ہیں کیونکہ فعل پر کسرہ اور اسم پر جزم نہیں آتا۔

فائدہ۔ پس یاد رکھو کہ اصطلاح نحو میں جس اسم یا فعل کی کیفیت بدلتی رہتی ہے وہ معرب ہے اور جس کی وجہ سے یہ کیفیت اعرابی بدلتی رہتی ہے وہ عامل ہے اور جس حرف یا حرکت کے ساتھ یہ کیفیت بدلے وہ اعراب ہے اور جس حرف پر یہ تغیر کیفیت اعرابی رونما ہو وہ محل اعراب ہے چنانچہ فعل مثال مذکورہ میں جاء عامل زید معرب رفع و نصب و جر اعراب اور حرف دال محل اعراب ہے۔

قولہ ومبنی آن ست۔ یعنی مبنی وہ اسم یا فعل ہے کہ اس کا آخر عاملوں کی تبدیلی سے نہیں بدلتا ہے۔ مبنی اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنے بنا کیا ہوا۔ چونکہ مبنی میں یکساں حالت رہتی ہے کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے اس لئے یہ نام تجویز کیا گیا۔

قولہ چوں ہٰؤلاءِ۔ ہٰؤلاء اسم اشارہ جمع کا صیغہ ہے یہ مبنی علی الکسرہ ہے اس کے عامل رافع ناصب، جار آنے کی وجہ سے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ چنانچہ کہا جاتا ہے قام **هٰؤُلَاءِ۔** اعطیتُ ہٰؤلاءِ الدراہم۔ وذہبت مع ہٰؤلاءِ۔ ان مثالوں میں سے ہٰؤلاء مثال اول میں فاعل۔ ثانی میں مفعول۔ ثالث میں مضاف الیہ ہے مگر کسی حالت میں ہٰؤلاء کا کسرہ تبدیل نہ ہوا پس معلوم ہوا کہ ہٰؤلاء مبنی ہے **ف** مصنف نے مبتدیوں کی سہولت کی وجہ سے مبنی کی مکمل تعریف ذکر نہیں فرمائی بلکہ مبنی کا تعارف اس کے ایک حال سے کر دیا ہے ہم طلبہ کے فائدہ کے پیش نظر اسم معرب اور اسم مبنی کی صحیح تعریف کافیہ سے نقل کرتے ہیں۔ اسم معرب وہ اسم مرکب ہے جو کہ مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔ اسم مبنی وہ اسم مرکب ہے جو کہ مبنی الاصل کے مشابہ ہو یا مرکب ہی نہ ہو۔

قولہ جملہ حروف مبنی است۔ یعنی حرف سب کے سب مبنی ہوتے ہیں کیونکہ حرف نہ مسند الیہ بن سکتا ہے نہ مسند اور نہ مضاف الیہ بن سکتا ہے اور نہ مضاف۔ اس لئے کہ اس میں اعراب قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی۔ اس لئے مبنی ہونا جملہ حروف کا متعین ہے

وازافعال فعل ماضی وامر حاضر معروف وفعل مضارع بانونہائے جمع مؤنث وبانونہائ تاکید نیز مبنی ست بدانکہ اسم غیر متمکن مبنی است واما اسم متمکن معرب ست بشرط آنکہ در ترکیب واقع شود

ترجمہ۔ اور افعال میں سے فعل ماضی (یعنی اس کی تمام گردانیں) اور امر حاضر معروف اور فعل مضارع کے وہ صیغے جن میں جمع مؤنث کا نون لگا ہوا ہو اور یا اس کے آخر میں نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ موجود ہو وہ بھی مبنی ہے۔ جاننا چاہئے کہ اسم غیر متمکن مبنی ہے اور اسم متمکن معرب ہے اس شرط سے کہ ترکیب میں واقع ہو۔

تشریح۔ قولہ۔ ازافعال فعل ماضی الخ۔ یعنی افعال میں سے فعل ماضی، فعل امر اور فعل نہی۔ اور بعض صورتوں میں فعل مضارع بھی مبنی ہوتا ہے۔

قولہ بانونہائے جمع مؤنث۔ یہاں سے مضارع کے اُن حالات کو بیان کرتے ہیں جن میں مضارع مبنی ہوا کرتا ہے۔ اول جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر کے صیغے مبنی ہوتے ہیں۔ وجہ ان کے مبنی ہونے کی یہ ہے کہ ان میں نون جو کہ علامت جمع مؤنث ہے لگا ہوا ہے اس لئے مبنی ہیں۔ دوم جب مضارع کے آخر میں نون تاکید لگایا جائے خواہ وہ دونون ثقیلہ ہوں خواہ خفیفہ مضارع مبنی ہوگا۔ جیسے لیفعلنّ۔ ولا تفعلنْ۔ اس صورت میں مضارع کے مبنی ہونے کا نکتہ یہ ہے کہ یہاں پر حرف نون تاکید بوجہ شدت اتصال کے، مثل جزو کلمہ بن چکے ہیں لہذا اعراب نہ نون تاکید پر آسکتا ہے کیونکہ وہ حرف ہے اور جملہ حروف مبنی ہوتے ہیں۔ اور نہ فعل مضارع پر اعراب آسکتا ہے۔ اس لئے نون تاکید مثل جزو بنا ہوا ہے۔ لہذا حرف نون تاکید کا لحاظ کرتے ہوئے مضارع بانون تاکید کو مبنی قرار دیا گیا ہے۔

قولہ اسم متمکن۔ متمکن کے لغوی معنی ہیں جگہ دینے والا۔ لہذا وہ اسم جو عامل کے اختلاف سے بدلتا رہتا ہے متمکن کہلاتا ہے اس لئے کہ وہ اعراب کو قبول کرنے والا ہے۔

قولہ در ترکیب واقع شود۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اسم متمکن جب عامل کے ساتھ استعمال کیا جائے تو معرب ہوگا اور اگر اسمائے متمکنہ بغیر عوامل استعمال کئے جائیں تب معرب نہ ہوں گے بلکہ ایسے اسماء مبنی علی السکون ہوتے ہیں جیسے زید۔ حامد۔ سالم۔ شاہد وغیرہ سب مبنی علی السکون ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں ان اسماء میں وہ معانی جو اعراب کے مقتضی ہیں مفقود ہیں۔ اس لئے یہ اسماء نہ فاعل ہیں، نہ مفعول، نہ عامل رافع کے تابع ہیں، نہ عامل جار کے۔ لیکن اگر ان اسماء کو عاملوں کے ساتھ مرکب کر دیا جائے تب معرب ہو جائیں گے۔ مثلاً کہا جائے صلّی حامدٌ۔ صام شاہدٌ یہاں پر حامد معرب ہے کہ عامل صلّی کا فاعل ہے۔ شاہدٌ معرب ہے، کہ عامل صام کا فاعل ہے ایسے ہی رأیت زیداً

وفعل مضارع معرب ست بشرطآنکہ از نونہائے جمع مؤنث ونون تاکید خالی باشد پس در کلام عرب بیش ازیں دو قسم معرب نیست باقی ہمہ مبنی ست و اسم غیر متمکن اسمے ست کہ با مبنی اصل مشابہت دارد و مبنی اصل سہ چیز ست فعل ماضی و امر حاضر معروف وجملہ حروف

ترجمہ۔ اور فعل مضارع کے وہ تمام صیغے معرب ہیں جن میں نہ نون جمع مؤنث ہو اور نہ نون تاکید ہو۔ پس کلام عرب میں ان دو قسموں سے زیادہ معرب نہیں ہیں باقی سب کے سب مبنی ہیں۔ اسم غیر متمکن وہ اسم کہلاتا ہے کہ مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو اور مبنی الاصل تین چیزیں ہیں اوّل فعل ماضی دوم امر حاضر معروف سوم جملہ حروف۔

ہیں کہ یہاں زید اپنے عامل رأیت کے ساتھ مرکب ہو کر آرہا ہے اور مفعول بہ بن رہا ہے اور معنی مفعولیت نصب کو چاہتے ہیں لہٰذا اب یہ معرب ہے اور اس پر نصب آئے گا۔

تشریح۔ قولہ۔ فعل مضارع معرب است۔ یعنی افعال میں سے فعل مضارع معرب ہوتا ہے بشرطیکہ اس کے آخر میں نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ نہ ہو اسی طرح نون جمع مؤنث بھی لگا ہوا نہ ہو اس لئے جن صیغوں میں نون جمع مؤنث آتا ہے پہلے گذر چکا ہے کہ وہ بھی مبنی ہوا کرتا ہے۔

قولہ بیش ازیں دو قسم معرب نیست۔ یعنی اسماء میں سے اسم متمکن جبکہ وہ اپنے عامل کے ساتھ ترکیب میں واقع ہو اور افعال میں سے فعل مضارع بلکہ دونوں کے سوا اور کوئی چیز معرب نہیں ہوتی۔

قولہ۔ اسم غیر متمکن اسمے ست الخ۔ اسم غیر متمکن وہ اسم کہلاتا ہے جو کہ مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھنے کی وجہ سے مبنی ہوتا ہے۔ مبنی الاصل صرف تین ہیں۔ فعل ماضی معروف ومجہول۔ امر حاضر معروف۔ جملہ حروف۔ مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کن کن اسماء میں ہوتی ہے۔ اس کے لئے حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی ضابطہ مقرر نہیں۔ صرف کلام عرب میں استعمال پر موقوف ہے لیکن ہم مبتدیوں کے لئے مختصر سا ضابطہ بیان کرتے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ جن اسماء میں حروف جیسے معانی پائے جاتے ہیں وہ سب اسماء غیر متمکنہ ہیں۔ جیسے اسماء ظروف۔ اسماء موصولہ۔ اسماء اشارہ۔ کہ یہ سب اپنے معانی پر دلالت واضحہ کرتے ہیں متعلقات یعنی فعل صلہ۔ صفت وغیرہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

نیز وہ اسماء جو کہ فعل مبنی الاصل کے ہم معنی ہوں جیسے اسماء افعال بمعنے ماضی اور بمعنے امر حاضر معروف سب اسماء غیر متمکنہ ہیں۔ مزید تفصیل علم نحو کی بڑی کتابوں میں آپ پڑھ لیں گے۔

واسم متمکن اسمی ست کہ با مبنی اصل مشابہ نباشد **فصل** بدانکہ اسم غیر متمکن ہشت قسم ست اول مضمرات چوں انا من مرد وزن ضربتُ زدم من اِیّایَ خاص مرا وضربنی بزد مرا ولی مرا واین ہفتاد ضمیر ست

ترجمہ - اور اسم متمکن وہ اسم کہلاتا ہے کہ مبنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو **فصل** - جاننا چاہیے کہ اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں اول مضمرات یعنی ضمیریں جیسے اَنَا میں مرد وعورت وضربتُ مارا میں نے وایّایَ - خاص میرے لیے وضربنی مارا میں نے اسکو اور لی مجھکو یہ کل ستر ضمیریں ہیں

تشریح - **قولہ** - اسم متمکن اسمی ست - یعنی اسم متمکن وہ اسم ہے جو مذکورہ بالا مشابہتوں میں سے کوئی سی مشابہت بھی نہ رکھتا ہو جیسے زیدٌ - خالدٌ - رجلٌ - امرأۃٌ - ضاربٌ - مضروبٌ - حسنٌ - وغیرہ اسماء کہ یہ اسماء مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ نہ ہونے کی وجہ سے معرب ہیں -

مشقی سوالات

ذیل کے الفاظ میں بتاؤ کون معرب ہے اور کون مبنی اور مبنی اصل بھی بتاؤ اور معرب ومبنی کو معین کرو -

افتحوا - لم یفعل - لن یسمعوا - اضربنانّ - ھذا کتابی - نصر - سمع - یجتنبن - یاایھا الناس - اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم اھدنا الصراط المستقیم -

قولہ مضمرات - اس کا مصدر باب افعال سے اضمار آتا ہے اس کے معنی ہیں پوشیدہ کرنا مضمرٌ صیغہ اسم مفعول بمعنے پوشیدہ کیا ہوا اس کی جمع مضمرات ہے مضمر کو ضمیر بھی کہتے ہیں اس کی جمع ضمائر ہے ضمیر یا مضمر وہ اسم کہلاتا ہے جو ایسے متکلم یا مخاطب یا غائب پر دلالت کرے جس کا تذکرہ اس سے پہلے حقیقۃً یا حکماً آچکا ہو جیسے انا (میں ایک مرد یا عورت) مرفوع منفصل واحد متکلم کی ضمیر **قولہ** اِیّایَ - (خاص مجھے یعنی خاص مجھ مرد اور عورت کو) یہ بھی واحد متکلم کی ضمیر ہے اور منصوب منفصل کی مثال - **قولہ** ضربنی (اس ایک مرد نے مجھے یعنی مجھ مرد یا عورت کو مارا) اس میں یَ واحد متکلم کی ضمیر ہے اور منصوب متصل کی مثال ہے - مصنف نے ان پانچ مثالوں سے ضمیر کی پانچوں قسموں کی طرف اشارہ کر دیا ہے جن کی تفصیل آگے آرہی ہے - چونکہ ہر قسم کی چودہ چودہ ضمیریں ہوتی ہیں اس لئے کل ضمائر کی تعداد ستر ہو گی جیسا کہ قولہ واین ہفتاد ضمیر است میں مصنف نے بتایا ہے کہ ضمیریں کل ستر ہیں - چودہ مرفوع متصل کی ہیں - یہ ضمائر فاعل یا مفعول مالم یسم فاعلہ بنتی ہیں - ضمیر مرفوع دو قسم کی ہوتی ہیں - ایک بارز یعنی جو لفظوں میں ظاہر ہوتی ہیں - وہ گیارہ ہیں - الف - واو - ن - تَ - تما - تُم - تِ - تُنَّ - تُ - نا - ی -

دوسری مستتر - یعنی جس کا لفظوں میں تلفظ نہ ہو بلکہ تقدیراً ان کا وجود مانا جائے - اور یہ چار ضمیریں ہوتی ہیں ہُوَ - یا ہِیَ - اَنتَ یا اَنتِ - اَنا - نحن - ہُو واحد مذکر غائب میں ماضی ومضارع کے مستتر مانا جاتا ہے جبکہ اس کا فاعل لفظوں میں موجود نہ ہو اور ہِیَ واحد مؤنث غائب میں ماضی ومضارع کے صیغوں میں بشرط مذکور مستتر مانا جاتا ہے - اور اَنتَ مضارع اور امر کے واحد حاضر میں اور اَنا مضارع کے واحد متکلم اور نحن مضارع کے جمع متکلم میں مستتر مانا جاتا ہے -

چہاردہ مرفوع متصل ضَرَبْتُ ضَرَبْنَا ضَرَبْتَ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُمْ ضَرَبْتِ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُنَّ ضَرَبَ ضَرَبَا ضَرَبُوا ضَرَبَتْ ضَرَبَتَا ضَرَبْنَ۔

ترجمہ۔ چودہ مرفوع متصل۔ ضربتُ ضربنا ضربتَ ضربتما ضربتم ضربتِ ضربتما ضربتن ضرب ضربا ضربوا ضربت ضربتا ضربن

تشریح۔ قولہ۔ چہاردہ ضمیر مرفوع الخ مطلب یہ ہے کہ چودہ ضمیریں مرفوع متصل کی ہیں یہ ضمائر۔ فاعل[1]۔ نائب[2] فاعل۔ مبتدا[3]، خبر[4] واقع ہوتی ہیں۔ ان ضمائر کو مرفوع اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ مرفوع کے محل میں واقع ہوتی ہیں۔ مثال مبتدا ہونے کی انتم مؤمنون میں انتم ضمیر مرفوع متصل بارز مبتدا ہے۔

مثال خبر ہونے کی اشاھد انت یہاں انت خبر ہے۔

مثال فاعل ہونے کی قالا۔ اس میں ضمیر ہما فاعل ہے۔

مثال نائب فاعل ہونے کی نُصِرُوا۔ اس میں ضمیر ہم نائب فاعل ہے۔

قولہ متصل۔ متصل خواہ مرفوع ہوں یا منصوب وہ ضمائر کہلاتی ہیں کہ اپنے عامل کے ساتھ استعمال ہوتی ہیں تنہا استعمال نہیں ہوتی جیسے فعلت میں ت اور ضربلث میں ک۔ لیکن مرفوع متصل میں کچھ ضمائر فعل میں مستتر بھی ہوتی ہیں جیسے ضرب میں ہو ضربت میں ہی۔ لیکن منصوب متصل کے سب ضمائر بارز ہوتی ہیں۔ کوئی ضمیر مستتر نہیں ہوتی ہے۔

ف۱۔ جن صیغوں میں ماضی اور مضارع کے ضمائر فاعل یا نائب فاعل مستتر ہوتی ہیں اگر ان کا فاعل اسم ظاہر لفظوں میں آجائے تب یہ ضمائر مستتر نہیں ہوتی بلکہ وہ اسم ظاہر ہی فاعل ہوتا ہے جیسے صلّٰے شاھدٌ۔ یاتی حامدٌ۔ قالت امرأۃٌ وغیرہ

ف۲۔ صیغہ جمع مذکر غائب میں واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے جیسے ضربوا مگر یہ الف پڑھا نہیں جاتا۔ یہ محض اس امتیاز کے لئے لکھا جاتا ہے کہ یہ واؤ جمع کا ہے عطف کا واو نہیں۔

ف۳۔ صیغۂ واحد مؤنث غائب میں ت صرف علامت تانیث ہے ضمیر نہیں جیسے قالت۔ تقول وغیرہ اس لئے ان میں ضمیر ہی مستتر مانی جاتی ہے۔ خوب سمجھ لو۔

ف۴۔ ہم مبتدیوں کی آسانی کے لئے ایک نقشہ تحریر کرتے ہیں جس میں تمام ضمیریں اور ان کے نام اور ان کا ترجمہ بھی لکھدیا گیا ہے۔ تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔

(نقشہ صفحہ ۔۔۔ پر ملاحظہ کریں)

وچہاردہ مرفوع منفصل اَنَا نَحْنُ اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُمْ اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ هُوَ هُمَا هُمْ هِيَ هُمَا هُنَّ۔

ترجمہ۔ اور چودہ مرفوع منفصل۔ اَنَا نَحْنُ اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُمْ اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ هُوَ هُمَا هُمْ هِيَ هُمَا هُنَّ۔

نقشہ ضمیر مرفوع متصل

مثال	توضیح	ضمیر
ضَرَبْتُ	ضمیر بارز واحد متکلم	تُ
ضَرَبْنَا	ضمیر بارز جمع متکلم	نَا
ضَرَبْتَ	ضمیر بارز واحد مذکر حاضر	تَ
ضَرَبْتُمَا	ضمیر بارز تثنیہ مذکر حاضر	تُمَا
ضَرَبْتُمْ	ضمیر بارز جمع مذکر حاضر	تُمْ
ضَرَبْتِ	ضمیر بارز واحد مؤنث حاضر	تِ
ضَرَبْتُمَا	ضمیر بارز تثنیہ مؤنث حاضر	تُمَا
ضَرَبْتُنَّ	ضمیر بارز جمع مؤنث حاضر	تُنَّ
ضَرَبَ	ضمیر مستتر واحد مذکر غائب	هُوَ
ضَرَبَا	ضمیر بارز تثنیہ مذکر غائب	الف
ضَرَبُوْا	ضمیر بارز جمع مذکر غائب	واؤ
ضَرَبَتْ	ضمیر مستتر واحد مؤنث غائب	هِيَ
ضَرَبَتَا	ضمیر بارز تثنیہ مؤنث غائب	الف
ضَرَبْنَ	ضمیر بارز جمع مؤنث غائب	نون

ف۔ ضمیر متکلم اور حاضر کا مرجع تلاش نہ کرنا چاہئے کیونکہ یہ ضمیریں مرجع کی محتاج نہیں البتہ ضمیر غائب کو مرجع کی ضرورت ہوتی ہے۔

ضمیر متکلم نحویوں کے نزدیک اَعْرَفُ الْمَعَارِف یعنی سب سے بڑا معرفہ ہے۔ اس لئے اس کو تمام ضمیروں پر مقدم کیا ہے۔ اس کے بعد حاضر کی ضمیریں ہیں اور اسکے بعد غائب کی اسلئے اس ترتیب کے ساتھ ضمیر یہاں درج کی

قولہ چہاردہ مرفوع منفصل۔ چودہ ضمیریں مرفوع منفصل کی ہوتی ہیں۔ یہ ضمیریں مسند الیہ واقع ہوا کرتی ہیں۔ نقشہ ذیل سے ان ضمیروں کو سمجھو اور محفوظ کرو۔

نقشہ ضمیر مرفوع منفصل

ضمیر	ترجمہ	توضیح
اَنَا	میں ایک مرد یا ایک عورت	ضمیر واحد متکلم مذکر و مؤنث
نَحْنُ	ہم دو مرد یا دو عورتیں یا سب مرد یا سب عورتیں	ضمیر جمع متکلم مذکر و مؤنث
اَنْتَ	تو ایک مرد	ضمیر واحد مذکر حاضر
اَنْتُمَا	تم دو مرد	ضمیر تثنیہ مذکر حاضر
اَنْتُمْ	تم سب مرد	ضمیر جمع مذکر حاضر
اَنْتِ	تو ایک عورت	ضمیر واحد مؤنث حاضر
اَنْتُمَا	تم دو عورتیں	ضمیر تثنیہ مؤنث حاضر
اَنْتُنَّ	تم سب عورتیں	ضمیر جمع مؤنث حاضر
هُوَ	وہ ایک مرد	ضمیر واحد مذکر غائب
هُمَا	وہ دو مرد	ضمیر تثنیہ مذکر غائب
هُمْ	وہ سب مرد	ضمیر جمع مذکر غائب
هِيَ	وہ ایک عورت	ضمیر واحد مؤنث غائب
هُمَا	وہ دو عورتیں	ضمیر تثنیہ مؤنث غائب
هُنَّ	وہ سب عورتیں	ضمیر جمع مؤنث غائب

وچہاردہ منصوب متصل ضَرَبَنِیْ ضَرَبَنَا ضَرَبَكَ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُمْ ضَرَبَكِ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُنَّ ضَرَبَهٗ ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُمْ ضَرَبَهَا ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُنَّ۔

ترجمہ۔ اور چودہ منصوب متصل۔ ضربنی۔ ضربنا۔ ضربک۔ ضربکما۔ ضربکم۔ ضربکِ۔ ضربکما۔ ضربکن۔ ضربہ۔ ضربہما۔ ضربہم۔ ضربہا۔ ضربہما۔ ضربہن۔

قولہ وچہاردہ منصوب متصل۔ چودہ^[14] ضمائر منصوب متصل کی ہیں۔ یہ ضمیریں عامل ناصب کے بعد واقع ہوتی ہیں جیسے ضربنی یا انّنی اور ان کا عامل سے مقدم کرنا درست نہیں۔ نقشۂ ذیل سے ان کو مع مثال کے سمجھ کر یاد کرو۔

نقشۂ ضمیر منصوب متصل

ضمائر	ترجمہ	مثال
ی ضمیر واحد متکلم	مارا اس ایک مرد نے مجھ ایک مرد یا ایک عورت کو	ضربنی
نا ضمیر جمع متکلم	مارا اس ایک مرد نے ہم دو مرد یا دو عورتوں یا ہم سب مردوں یا سب عورتوں کو	ضربنا
کَ ضمیر واحد مذکر حاضر	مارا اس ایک مرد نے تجھ ایک مرد کو	ضربکَ
کما ضمیر تثنیہ مذکر حاضر	مارا اس ایک مرد نے تم دو مردوں کو	ضربکما
کم ضمیر جمع مذکر حاضر	مارا اس ایک مرد نے تم سب مردوں کو	ضربکم
کِ ضمیر واحد مؤنث حاضر	مارا اس ایک مرد نے تجھ ایک عورت کو	ضربکِ
کما ضمیر تثنیہ مؤنث حاضر	مارا اس ایک مرد نے تم دو عورتوں کو	ضربکما
کُنَّ ضمیر جمع مؤنث حاضر	مارا اس ایک مرد نے تم سب عورتوں کو	ضربکُنَّ
ہ ضمیر واحد مذکر غائب	مارا اس ایک مرد نے اس ایک مرد کو	ضربہٗ
ہما ضمیر تثنیہ مذکر غائب	مارا اس ایک مرد نے ان دو مردوں کو	ضربہما
ہم ضمیر جمع مذکر غائب	مارا اس ایک مرد نے ان سب مردوں کو	ضربہم
ہا ضمیر واحد مؤنث غائب	مارا اس ایک مرد نے اس ایک عورت کو	ضربہا
ہما ضمیر تثنیہ مؤنث غائب	مارا اس ایک مرد نے ان دو عورتوں کو	ضربہما
ہُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب	مارا اس ایک مرد نے ان سب عورتوں کو	ضربہُنَّ
ف۔ جب یہ ضمائر فعل متعدی کے بعد واقع ہوں تو مفعول بہ ہوتی ہیں۔		

وچہاردہ منصوب منفصل۔ اِیَّایَ اِیَّانَا اِیَّاکَ اِیَّاکُمَا اِیَّاکُمْ اِیَّاکِ اِیَّاکُمَا اِیَّاکُنَّ اِیَّاہُ اِیَّاہُمَا اِیَّاہُمْ اِیَّاہَا اِیَّاہُمَا اِیَّاہُنَّ۔

ترجمہ۔ اور چودہ منصوب منفصل۔ ایای۔ ایانا۔ ایاک۔ ایاکما۔ ایاکم۔ ایاکِ۔ ایاکما۔ ایاکن۔ ایاہ۔ ایاہما۔ ایاہم۔ ایاہا۔ ایاہما۔ ایاہن۔

تشریح۔ قولہ۔ وچہاردہ منصوب منفصل۔ چودہ ضمیریں منصوب منفصل کی ہیں۔ یہ ضمائر عامل ناصب سے مقدم بھی آجاتی ہیں جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں ضمیر ایاک فعل نعبد سے جو کہ عامل ناصب ہے مقدم لائی گئی ہے نقشہ ذیل سے ان ضمیروں کو معلوم کرو اور محفوظ کرو۔

نقشہ ضمیر منصوب منفصل

ضمائر	توضیح	ترجمہ
اِیَّایَ	واحد متکلم مذکر و مؤنث	خاص مجھ ایک مرد یا ایک عورت کو
اِیَّانَا	جمع متکلم مذکر و مؤنث	خاص ہم دو مرد یا دو عورتوں کو یا سب مردوں یا سب عورتوں کو
اِیَّاکَ	واحد مذکر حاضر	خاص تجھ ایک مرد کو
اِیَّاکُمَا	تثنیہ مذکر حاضر	خاص تم دو مردوں کو
اِیَّاکُمْ	جمع مذکر حاضر	خاص تم سب مردوں کو
اِیَّاکِ	واحد مؤنث حاضر	خاص تجھ ایک عورت کو
اِیَّاکُمَا	تثنیہ مؤنث حاضر	خاص تم دو عورتوں کو
اِیَّاکُنَّ	جمع مؤنث حاضر	خاص تم سب عورتوں کو
اِیَّاہُ	واحد مذکر غائب	خاص اس ایک مرد کو
اِیَّاہُمَا	تثنیہ مذکر غائب	خاص ان دو مردوں کو
اِیَّاہُمْ	جمع مذکر غائب	خاص ان سب مردوں کو
اِیَّاہَا	واحد مؤنث غائب	خاص اس ایک عورت کو
اِیَّاہُمَا	تثنیہ مؤنث غائب	خاص ان دو عورتوں کو
اِیَّاہُنَّ	جمع مؤنث غائب	خاص ان سب عورتوں کو

وچہاردہ منصوب منفصل۔ اِیَّایَ اِیَّانَا اِیَّاکَ اِیَّاکُمَا اِیَّاکُمْ اِیَّاکِ اِیَّاکُمَا اِیَّاکُنَّ اِیَّاہُ اِیَّاہُمَا اِیَّاہُمْ اِیَّاہَا اِیَّاہُمَا اِیَّاہُنَّ۔

ترجمہ۔ اورچودہ منصوب منفصل۔ ایای۔ ایانا۔ ایاک۔ ایاکما۔ ایاکم۔ ایاکِ۔ ایاکما۔ ایاکن۔ ایاہ۔ ایاہما۔ ایاہم۔ ایاہا۔ ایاہما۔ ایاہن۔

تشریح۔ قولہ۔ وچہاردہ منصوب منفصل۔ چودہ ضمیریں منصوب منفصل کی ہیں۔ یہ ضمائر عامل ناصب سے مقدم بھی آجاتی ہیں جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں ضمیر ایاک فعل نعبد سے جوکہ عامل ناصب ہے مقدم لائی گئی ہے۔ نقشہ ذیل سے ان ضمیروں کو معلوم کرو اور محفوظ کرو۔

نقشہ ضمیر منصوب منفصل

ضمائر	توضیح	ترجمہ
اِیَّایَ	واحد متکلم مذکر و مؤنث	خاص مجھ ایک مرد یا ایک عورت کو
اِیَّانَا	جمع متکلم مذکر و مؤنث	خاص ہم دو مرد یا دو عورتوں یا سب مردوں یا سب عورتوں کو
اِیَّاکَ	واحد مذکر حاضر	خاص تجھ ایک مرد کو۔
اِیَّاکُمَا	تثنیہ مذکر حاضر۔	خاص تم دو مردوں کو
اِیَّاکُمْ	جمع مذکر حاضر	خاص تم سب مردوں کو
اِیَّاکِ	واحد مؤنث حاضر	خاص تجھ ایک عورت کو
اِیَّاکُمَا	تثنیہ مؤنث حاضر	خاص تم دو عورتوں کو۔
اِیَّاکُنَّ	جمع مؤنث حاضر	خاص تم سب عورتوں کو
اِیَّاہُ	واحد مذکر غائب	خاص اس ایک مرد کو
اِیَّاہُمَا	تثنیہ مذکر غائب	خاص ان دو مردوں کو
اِیَّاہُمْ	جمع مذکر غائب	خاص ان سب مردوں کو
اِیَّاہَا	واحد مؤنث غائب	خاص اس ایک عورت کو
اِیَّاہُمَا	تثنیہ مؤنث غائب	خاص اُن دو عورتوں کو
اِیَّاہُنَّ	جمع مؤنث غائب	خاص ان سب عورتوں کو

وچہاردہ مجرور متصل۔ لِی لَنَا لَکَ لَکُمَا لَکُمْ لَکِ لَکُمَا لَکُنَّ لَہٗ لَہُمَا لَہُمْ لَہَا لَہُمَا لَہُنَّ۔

ترجمہ۔ اور چودہ مجرور متصل۔ لِی۔ لَنَا۔ لَکَ۔ لَکُمَا۔ لَکُمْ۔ لَکِ۔ لَکُمَا۔ لَکُنَّ۔ لَہٗ۔ لَہُمَا۔ لَہُمْ۔ لَہَا۔ لَہُمَا۔ لَہُنَّ۔

قولہ۔ وچہاردہ مجرور متصل الخ۔ یعنی وہ ضمیریں بھی چودہ ہوتی ہیں جو کبھی حرف جر کے ساتھ لگکر یا کبھی اسم کے مضاف الیہ بنکر آتی ہیں۔ چونکہ مضاف الیہ اور وہ اسم جس پر کوئی حرف جر آرہا ہو مجرور ہوا کرتا ہے اس لئے انھیں ضمائر مجرور کہتے ہیں۔

نقشہ ضمیر مجرور متصل بحرف جر

ضمائر	توضیح	ترجمہ
لِی	واحد متکلم مذکر و مؤنث	مجھ مرد یا عورت کے لئے
لَنَا	جمع متکلم مذکر و مؤنث	ہم دونوں یا سب مردوں یا سب عورتوں کیلئے
لَکَ	واحد مذکر حاضر	تجھ ایک مرد کے لئے
لَکُمَا	تثنیہ مذکر حاضر	تم دو مردوں کے لئے
لَکُمْ	جمع مذکر حاضر	تم سب مردوں کے لئے
لَکِ	واحد مؤنث حاضر	تجھ ایک عورت کے لئے
لَکُمَا	تثنیہ مؤنث حاضر	تم دو عورتوں کے لئے
لَکُنَّ	جمع مؤنث حاضر	تم سب عورتوں کے لئے
لَہٗ	واحد مذکر غائب	اس ایک مرد کے لئے
لَہُمَا	تثنیہ مذکر غائب	ان دو مردوں کے لئے
لَہُمْ	جمع مذکر غائب	ان سب مردوں کے لئے
لَہَا	واحد مؤنث غائب	اس ایک عورت کے لئے
لَہُمَا	تثنیہ مؤنث غائب	ان دو عورتوں کے لئے
لَہُنَّ	جمع مؤنث غائب	ان سب عورتوں کیلئے

نقشہ ضمیر مجرور متصل بمضاف

ضمائر	توضیح	ترجمہ
رَبِّی	واحد متکلم مذکر و مؤنث	مجھ مرد یا ایک عورت کا رب
رَبَّنَا	جمع متکلم مذکر و مؤنث	ہم دونوں یا سب مردوں یا سب عورتوں کا رب
رَبُّکَ	واحد مذکر حاضر	تیرا رب.
رَبُّکُمَا	تثنیہ مذکر حاضر	تم دو مردوں کا رب
رَبُّکُمْ	جمع مذکر حاضر	تم سب مردوں کا رب
رَبُّکِ	واحد مؤنث حاضر	تجھ ایک عورت کا رب
رَبُّکُمَا	تثنیہ مؤنث حاضر	تم دو عورتوں کا رب
رَبُّکُنَّ	جمع مؤنث حاضر	تم سب عورتوں کا رب
رَبُّہٗ	واحد مذکر غائب	اس ایک مرد کا رب
رَبُّہُمَا	تثنیہ مذکر غائب	ان دو مردوں کا رب
رَبُّہُمْ	جمع مذکر غائب	ان سب مردوں کا رب
رَبُّہَا	واحد مؤنث غائب	اس ایک عورت کا رب
رَبُّہُمَا	تثنیہ مؤنث غائب	ان دو عورتوں کا رب
رَبُّہُنَّ	جمع مؤنث غائب	ان سب عورتوں کا رب

ف۔ تمام ضمیریں مبنی ہوتی ہیں۔ ان کے مبنی ہونے کی دو وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ ان میں اکثر ایسی ضمیریں ہیں جو حروف کی طرح ایک ہی حرف پر موضوع ہیں جیسے ک ت وغیرہ۔ حروف جر کی طرح جیسے ک ل وغیرہ حرف جار کے مشابہ ہیں۔ اس لئے یہ لفظی حیثیت سے حرف جر کے ساتھ جو مبنی الاصل ہے مشابہت رکھتی ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ معنوی حیثیت سے بھی حروف کی طرح اپنے معنے مرادی بتلانے میں مرجع کی محتاج ہوتی ہیں چنانچہ اگر ضمیر غائب ہے تو وہ مرجع کی محتاج ہوتی ہے اور مرجع بھی ضمیر سے پہلے ہونا ضروری ہے ورنہ اگر مرجع ضمیر کے بعد آ گیا تو اضمار قبل الذکر لازم آئے گا اور وہ ناجائز ہے اور اگر ضمیر متکلم یا حاضر ہے تو وہ اگرچہ مرجع کی محتاج نہیں ہے مگر اس کی وہ ضمائر محتاج ہیں کہ قرائن سابقہ سے مخاطب اور متکلم کی ذات کو معین کیا جائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ضمائر معنوی اعتبار سے حروف کے ساتھ مشابہ ہیں۔

ف۔ مبتدیوں کی آسانی کے لئے ضمائر کے جملہ اقسام کی مختصر تعریفات ذکر کی جاتی ہیں۔

ان تعریفات کو خوب زبانی یاد کر لو

مرفوع متصل۔ وہ ضمیریں جو فعل سے ملی ہوئی آتی ہیں اور ہمیشہ فاعل ہوا کرتی ہیں۔ جیسے ضربتُ۔

مرفوع منفصل۔ وہ ضمیریں جو فعل سے علیحدہ آتی ہیں اور ترکیب میں مبتدا یا خبر یا فاعل ہوتی ہیں۔ جیسے انا زیدٌ وغیرہ۔

منصوب متصل۔ وہ ضمیریں جو فعل سے ملی ہوئی آئیں اور ترکیب میں مفعول بہ ہوں۔ جیسے ضربنی زید یا ایسے حرفوں سے ملیں جو اسم کو نصب کرتے ہیں جیسے انی انا انک الخ۔

منصوب منفصل۔ وہ ضمیریں جو فعل سے علیحدہ آئیں اور مفعول بہ ہوں جیسے ایاک نعبد میں ایاک مفعول بہ ہے۔

مجرور متصل۔ وہ ضمیریں جو حرف جر سے ملیں جیسے لی لنا لک الخ یا مضاف سے ملکر وہ ضمائر مضاف الیہ واقع ہوں جیسے غلامی۔ غلامنا۔ غلامک الخ۔

مشقی سوالات

ان مثالوں میں ضمیروں کی شناخت کرو اور ان کے اقسام بتاؤ اور ترکیب کرو۔

انا قائمٌ۔ انتَ غلامُ زیدٍ۔ انتم جاہلونَ۔ ضربک زیدٌ۔ زیدٌ ضربک۔ اَنا یوسف۔ نحن عالمون۔ ضربُوہم۔ ضَرَبَہا عمروٌ۔ ضَرَبْتُنا۔ ہُنّ جمیلاتٌ۔ اَنْتِ حسنۃٌ۔ ضربناکَ۔ ضَرَبْتُکم۔ ہُم شاہدون۔ ہی ضاربۃٌ۔ ہم جاہلون۔ ضَرَبَہُم بکرٌ۔ انا اخو عمرٍو۔ ضَرَبْتُہُنَّ ہندٌ۔ نَصَرَتْنِی۔ نَصَرُوْنِی۔ نصرتنی ہندٌ۔ اَنْتَ ابنُ زیدٍ۔ انتم ابناءُ بکرٍ۔ انت عَمُّ بکرٍ۔ ہو خالقٌ۔ ہُم ملٰئکۃ الرحمٰن۔ ایاک نعبُدُ۔ ایاک نستعین۔ اِہْدِنا۔ غلامُنا قائمٌ۔ ہٰذا عبدی۔ ہٰؤلاءِ اخوتی۔ ہٰذا اخی۔ ہٰذا کتابُنا۔ ہٰذانِ ساحرانِ۔ ہٰذہ بنتی۔ ہو الذی خَلَقَکُمْ۔ تبارک الذی نزّل الفرقان۔ قال الذینَ لا یَرْجُونَ لِقاءنا۔ جاء الذی ضرب غلامک۔ اِیّای۔ ضَرَبْتَ۔ ایاکم اَدْعُوْ۔ لکم جمالٌ۔ لہا زوجٌ۔ لہم عِلْمٌ۔ لی حُزْنٌ۔ اولٰئک ہم المفلحون۔

دوم اسمائے اشارات۔ ذَا و ذَانِ و ذَیْنِ و تَا و تِیْ و تِہٖ و ذِہٖ و ذِھِیْ و تِھِیْ۔ و تَانِ و تَیْنِ و اولاءِ بمد و اولیٰ بقصر۔

ترجمہ۔ اسم غیر متمکن کی دوسری قسم اسمائے اشارات ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ذَا و ذَان و ذَین و تَا و تی۔ و تہ و ذہ و ذہی و تہی۔ و تان۔ و تین۔ اور اولاء بالف ممدودہ اور اولیٰ بالف مقصورہ۔

تشریح۔ قولہ دوم اسمائے اشارات (الی قولہ) اولیٰ بقصر۔ اسماء۔ اسم کی جمع ہے اور اشارات اشارۃ کی جمع ہے۔ مصدر بمعنی اشارہ کرنیکے لئے ہو اصطلاح میں اُن اسموں کو اسمائے اشارات کہتے ہیں جن کی وضع مشارٌ الیہ (یعنی جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے) اس کو متعین کرنے کے لئے ہو تو جس لفظ سے اشارہ کیا جاتا ہے اس کو اسم اشارہ کہتے ہیں۔ اور جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اُسے مشارٌ الیہ کہتے ہیں۔ اسمائے اشارات کی تفصیل مندرجہ ذیل نقشہ سے واضح ہو جائیگی

ذا	ذان	ذین	تا۔ تی۔ تہ۔ ذہ۔ ذھی۔ تھی	تان	تین	اولاء	اولی	اسمائے اشارات
واحد مذکر	تثنیہ مذکر بحالت رفع	تثنیہ مذکر بحالت نصب و جر	واحد مؤنث کے لئے	تثنیہ مؤنث بحالت رفع	تثنیہ مؤنث بحالت نصب و جر	جمع مذکر و مؤنث	جمع مذکر و مؤنث	توضیح
یہ ایک مرد	یہ دو مرد	یہ دو مرد	یہ ایک عورت	یہ دو عورتیں	یہ دو عورتیں	یہ سب مرد یا یہ سب عورتیں	یہ سب مرد یا یہ سب عورتیں	ترجمہ

ف ۱۔ اسمائے اشارات کے شروع میں ھا حرف تنبیہ زیادہ کر دیتے ہیں۔ کہتے ہیں ھٰذا۔ ھٰذہٖ۔ ھٰذان۔ ھٰؤلاءِ۔ نیز یہ بتانے کے لئے کہ مخاطب مفرد ہے یا تثنیہ یا جمع اور مذکر ہے یا مؤنث۔ اسم اشارہ کے آخر میں ضمیر کَ۔ کُما۔ کُم۔ کِ۔ کُما۔ کُنَّ۔ موقع اور محل کے لحاظ سے بڑھا دی جاتی ہیں جیسے ذالکَ۔ ذانکما۔ ذینکم۔ اولئکَ۔ اولاکُنَّ وغیرہ۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ واحد مذکر کی صورت میں ضمیر خطاب یعنی کَ وغیرہ سے پہلے ایک لام مکسور کا بھی اضافہ کر دیتے ہیں۔ جیسے ذٰلک۔ ذالکما۔ ذٰلکم وغیرہ۔ اس سے مزید تنبیہ مقصود ہوا کرتی ہے۔

ف ۲۔ اسم اشارہ مع مشارٌ الیہ کے فاعل۔ مبتدا اور خبر اور مفعول عالم بسیم فاعلہ واقع ہوا کرتا ہے جیسے ضَرَبَ ھٰؤلاءِ ۔کہ اصل میں ضرب ھٰؤلاءِ الرجال تھا ھولاء الرجال اشارہ مشارٌ الیہ ملکر فاعل ہیں (اس میں مشارٌ الیہ الرجال محذوف تھا) نُصِرَ ھٰذا اصل میں تھا نُصِرَ ھٰذَا الرَّجل۔ یہاں ہذا الرجل (اشارہ مشارٌ الیہ) نصر کا مفعول مالم یسم فاعلہ واقع ہے۔ ھٰؤلاءِ اصحابی کہ اصل میں تھا ھولاءِ الرجال اصحابی یہاں ھولاء الرجال مبتدا واقع ہے۔ ھٰذہٖ ذھی۔ یہاں ذہی خبر واقع ہے۔

ف ۳۔ اسم اشارہ ہمیشہ موصوف ہوتا ہے اور مشارٌ الیہ صفت بنا کرتا ہے اسی لئے مشارٌ الیہ کے لئے شرط ہے کہ وہ معرف باللام ہو جیسے ذالک الکتاب ھذا الرجل وغیرہ۔

ف ۴۔ مشارٌ الیہ کلام میں اکثر محذوف ہوتا ہے اور قرینہ کلام سے اس کو نکالا جاتا ہے جیسے ھٰؤلاءِ اصحابی کہ در اصل

سوم اسمائے موصولہ اَلَّذِیْ اَللَّذَانِ وَاللَّذَیْنِ وَالَّذِیْنَ اَلَّتِیْ اَللَّتَانِ وَاللَّتَیْنِ وَاللَّاتِیْ وَاللَّوَاتِیْ وَمَا وَمَا وَمَنْ وَاَیٌّ وَاَیَّۃٌ

ترجمہ۔ اسم غیر متمکن کی تیسری قسم اسمائے موصولہ ہیں وہ یہ ہیں۔ الذی۔ الذان۔ الذین۔ الذینَ۔ التی اللتان۔ اللتین۔ اللاتی۔ واللواتی۔ ما۔ مَنْ۔ اَیٌّ اور اَیَّۃٌ۔

ھٰؤلاء الرجال اصحابی تھا یہاں الرجال مشارٌ الیہ محذوف ہے۔

ف۔ اسم اشارہ کا اگر مشارٌ الیہ مرکب اضافی ہوتا ہے تو اسم اشارہ مؤخر کیا جاتا ہے اور مشارٌ الیہ مقدم۔ جیسے کتابی ھذا۔ غلامی ھذا۔ امرأتی ھذہٖ۔ اگر یہاں مشارٌ الیہ (کتابی غلامی۔ امرأتی) کو مؤخر کر دیں تو پھر یہ معلوم کرنا دشوار ہوگا کہ یہ مشارٌ الیہ ہے یا خبر۔ مثلاً کتابی ھذا کے بجائے ہم کہنے لگیں ھذا کتابی تو یہ اشکال لازمی طور سے پیش آئے گا کہ آیا یہ مبتدا و خبر ہیں یا اشارہ مشارٌ الیہ۔ اور جب مشارٌ الیہ کو مقدم کرتے ہیں تو یہ اشکال باقی نہیں رہتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں بھی اسی طرح استعمال کیا ہے۔ اذھب بکتابی ھذا۔

تشریح۔ قولہ۔ اسماء موصولہ۔ اسماء جمع ہے اسم کی اور موصول اسم مفعول کا صیغہ ہے اصطلاح میں ان اسموں کو اسماء موصولہ کہتے ہیں جو اپنے صلہ کے بغیر مبتدا۔ خبر۔ فاعل۔ و مفعول وغیرہ نہ بن سکیں جیسے جاءنی الذی طلبتُہ (میرے پاس وہ شخص آیا جس کو میں نے بلایا تھا) میں الذی طلبتُہٗ، جاء کا فاعل ہے جس میں دو جزو ہیں ایک الذی اور دوسرا طلبتُہ مگر الذی تنہا جملہ کا کامل جزو (یعنی فاعل) نہیں بن سکتا پوری ترکیب اس کی یہ ہے جاء فعل ماضی۔ نِ وقایہ ی ضمیر ی منصوب بنزع خافض ہے۔ کیونکہ اصل عبارت اس طرح سے ہے جاء الیّ۔ الی حرف جار حذف کر دینے سے منصوب بنزع الخافض ہے۔ خافض حرف جر کو کہتے ہیں۔

اور چونکہ قاعدہ ہے کہ اگر حرف جر کو کلمہ سے نکال دیں اور اس کو معنیً مراد لیں تو حرف جر کی وجہ سے مدخول سابق کو نصب آیا کرتا ہے اس کو اصطلاح میں منصوب بنزع الخافض کہتے ہیں۔ الذی اسم موصول۔ طلبتُ فعل ماضی تُ ضمیر متکلم فاعل۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مفعول بہ جو کہ راجع ہے الذی اسم موصول کی طرف۔ طلبت فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر جاء کا فاعل۔ جاء فعل اپنے فاعل اور مشابہ بالمفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ صلہ کے لغوی معنی ملنا۔ ملانا۔ مگر نحویوں کی اصطلاح میں اس جملہ کو کہتے ہیں جو اسم موصول کے بعد آیا کرتا ہے۔ اور اس میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو اسم موصول کی طرف لوٹتی ہے۔ اس ضمیر کا نام عائد ہے۔ یہ عود سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی لوٹنے والا

اسمائی موصولہ کا نقشہ بھی درج کیا جاتا ہے تاکہ طلبہ اسمائی موصولہ کو مع معانی آسانی کے ساتھ ذہن نشین کر لیں

(نقشہ صفحہ آئندہ پر دیکھئے)

والف لام بمعنی اَلَّذِیْ در اسم فاعل و اسم مفعول چوں اَلضَّارِبُ والمَضْرُوْبُ و ذُوْ بمعنی اَلَّذِیْ در لغت بنی طے نحو جَاءَنِیْ ذُوْ ضَرَبَكَ بدانکہ اَیٌّ و اَیَّۃٌ معرب است۔

ترجمہ۔ الف و لام بھی جو کہ بمعنی الذی ہوتا ہے اسم موصول ہے۔ یہ الف و لام اسم فاعل اور اسم مفعول میں لگا یا جاتا ہے جیسے الضارب والمضروب۔ اور بنی طے کے لغت میں ذو بھی اسم موصول ہے جیسے جاءنی ذو ضربک بمعنی الذی ضربک اور جاننا چاہیے کہ اَیٌّ اور اَیَّۃٌ اسم موصول معرب ہیں۔

نقشہ اسمائے موصولہ (متعلقہ صفحہ ۴۴)								
اسمائے موصولہ	الذی	اللذان، اللذین	الذین	التی	اللتان، اللتین	اللاتی، اللواتی	ما	من
معنی	وہ مرد جو	وہ دو مرد جو	وہ سب جو	وہ عورت جو	وہ دو عورتیں جو	وہ سب عورتیں جو	وہ چیز	وہ شخص
صیغے	واحد مذکر	تثنیہ مذکر	جمع مذکر	واحد مؤنث	تثنیہ مؤنث	جمع مؤنث	غیر ذوی العقول کے لئے مستعمل ہوتا ہے	ذوی العقول کے لئے مستعمل ہوتا ہے

تشریح۔ قولہ۔ الضارب والمضروب۔ یعنی وہ الف و لام جو اسم فاعل اور اسم مفعول پر الذی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ الضارب۔ الذی ہو ضارب یا الذی ضرب کے معنے میں ہے اور المضروب۔ الذی ہو مضروب یا الذی ضُرِب کے معنے میں ہے۔ **قولہ و ذو۔ بمعنی الذی الخ**۔ یعنی یہاں وہ ذو مراد نہیں جو اسماء ستہ مکبرہ میں سے ہے۔ کیونکہ وہ تو صاحب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور وہ معرب ہے بلکہ وہ ذو مراد ہے جو بنی طے کے لغت میں الذی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ مبنی ہوتا ہے یعنی ہر حال میں یکساں رہتا ہے جیسے جاءنی ذو نَصَرَ قَوْمَہٗ۔ ورایتُ ذو نصر قومَہٗ۔ و مررت بذو نصر قومَہٗ۔ اسی طرح ما و من۔ ذو اور اَلْ۔ واحد۔ تثنیہ۔ جمع مذکر اور مؤنث تمام حالات میں یکساں رہتے ہیں۔ **قولہ نحو جاءنی ذو ضربک**۔ یہ ذو بمعنی الذی کی مثال ہے یعنی جاءنی الذی ضربک (میرے پاس وہ شخص آیا جس نے تجھے مارا تھا) اس کی ترکیب اس طرح ہوگی۔ جاء فعل ماضی ن وقایہ۔ ی ضمیر منصوب بنزع الخافض مشابہ بالمفعول۔ ذو بمعنے الذی اسم موصول۔ ضرب فعل ماضی۔ ہو ضمیر مستتر اس میں اس کا فاعل جو کہ ذو اسم موصول کی طرف راجع ہے ک ضمیر مخاطب مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر فاعل ہوا۔ جاء فعل کا فعل اپنے فاعل اور شبہ بالمفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ اَیٌّ و اَیَّۃٌ معرب ست۔ یعنی ان سب میں صرف اَیٌّ و اَیَّۃٌ تمام صورتوں میں معرب ہوتے ہیں مگر صرف ایک صورت میں مبنی ہوتے ہیں اور وہ یہ کہ ان کے صلہ کا جزو اول محذوف ہو اور یہ مضاف ہوں پھر اَیٌّ و اَیَّۃٌ کی چار حالتیں ہیں اس لئے کہ ہر ایک ان میں سے یا تو مضاف ہوگا یا غیر مضاف۔ بر تقدیر ثانی وہ معرب ہیں۔ خواہ ان کا صدر صلہ مذکور ہو یا نہ ہو اور بر تقدیر اول اگر صدر صلہ مذکور نہ ہو تو مبنی ہوں گے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے ثم لننزعن

چہارم اسمائے افعال و آں بر دو قسم ست اوّل بمعنے امر حاضر چوں رُوَیْدَ وبَلْهَ وحَیَّهَلْ وهَلُمَّ

ترجمہ۔ اسم غیر متمکن کی چوتھی قسم اسمائے افعال ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں۔ اول وہ اسماء جو امر حاضر کے معنے میں آتے ہیں جیسے رُوَید۔ وبَلْهَ وحَیَّهَلْ وهَلُمَّ۔

من کل شیعۃٍ ایّھم اشدّ علی الرحمٰن عتیا۔ یعنی ایّھم اشد۔ پس ایٌّ اس قرأت میں کہ ایّھم کو مرفوع پڑھیں مبنی ہے اس لئے کہ مثال مذکور میں ایٌّ کا صدر صلہ مذکور نہیں۔ نیز ایٌّ ضمیر کی طرف مضاف ہے اور اس صورت میں ایٌّ ایّۃٌ کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب ان کے صلہ کا صدر یعنی جزاوّل حذف ہوگیا تو اس وقت ان کی حرف کے ساتھ احتیاج الی الغیر میں مشابہت زیادہ قوی ہوگی پس مبنی ہوں گے۔

ف ۱۔ اسم موصول مع صلہ کے مبتدا، خبر، فاعل، مفعول مالم یسم فاعلہ، صفت مشارٌ الیہ واقع ہوا کرتا ہے جیسے جاء الذی نصرک میں نصرک جملہ صلہ ہے اسم موصول باصلہ کے.... فاعل ہے۔ الرجل الذی قام میں اسم موصول مع صلہ کے صفت واقع ہے۔ الذین اٰمنوا ھم خالدون میں اسم موصول مع اپنے صلہ کے مبتدا واقع ہو رہا ہے اور ھم خالدون جملہ ہو کر خبر واقع ہے۔ ھٰذا الذی کرّمتَ علیَّ میں اسم موصول باصلہ خبر ہے اور ھٰذا مبتدا ہے مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہے ھٰذا الذی ضحک قائمٌ میں اسم موصول باصلہ مشارٌ الیہ ہے اور قائمٌ خبر ہے مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہے۔

ف ۲۔ ایٌّ و ایّۃٌ تنہا اسم موصول نہیں بنتے بلکہ ان کا مضاف الیہ ضمیر جمع مذکر غائب ہوا کرتا ہے جیسے ایّھُم اَشَدُّ عَلَی الرَّحمٰنِ عتیا میں لفظ ایٌّ ھُم کی طرف مضاف ہو کر اسم موصول بنا ہے۔

ف ۳۔ تنہا لفظ ایٌّ استفہام کے معنی دیتا ہے جیسے ایّکم مثلی (کون ہے تم میں سے مجھ جیسا) یہاں ایٌّ استفہامیہ ہے خوب سمجھ کر حفظ کرو۔

ف ۴۔ جب الف و لام اسم فاعل اور اسم مفعول میں بمعنے الذی استعمال ہوتا ہے تو اس کا صلہ کوئی جملہ نہیں ہوتا بلکہ اسم فاعل یا اسم مفعول ہوتا ہے۔ جیسے اَلصَّادِق کہ دراصل الذی صادق ہے یہاں پر صلہ صرف اسم فاعل ہے

ف ۵۔ ایٌّ۔ ندا اور جواب ندا کے درمیان برائے فصل آتا ہے جیسے یاایّھا الرجل یاایھا الناس یاایھا الکافرون وغیرہ

مشقی سوالات

ان مثالوں میں اسم موصول بتاؤ اور ترکیب مکمل لکھ کر استاد کو دکھلاؤ۔ ہٰذا الذی رُزِقْنا من قبلُ الذین آمنوا وعملوا الصّٰلحٰت اولٰئک اصحٰب الجنۃ۔ قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا۔ اتقوا النار التی اُعِدَّتْ للکٰفرین۔ للّٰہ ما فی السموات وما فی الارض۔ انّی اعلم ما لا تعلمون۔ قد افلح من زکّٰہا وقد خاب من دسّٰہا

تشریح۔ قولہ۔ اوّل بمعنے امر حاضر الخ (اسمائے افعال ان اسموں کو کہتے ہیں جو اپنی وضع کے اعتبار سے

دوم بمعنی فعل ماضی چوں هَیْهَاتَ وشَتَّانَ

ترجمہ۔ دوم وہ اسماء جو فعل ماضی کے معنے میں ہیں جیسے هَیْهَاتَ وشَتَّانَ

اسم ہوتے ہیں مگر کلام عرب میں یہ فعل کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انھیں اسمائے افعال کہا جاتا ہے۔ یہ اسم دو طرح کے ہوتے ہیں) اوّل بمعنے امر حاضر۔ یعنی کچھ اسم ایسے ہیں جو امر حاضر کے معنے میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً… رُوَیدَ و بلہ الخ۔ روید کہ اَمْهِلْ (تو مہلت دے) کے معنے میں ہے جیسے رُوَیدَ زیداً (تو زید کو مہلت دے) اس میں روید اسم فعل۔ ضمیر انت مستتر فاعل زیداً مفعول بہ۔ اسم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوگا اور بلہ کہ دَعْ (تو چھوڑ دے) کے معنے میں ہے جیسے بلہ خالداً (تو خالد کو چھوڑ دے) اس میں بھی بلہ اسم فعل۔ انت ضمیر مستتر فاعل خالداً مفعول بہ اسم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوگا اور حَیَّهَلْ کہ اِیْتِ (تو آ) کے معنی میں ہے جیسے حَیَّهَلِ الصلوٰۃ (تو نماز کو آ) اور هَلُمَّ کہ یہ بھی اِیْتِ (تو آ) کے معنے میں ہے جیسے هَلُمَّ دارنا (تو ہمارے مکان میں آ) ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اسماء افعال ہیں جو… امر حاضر کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً تعال کہ اِیْتِ (تو آ) کے معنے میں ہے جیسے تعال هنا (یہاں آ) اور ہاکہ خذ (تو پکڑ) کے معنی میں ہے جیسے ها خموا (قمر کو پکڑ) اور آمین کہ اِسْتَجِبْ (قبول فرمالے) کے معنی میں ہے۔ اور قَطْ کہ انتہ (تو رُک جا) کے معنی میں ہے۔ اسی طرح علیک کہ اِلْزَمْ (لازم کرے) کے معنی میں ہے

مثلاً مہ بمعنے اکفف۔ صہ بمعنے اسکت هلم بمعنے اِیْتِ۔ علیک بمعنے الزم وغیرہ۔

ان میں سے بعض کے متعدد صیغے کلام عرب میں مستعمل ہوتے ہیں اور بعض کا صرف ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے۔

تشریح۔ **قولہ** دوم بمعنی فعل ماضی الخ مطلب یہ ہے کہ بعض اسمائے افعال وہ ہیں جو کہ فعل ماضی معروف کے معنے میں مستعمل ہیں جیسے هیهات معنے میں بَعُدَ کے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً هیهات یومُ العید۔ عید کا دن بعید ہوگیا۔

قولہ شتان۔ یہ معنی میں افترق کے مستعمل ہے۔ چونکہ اس میں جدائی کے معنے ملحوظ ہیں اس لئے اس کا فاعل دو اسم ہوتے ہیں جن کے درمیان حرف عطف بھی ہوتا ہے کہا جاتا ہے۔ شتان شاهن واسعن۔

ف ۱۔ اسمائے افعال چونکہ وضع کے اعتبار سے فعل نہیں ہوتے ہیں بلکہ اسماء کہلاتے ہیں۔ اس لئے ان کو افعال میں داخل نہیں کیا گیا بلکہ اسماء میں شامل کیا گیا ہے۔

ف ۲۔ یہ اسماء مبنی اس لئے ہوتے ہیں کہ فعل ماضی اور امر حاضر معروف جو کہ مبنی الاصل ہیں

پنجم اسمائے اصوات چوں اُحْ اُحْ واُفْ وبَخْ بَخْ وغَاقِ ششم اسمائے ظروف ظرف زمان چوں اِذْ

ترجمہ۔ اسم غیر متمکن کی پانچویں قسم اسمائے اصوات ہیں وہ یہ ہیں اُحْ اُحْ اُفْ وبَخْ وبَخْ اور غاق۔
اسم غیر متمکن چھٹی قسم اسمائے ظروف ہیں (ان کی دو قسمیں ہیں اوّل) ظرف زمان جیسے اِذْ۔

یہ اسماء اُن کے ہم معنے ہیں۔ لہٰذا بوجہ مشابہت مبنی الاصل مبنی ہیں۔

مشقی سوالات

ذیل کی مثالوں میں اسمائے فعل شناخت کرو اور ہر ایک مثال کی ترکیب و ترجمہ کرو۔

شَتَّانَ بَیْنَ زَیْدٍ وَعَمْرٍو۔ ھَیْھَاتَ یَوْمُ العِیْدِ۔ بَلْہَ زَیْدًا حَیَّھَلِ الصلوۃ۔ علیک الصلوۃ۔ علیک انفسکم۔ حی علی الفلاح رُوَیْدَ زَیْدًا۔

تشریح۔ قولہ۔ اسمائے اصوات۔ اصوات صوت کی جمع ہے بمعنے آواز اصطلاح میں ان اسموں کو اسمائے اصوات کہتے ہیں جو کسی کی آواز نقل کرنے کے لئے یا کسی جانور وغیرہ کو پکارنے کے لئے استعمال کئے جائیں۔

قولہ چوں اُحْ اُحْ۔ یہ وہ آواز ہے جو کھانسنے کے وقت پیدا ہوتی ہے۔

قولہ اُفْ۔ یہ وہ آواز ہے جو کسی درد یا ڈانٹنے دھمکانے کے لئے کی جاتی ہے جیسے ارشاد نقل لہما اُفٍّ۔

قولہ بَخْ۔ یہ وہ آواز ہے جو عموماً خوشی اور مسرت کے وقت پیدا ہوتی ہے جیسے بَخٍ بَخٍ یا اباہریرہ معنے واہ واہ اے ابوہریرہ رض۔ **قولہ** نَخْ۔ یہ وہ آواز ہے جو اونٹ بٹھانے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

قولہ غاق۔ یہ وہ آواز ہے جو کوے کی آواز کی نقل میں استعمال ہوتی ہے۔

ف۔ چونکہ ان آوازوں میں ترکیب نہیں ہوتی بلکہ یہ آوازیں فطرۃً خاص حالت میں پیدا ہو جاتی ہیں اسلئے اسماء غیر متمکن [illegible]

قولہ۔ اسمائے ظروف۔ جس وقت میں کوئی کام انجام دیا جاتا ہے اس کو ظرف زمان کہتے ہیں اور جس جگہ کوئی کام انجام دیا جائے اس کو ظرف مکان کہتے ہیں۔ اور جو اسماء اُن پر دلالت کریں ان کو اسمائے ظروف کہتے ہیں۔

ف۔ ظرف زمان ومکان کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل ظرف زمان جو معین زمانہ پر دلالت کرتے ہیں جیسے یوم الجمعۃ وقت الظہیرۃ۔ الساعۃ۔ الیوم وغیرہ۔ یہ بےشمار ہیں اور یہ سب کے سب معرب ہیں ان کو نحومیر میں بیان نہیں کیا گیا۔ دوم۔ وہ ظرف زمان ہیں جو مبہم زمانہ کو بتاتے ہیں ان میں کوئی تعین نہیں ہے اور یہ سب کے سب مبنی ہوتے ہیں۔ ان اسماء کی تفصیل اور مبنی ہونے کے دیگر دلائل درج ذیل ہیں

قولہ اذ۔ (جس وقت) زمانہ ماضی کے لئے آتا ہے جیسے صَلَّیْتُ اِذْ طلعت الشَّمْسُ (میں نے نماز پڑھی جس وقت سورج طلوع ہوا) چونکہ اس کی وضع حروف جارہ (من عن فی) کی طرح دو حرفوں پر ہے اسلئے اس مشابہت کی بناء پر بھی یہ مبنی ہوا کرتا ہے نیز اس کے معنے حَیْثُ اسلئے کسرہ کے ساتھ بھی آیا کرتے ہیں۔

وإذا ومتیٰ وکیفَ وأیّانَ وأمسِ ومُذْ ومُنْذُ

ترجمہ۔ اذا و متی و کیف و ایان و امس و مذ و منذ

قولہ اذا (جب، وقت، جبکہ، اگر، اچانک کے معانی میں مستعمل ہوتا ہے) اس کا تعلق زمانہ استقبال سے ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر اذا کے بعد فعل ماضی بھی آجائے تو وہ بھی مستقبل کے معنیٰ میں ہو جاتا ہے جیسے اذا اکلت الطعام اکلتُ (جب تو کھانا کھائے گا میں کھاؤں گا) نیز اذا مفاجات کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے اس وقت اس کے معنیٰ اچانک، دفعۃً کے ہوتے ہیں اور اس وقت اذا کے بعد مبتدا واقع ہوتا ہے جیسے خرجت فی البادیۃ فاذا الاسد واقف (میں جنگل میں گیا اچانک شیر کھڑا ہوا تھا) اذا چونکہ ان حرف شرط کے معنیٰ کو متضمن ہوتا ہے اس لئے بوجہ مشابہت مبنی الاصل یہ مبنی ہے۔

قولہ متیٰ۔ بمعنے کس وقت۔ یہ ظرف فعل ماضی سے بھی متعلق ہوتا ہے جیسے متیٰ ذہبت (کب گیا تھا تو) اور فعل مستقبل سے جب متعلق ہوتا ہے تو شرط کے معنیٰ دیتا ہے جیسے متی تذہب اذہب (جب تو جاوے گا میں بھی روانہ ہو جاؤں گا) چونکہ متیٰ یا حرف استفہام کے معنیٰ میں ہوتا ہے اور یا کبھی حرف شرط کے معنیٰ میں اس لئے بوجہ مشابہت مبنی الاصل یہ مبنی ہیں۔

قولہ کیف۔ بمعنے کیسا۔ یہ اسم ظرف استفسار حال کے لئے آتا ہے جیسے کیف شانک (تیرا کیا حال ہے)۔ ترکیب یہ ہے۔ شانک مرکب اضافی مبتدا مؤخر۔ ثابت خبر مقدم محذوف۔ کیف اس کا ظرف، مبتدا اور خبر مع ظرف جملہ اسمیہ۔

ف۔ کیف کبھی اسم شرط بھی استعمال ہوتا ہے اس وقت اس کے آخر میں ما زائدہ لگا ہوا ہوتا ہے جیسے کیفما تجلس اجلس (جس طرح تو بیٹھ جائے گا میں بھی اسی طرح بیٹھ جاؤں گا)۔ اور کبھی کیف حال مقدم ہوتا ہے جیسے کیف جئت (کسی کیفیت سے تو آیا)۔ یہاں پر کیف حال ہے کیونکہ اصل عبارت یہ ہے علی ای حال جئت راکبًا او ماشیا۔

قولہ ایّان۔ بمعنے کس وقت۔ جیسے ایان یوم الفصل (کب ہے فیصلہ کا دن)، چونکہ استفہام کے معنے حرفی ایان میں ہیں لہٰذا ایان اس مشابہت کی وجہ سے مبنی ہے۔

قولہ اَمسِ۔ اسم ظرف مبنی ہے بمعنے دن گذشتہ جیسے انی رأیتہ امس (یقینًا میں نے کل گذشتہ اس کو دیکھا تھا) اسی طرح مسار بمعنے شام بھی اسم ظرف مبنی ہے۔

قولہ مذ۔ منذ۔ اسم ظرف ہیں اور یہ عجب اسمائے ظروف ہیں کہ یہ بعینہٖ حروف جارہ بھی ہیں۔ مگر فرق یہ ہے

وَقَطْ وعَوَضُ وقَبْلُ وبَعْدُ وقتے کہ مضاف باشند و مضاف الیہ محذوف منوی باشد

ترجمہ وقطُّ وعوض اور قبل بعدُ اس وقت جبکہ یہ مضاف ہوں گے تو ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہوگا

کہ جب یہ اسماء ظروف ہوتے ہیں تو مضاف ہوتے ہیں اور مابعد ان کا مضاف الیہ ہوتا ہے جیسے مالقیت اباك منذ یوم الخمیس (تیرے باپ سے جمعرات کے دن سے میں نہ ملا) اور جب اسماء حرف جار ہیں شامل ہوتے ہیں تو ان کے مابعد مجرور بحرف جار کہلاتا ہے اس وقت میں مذ' منذ بمعنی مِن حرف جار ہوتے ہیں۔ اول مدت کے معنٰی دیتا ہے جیسے ما اکلتُ الطعام مِن یوم الاثنین میں نے کھانا پیر کے روز سے نہیں کھایا۔ اور کبھی کل مدت کے معنٰی دیتا ہے جیسے ما رأیته منذ یومین (میں نے اس کو دو دن سے نہیں دیکھا)

تشریح قولہ قطُّ۔ بمعنے کبھی۔ یہ اسم ظرف فعل ماضی منفی کے بعد استعمال ہوتا ہے۔ استغراق نفی کے معنے دیتا ہے۔ جیسے ما اکل زید السمك قطُّ (زید نے مچھلی کبھی نہیں کھائی)

قولہ عوضُ۔ اسم ظرف۔ بمعنے ہرگز یہ فعل مضارع کے بعد استعمال ہوتا ہے اور یہ زمانہ مستقبل میں نفی استغراق کا فائدہ دیتا ہے جیسے لا اظلمہ عوضُ (میں ہرگز ظلم نہ کروں گا) چونکہ قطُّ، عوضُ میں حرف لام استغراق کے معنے پائے جاتے ہیں لہٰذا یہ بوجہ مشابہت مبنی الاصل مبنی قرار دیئے گئے ہیں۔

قولہ قبل وبعد۔ قبل وبعد کے چار حال ہیں۔ تین حالتوں میں معرب ہوتے ہیں اور ایک حالت میں مبنی ہوا کرتے ہیں مبنی ہونے کی حالت یہ ہے کہ یہ دونوں مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔۔۔۔ اس وقت یہ مبنی علی الضم ہوتے ہیں جیسے لِلّٰہ الامرُ من قبلُ ومن بعدُ میں قبلُ وبعدُ مبنی علی الضم ہیں۔ اور قبل وبعد تین حالتوں میں معرب ہوتے ہیں۔ وہ تین حال یہ ہیں۔ اولؔ۔ یہ کہ مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوف ہو لیکن مراد نہ ہو۔ دومؔ۔ یہ کہ ۔۔۔۔۔۔ کسی کی طرف مضاف ہی نہ ہوں جیسے من قبلٍ ومن بعدٍ۔ سومؔ۔ یہ کہ کسی اسم کی طرف مضاف ہوں مگر مضاف الیہ لفظوں میں موجود ہو جیسے من قبلِك ومن بعدِك۔

الحاصل قبلُ وبعدُ اس وقت مبنی ہوتے ہیں جبکہ یہ دونوں کسی دوسرے اسم کی طرف مضاف ہوں مگر مضاف الیہ لفظاً محذوف کر دیا گیا ہو البتہ نیت اور ارادہ میں موجود ہو جیسے لِلّٰہ الامر من قبلُ ومن بعدُ یعنی لِلّٰہ الامر من قبلِ کلِّ شیءٍ ومن بعدِ کلِّ شیءٍ (ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد ہر حال میں حکومت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے) چنانچہ مصنف نے یہ شرط خود ہی بیان کر دی ہے فرماتے ہیں قولہ وقتیکہ مضاف باشند و مضاف الیہ

وظرف مکان چوں حَیثُ وقُدَّامُ وتَحتُ وفَوقُ وقتیکہ مضاف باشند ومضاف الیہ محذوف منوی باشد

ترجمہ ظرف مکان جیسے حیث۔ قدام۔ تحت اور فوق جس وقت کہ یہ مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو (تو مبنی ہوں گے)

محذوف منوی باشد الخ منوی .... نِیَّۃٌ سے اسم مفعول کا صیغہ (یعنی ارادہ کیا ہوا۔ اس صورت میں دونوں اسم یعنی قبلُ۔ بعدُ مضاف الیہ کے اس شدت سے محتاج ہوتے ہیں کہ محذوف ہونے کے باوجود بھی نیت میں اس کا موجود رہنا ضروری ہوتا ہے اس لئے اپنے معنے پر دلالت کرنے میں یہ حروف کے مشابہ ہیں کہ وہ بھی اپنے معنے کے بیان کرنے میں کسی دوسرے لفظ کے محتاج ہوا کرتے ہیں اس لئے مبنی ہوتے ہیں۔

تشریح قولہ ظرف مکان۔ ظرف مکان کی بھی دو قسمیں ہیں اوّل وہ جو تعین مکان کے ساتھ استعمال کئے جاتے ہوں جیسے دار۔ بیت۔ بلدۃ۔ قریۃ۔ مدینۃ۔ وغیرہ یہ سب کے سب معرب ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ ظرف مکان جو ابہام کے ساتھ مکان پر دلالت کرتے ہیں وہ سب کے سب مبنی ہوتے ہیں جیسے حیث (جس جگہ) قدّام (آگے) تحت (نیچے) فوق (اوپر)

ف۔ ایک حیث تعلیلیہ ہوتا ہے جو علت کے معنی دیتا ہے اس کو حیث تعلیلیہ کہتے ہیں۔

ف۲۔ تحت اور فوق کے چار حال ہیں تین حالت میں معرب ہوتے ہیں اور ایک حالت میں مبنی ہوتے ہیں۔ مبنی ہونے کی حالت یہ ہے کہ تحت اور فوق کا مضاف الیہ محذوف ہو اور مراد بھی ہو جیسے من تحتُ (ای من تحت الارض) اور من فوقُ (ای من فوق السماء) اور تین حالت میں معرب ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ تحت اور فوق کا مضاف الیہ نہ ہو جیسے من تحتٍ اور من فوقٍ۔ دوم۔ یہ کہ تحت اور فوق کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو جیسے من تحت الارض۔ سوم یہ کہ مضاف الیہ محذوف ہو اور مراد نہ ہو۔

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل مثالوں میں اسمائے ظروف کو شناخت کرو اور ہر ایک مثال کی ترکیب کرو۔

جئتُکَ اِذْ طَلَعتِ الشمسُ۔ اٰتِیکَ اذا جاء زیدٌ۔ کیف حالُکَ۔ ایّان یوم الدین۔ نصرتُکَ امس۔ ما رأیت زیدًا مذ یوم الجمعۃ۔ ما ضربتُہ قطُّ۔ ید اللّٰہ فوق ایدیھم جلستُ فوقَ فرسٍ اِجلِس حیث جَلَسَ زیدٌ۔ امش قُدَّامَ زیدٍ۔ ضع ھذا فوق السطح۔ فضّلنا بعضھم فوقَ بعضٍ مشیتُ خلفکَ۔ قعدَ زیدٌ تحت الشجر۔ لا اُعطیہ عوضُ۔ اِذا جاءَ نصرُ اللّٰہِ۔ اذا زُلزلت الارض۔ جاء زیدٌ قبلکَ۔ رأیتُ زیدًا قبل یوم الجمعۃ۔ عَرفتُ عمرًا واقبلُ۔ ما رأیتُہ بعدُ۔

ہفتم اسمائے کنایات چوں کَمْ و کَذا کنایت از عدد و کَیْتَ و ذَیْتَ کنایت از حدیث ہشتم مرکب بنائی چوں احد عشر

ترجمہ اسم غیر متمکن کی ساتویں قسم اسمائے کنایات ہیں جیسے کم اور کذا عدد سے کنایہ کیلئے آتا ہے اور کیتُ ذیتُ کنایہ بات سے ہوتا ہے۔ اسم غیر متمکن کی آٹھویں قسم مرکب بنائی جیسے احد عشر

تشریح۔ کنایہ اشارہ مبہم کو کہتے ہیں اور جو اسماء ان پر دلالت کرتے ہیں ان کو اسمائے کنایات کہتے ہیں۔ اسمائے کنایات چار ہیں وہ یہ ہیں۔ کم و کذا و کیت و ذیت۔ کم و کذا دونوں مضاف واقع ہوا کرتے ہیں اور ان کا مابعد مضاف الیہ واقع ہوتا ہے جیسے کذا درھمًا عندی (اتنے اتنے درہم ہیں میرے پاس)۔ کم درھمًا عندك۔ کتنے درہم ہیں تیرے پاس؟۔ یہ دونوں مبہم عدد کے لئے آتے ہیں۔ کم استفہامیہ بھی ہوتا ہے اور خبریہ بھی۔ اول کی مثال کم درھمًا عندک؟ تمہارے پاس کتنے درہم ہیں؟ یہاں سوال مقصود ہے اور دوسرے کی مثال جیسے کم درھمًا انفقتُہٗ (کتنے ہی درہم میں نے خرچ کر ڈالے) یہاں استفہام نہیں بلکہ خبر مراد ہے اور کذا صرف خبر کے لئے آتا ہے جیسے عندی کذا رجلًا (میرے پاس اتنے اتنے آدمی ہیں)

قولہ کیت و ذیت۔ یہ دونوں مبہم بات کے لئے آتے ہیں جیسے سَمِعْتُ کَیْتَ وَ کَیْتَ (میں نے ایسا ایسا سُنا ہے۔ اور قُلْتُ ذَیْتَ وَ ذَیْتَ (میں نے ایسا ایسا کہدیا)

ف ۱۔ اسمائے کنایات سے یہاں وہ اسماء مراد ہیں جو مبنی ہوتے ہیں اس کے برعکس جو معرب ہوتے ہیں وہ مراد نہیں ہیں جیسے مرد سے کنایہ فلانٌ اور عورت سے کنایہ فلانۃ ہے کیونکہ یہاں صرف مبنیات کا بیان ہو رہا ہے۔

ف ۲۔ کم استفہامیہ معنی کے اعتبار سے ہمزۂ استفہام کے مشابہ ہے جو حرف ہے اس لئے مبنی ہے۔ اور کم خبریہ کم استفہامیہ پر محمول ہے اس لئے وہ بھی مبنی ہوتا ہے۔

قولہ کذا۔ اسم کنایہ ہے جیسے کہ کم ہے اس لئے دونوں عدد مبہم کے لئے بطور کنایہ آتے ہیں مگر کذا مرکب ہے کاف تشبیہ۔ ذا۔ اسم اشارہ سے۔ چونکہ اس کے اجزاء مبنی ہیں تو جو ان سے مرکب ہے وہ بھی مبنی قرار دیا گیا ہے مگر کذا کے معنے اب ترکیبی نہیں ہیں بلکہ کم جس طرح عدد مبہم کیلئے آتا ہے کذا بھی عدد مبہم کیلئے استعمال ہوتا ہے

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل امثلہ میں اسمائے کنایات کو شناخت کرکے ہر ایک مثال کی ترکیب کرو۔ کم درھمًا عندك۔ ملکتُ کذا کذا درھمًا۔ قلت کیت وکیت انی قلتُ لِشاکرٍ کیتَ و ذیت۔

تشریح۔ مرکب بنائی کا تعلق صرف ان اعداد سے ہے جن میں حرف عطف واؤ پوشیدہ ہوتا ہے اور اس حرف کے معنی کی وجہ سے اس مرکب کا نام مرکب بنائی ہے۔ اعداد میں احد عشر سے لیکر تسعۃ عشر تک مرکب بنائی کہلاتا ہے۔

تنبیہ۔ ان کی تفصیل مرکب بنائی کی تشریح میں گذر چکی ہے۔

فصل بدانکہ اسم بر دو ضرب ست معرفہ ونکرہ بمعرفہ آن ست کہ موضوع باشد برائے چیزی معین وآں برہفت نوع ست اول مضمرا دوم اعلام چوں زیدؐ وعمروؐ سوم اسمائے اشارات چہارم اسمائے موصولہ وایں ہر دو قسم را مبہمات گویند

ترجمہ۔ جاننا چاہئے کہ اسم کی دو قسمیں ہیں معرفہ ونکرہ۔ معرفہ اس اسم کو کہتے ہیں جو معین چیز کیلئے بنایا گیا ہو اور اسکی سات قسمیں ہیں اول مضمرات دوم اعلام جیسے زید عمرو وغیرہ۔ تیسرے اسمائے اشارات چوتھے اسمائے موصولہ اور ان دونوں قسموں کو مبہمات کہتے ہیں

تشریح۔ قولہ۔ اسم بر دو ضرب ست الخ ضرب کے معنی بہت سے آتے ہیں مگر یہاں قسم کے معنی میں مستعمل ہے۔

قولہ معرفہ۔ مصدر ہے جس کے معنے شناخت کرنے کے آتے ہیں۔ نحوی اصطلاح میں اس اسم کو کہتے ہیں جس کی وضع خاص معین چیز کیلئے ہوئی ہو مثلاً زید۔ عمرو۔ بکر وغیرہ۔ کہ یہ تمام اسمار خاص خاص ذاتوں کے لئے وضع کئے گئے ہیں جو معین اور مشخص ہیں۔ **قولہ** موضوع باشد برائی چیز۔ جنس ہے جس میں معرفہ ونکرہ دونوں شامل ہیں۔ **قولہ** معین۔ فصل ہے اس قید سے نکرہ نکل گیا اس لئے کہ وہ معین چیز کے لئے موضوع نہیں ہوتا ہے **قولہ** وآں برہفت نوع ست الخ یعنی معرفہ کی سات قسمیں ہیں۔ **قولہ** اول مضمرات۔ مثلاً ہو۔ انت۔ کم۔ کِ۔ انا وغیرہ۔ جیساکہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ف۔ اگرچہ اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے ضمیریں کسی خاص معین چیز کا نام نہیں ہیں لیکن جب استعمال کی جاتی ہیں تو کسی خاص چیز ہی کے لئے استعمال کی جاتی ہیں اور یہ چیز ان کی وضع میں ملحوظ ہوتی ہے اسلئے معرفہ ہیں ضمیر متکلم تمام معرفہ کے اقسام میں اعلیٰ درجہ کا معرفہ ہے کیونکہ اس میں تعین کامل ہوتا ہے اس لئے نحوی ضمیر متکلم کو اَعْرَفُ المعارف کہتے ہیں

قولہ۔ دوم اعلام۔ عَلَمؔ کی جمع اعلام ہے۔ لغت میں اس کے معنی نشانی، علامت اور جھنڈے وغیرہ کے آتے ہیں مگر اصطلاح میں اس اسم کو کہتے ہیں جو کسی خاص معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو اور ایک وضع سے کسی دوسرے کو شامل نہ ہو جیسے زیدؔ وعمروؔ وغیرہ کہ یہ اسمار خاص اشخاص کے لئے وضع کئے گئے ہیں اور اس وضع میں کسی دوسرے کو شامل نہیں ہیں اگرچہ دوسری وضع سے دوسرے اشخاص کا نام بھی زیدؔ عمرؔ ہو سکتا ہے۔ مگر یہ دوسری وضع چونکہ پہلی وضع سے مختلف ہوگی اس لئے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے کہ زید مثل وضع ثانی اور وضع ثالث کے اعتبار سے چند اشخاص کا نام ہو جائے بہرحال یہ تعریف جامع ومانع ہے۔ عَلَمؔ کو عَلَمؔ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اس چیز کیلئے نشان اور علامت کا کام دیتا ہے

قولہ۔ سوم اسمائے اشارات۔ جیسے ہذا۔ ہذان۔ ذلک ہٰولاء وغیرہ۔

قولہ۔ چہارم اسمائے موصولہ۔ جیسے الذی۔ الذان۔ التی۔ اللاتی وغیرہ۔

قولہ وایں دو قسم را مبہمات گویند۔ مراد یہ ہے کہ اسمائے موصولہ اور اسمائے اشارات کو نحاۃ لفظ مبہمات سے بھی تعبیر کیا کرتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اسمائے اشارات بغیر مشار الیہ کے اور اسمائے موصولہ بدون صلہ کے سننے والے کی نظر میں مبہم ہوتے ہیں۔ اور مشار الیہ سے اسمار اشارہ کی وضاحت ہوتی ہے اور جملہ صلہ سے اسم موصول کی توضیح ہوا کرتی ہے۔ مُبہمات کا واحد مُبہمۃؔ ہے صیغہ اسم مفعول مؤنث کا باب افعال سے آتا ہے۔ مصدر ابہام ہے۔

پنجم معرفہ بہ ندا چوں یَا رَجُلُ ششم معرفہ بالف ولام چوں اَلرَّجُلُ
ہفتم مضاف بیکے ازینہا چوں غُلَامُہٗ وغُلَامُ زَیْدٍ وغُلَامُ ھٰذَا
وغُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ

ترجمہ۔ پانچویں قسم معرفہ بہ ندا ہے جیسے یَا رَجُلُ چھٹے معرفہ بالف ولام جیسے الرجل
ساتویں ان میں سے ایک کی جانب مضاف ہو جیسے غُلَامُہٗ۔ غُلَامُ زَیْدٍ غُلَامُ ھٰذَا
غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ

تشریح۔ قولہ پنجم معرفہ بہ ندا۔ معرفہ حرف ندا کے ذریعہ سے اسم نکرہ ہوا کرتا ہے جیسے یا صبی ہر بچہ کو صبی کہہ سکتے ہیں۔ مگر جب کہ اس پر یا حرف ندا داخل کیا گیا تو یا صبی مخصوص بچے کے لئے ہو گیا جس کو پکارنا مقصود ہے۔ یاد رکھو کہ حرف ندا معرفہ پر بھی داخل ہوتا ہے۔ جیسے یا زَیْدُ مگر یہاں پر مقصد زید کو متوجہ کرنا ہے۔

قولہ معرفہ بالف ولام۔ اسم نکرہ پر کبھی الف ولام تعریف کا داخل کر کے اس کو معرفہ بنایا جاتا ہے جیسے الرجل رجل سے ہر مرد کو مراد لے سکتے ہیں مگر الرجل سے مراد خاص مرد ہے۔ اور اگر کسی نکرہ پر الف ولام تعریف کا داخل نہ کیا جائے بلکہ تحسینِ کلام یا کسی دوسرے مقصد کے لئے ہو وہ اس میں داخل نہیں ہے۔

قولہ ہفتم مضاف بہ یکے از ینہا۔ یعنی وہ اسم بھی معرفہ ہی شمار کیا جاتا ہے جو بذات خود تو معرفہ نہیں ہوتا مگر معرفہ بہ ندا کے سوا باقی پانچ قسموں میں سے کسی خاص قسم کی طرف (اضافت معنوی) ...... مضاف ہو رہا ہو۔ معرفہ بہ ندا کا استثناء اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کی طرف عموماً کوئی اسم مضاف نہیں ہوا کرتا جیسے غُلَامُہٗ اس میں غلام اسم نکرہ ہے مگر ضمیر کی طرف مضاف ہو رہا ہے (یعنی اس کا غلام) ضمیر خود چونکہ معرفہ ہے اس لئے اس کی طرف جو لفظ مضاف ہوگا وہ بھی معرفہ بن جائے گا۔ ظاہر ہے کہ غلامٌ جب تک مضاف نہیں تھا ہر غلام پر صادق آسکتا تھا لیکن جب غلامُہٗ اضافت کے ساتھ کہدیا گیا تو اب یہ ہر غلام پر صادق نہیں آئے گا۔ بلکہ اس سے مراد صرف وہ غلام ہو سکے گا جو اس خاص شخص کا غلام ہوگا جس کا مرجع یہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

قولہ غلامُ زیدٍ (زید کا غلام) یہ اس کی مثال ہے کہ غلام جو نکرہ تھا اسم علم کی طرف مضاف ہو کر معرفہ بن گیا ہے۔

قولہ غلامُ ہذا (اس مرد کا غلام) یہ اس کی مثال ہے کہ غلام جو نکرہ تھا وہ اسم اشارہ کی طرف مضاف ہو کر معرفہ بن گیا ہے

قولہ غلام الذی عندی (اس شخص کا غلام جو میرے پاس ہے) یہ اس کی مثال ہے کہ غلام جو نکرہ تھا۔ اسم موصول کی طرف مضاف ہو کر معرفہ ہو گیا ہے۔ اس میں غلام مضاف۔ الذی اسم موصول۔ عند مضاف۔ ی ضمیر متکلم مضاف الیہ

وغلامُ الرَّجُل ونکرہ آن ست کہ موضوع باشد برائے چیزی غیر معین چوں رَجُلٌ وفَرَسٌ بدانکہ اسم بر دو صنف ست مذکر ومؤنث۔ مذکر آنست کہ در وعلامت تانیث نہ باشد چوں رَجُل

ترجمہ۔ غلام الرجل۔ نکرہ وہ ہے جو کسی غیر معین چیز کے لئے بنایا گیا ہو جیسے رجل اور فرس۔ جاننا چاہیے کہ اسم کی دو قسمیں ہیں مذکر اور مؤنث۔ مذکر وہ اسم کہلاتا ہے جس میں علامت تانیث موجود نہ ہو جیسے لفظ رجل وغیرہ۔

مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ثبت فعل محذوف کے متعلق ہو کر صلہ۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر مضاف الیہ غلام کا ہوگا۔

تشریح۔ قولہ غلام الرجل (خاص مرد کا غلام) یہ اس کی مثال ہے کہ غلام جو نکرہ تھا معرف باللام کی طرف مضاف ہو کر معرفہ بن گیا ہے **قولہ** نکرہ آن ست۔ نکرہ وہ اسم کہلاتا ہے جس کو واضع نے غیر معین شئے کے لئے وضع کیا ہو جیسے امرأۃ۔ آب۔ ابن کہ خاص شخص کے لئے یہ کلمات وضع نہیں کئے گئے بلکہ ہر عورت کو امرأۃ اور ہر باپ کو آب اور ہر بیٹے کو ابن کہہ سکتے ہیں۔

ف۔ کبھی قرینہ کی وجہ سے نکرہ شئی معین پر بھی دلالت کیا کرتا ہے جیسے عندی رجلٌ یہاں پر ظاہر ہے کہ خاص مرد ہی مراد ہے۔ تو ایسے نکرہ کو نحوی نکرہ مخصصہ کہتے ہیں۔

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل مثالوں میں معرفہ کی اقسام بتاؤ اور ہر ایک مثال کی ترکیب بھی کرو۔ انا یوسف هذا اخی۔ هذا عَبْدُكَ۔ حِلمُ الرجلِ عونُه۔ حِرفَةُ المَرءِ كنزُه۔ كلامُ اللهِ۔ دواءُ القلبِ ابنُ الكرامِ۔ الصوم جُنَّةٌ قيل القلوبِ۔ نحن مستغفرون۔ طابَ مَن وَثِقَ باللهِ۔ صبرك يورث الخير وصمت الجاهل سُترَةٌ۔ هذا ما كنزتم۔ هٰذِهِ اُختِي۔ هو ابن عبيدي۔ الصلوة عماد الدين۔ الزكوة يزكي المال الحج مطهر۔ ذكر الله طمانينة القلب۔ لذكر الله اكبر۔ الله يعلم ما تصنعون۔ ذلكم الشيطان يخوف اولياءه۔ كتابُ اللهِ۔ هو كلامُ الرسولِ۔ اولئك عبادُ اللهِ۔ يا سليمان ظفوت۔

قولہ اسم بر دو صنف است۔ اسم کے چند اقسام مختلف تقسیم کے ساتھ پہلے گزر چکے ہیں۔ یہ اسم کے اقسام تذکیر۔ تانیث کے لحاظ سے ہیں۔ صنف بمعنے قسم جمع اقسام آتی ہے۔

قولہ مذکر ومؤنث۔ مذکر صیغہ اسم مفعول تذکیر سے ہے اور مؤنث صیغہ اسم مفعول تانیث سے ہے۔ ہر جاندار کے نر کو ذکر، مذکر کہتے ہیں جمع ذکور، مذکورون اور ہر جاندار کی مادہ کو انثیٰ اور مؤنث کہتے ہیں جمع اناث، مؤنثون۔

قولہ مذکر آن ست۔ اصطلاح میں مذکر ایسے اسم کو کہا جاتا ہے جس میں علامت تانیث نہ ہو۔

ومؤنث آں ست کہ درو علامت تانیث باشد چوں اِمرأۃٌ و علامت تانیث چہار است تا چوں طلحۃٌ والف مقصورہ چوں حُبلٰی والف ممدودہ چوں حمراء

ترجمہ۔ مؤنث وہ کلمہ ہے جس میں علامت تانیث موجود ہو جیسے امرأۃ۔ علامت تانیث چار ہیں اوّل تا، جیسے طلحۃ۔ دوم الف مقصورہ جیسے حُبلٰی۔ سوم الف ممدودہ جیسے حمرآء۔

تشریح قولہ مؤنث آں ست الخ یہاں سے مؤنث کی تعریف بیان کرتے ہیں کہ اس اسم کو مؤنث کہا جاتا ہے کہ جس میں کوئی علامت تانیث موجود ہو جیسے ضَارِبَۃٌ۔ حُبلٰی وغیرہ۔

قولہ وعلامت تانیث چہار است۔ مذکر و مؤنث ہونا اسم کی خاصیت ہے اور پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ فعل کو فاعل ہی کے اعتبار سے مذکر و مؤنث بولتے ہیں یہاں علامت تانیث کا بیان ہوتا ہے تانیث کے لئے چار علامتیں مقرر ہیں۔

قولہ (ا) تا، چوں طلحۃٌ یعنی پہلی علامت یہ ہے کہ اس اسم کے آخر میں تا، لگی ہوئی ہو جیسے طلحۃ کہ ایک صحابی کا نام بھی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ اس اسم کو اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مصنف اس پر متنبہ کرتا ہے کہ معنی کے اعتبار سے مؤنث ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ آخر میں تا، کا ہونا ہی کافی ہے طلحۃ جب کہ مرد کا نام ہو معنوی حیثیت سے اگرچہ مؤنث نہیں ہوتا مگر لفظاً مؤنث ہی شمار کیا جاتا ہے۔

ف۔ جس کلمہ کے آخر میں ۃ لگی ہوئی ہو وہ مؤنث شمار ہوتا ہے خواہ وہ مذکر کا نام ہی کیوں نہ ہو جیسے طلحۃ جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے ایک صحابی کا نام نامی ہے مگر ۃ لگنے کی وجہ سے مؤنث کہلاتا ہے۔ لیکن ایک بات اور قابل توجہ ہے کہ مؤنث کی علامت حرف اصلی کے علاوہ ہوتی ہے مطلب یہ کہ جو ۃ اصلی ہو اور وہ مؤنث کی علامت نہ ہو اس کے ہونے سے اسم مؤنث نہیں کہلائے گا۔

قولہ الف مقصورہ۔ جو الف کھینچکر نہیں پڑھا جاتا اس کو الف مقصورہ کہتے ہیں ایسے الف کو عموماً بشکل یائے معروف لکھتے ہیں اور اس پر کھڑا زبر لکھ دیا جاتا ہے جیسے حُبلٰی۔ مقصورہ صیغہ اسم مفعول ہے بمعنے کم کیا ہوا۔

ف۔ کسی کلمہ کے آخر میں اگر الف مقصورہ ہو اور وہ الف مقصورہ کلمہ کا جزو ہو تو وہ کلمہ الف مقصورہ کی وجہ سے مؤنث نہیں کہلائے گا جیسے موسٰی۔ عیسٰی تو شرط یہ ہے کہ وہ الف مقصورہ کلمہ کا جزو نہ ہو بلکہ علامت تانیث ہو جیسے حُبلٰی۔

قولہ۔ الف ممدودہ۔ الف ممدودہ وہ الف کہلاتا ہے جو کھینچ کر پڑھا جائے جیسے حمراء (سُرخ رنگ والی چیز یا سُرخ عورت)۔ اس الف کے بعد ہمزہ بھی لکھا جاتا ہے۔ ممدودہ صیغہ اسم مفعول چونکہ یہ الف کھینچ پڑھا جاتا ہے اس لئے اس کو ممدودہ کہتے ہیں۔ ممدودہ بمعنے کھینچا ہوا۔ یاد رکھو کہ جس لفظ میں ان تین علامات تانیث میں سے کوئی علامت پائی جائے اس کو مؤنث قیاسی کہا جاتا ہے۔ **ف**۔ فضلاء کے

وتای مقدره چوں أَرْضٌ که در اصل أَرْضَةٌ بوده است بدلیل أُرَيْضَةٌ زیرا که تصغیر اسماء را باصل خود بر دو ایں رامؤنث سماعی گویند و بدانکه مؤنث بر دو قسم است حقیقی و لفظی حقیقی آن ست که بازای او حیوانی مذکر باشد چوں امْرَأَةٌ که بازای او رَجُلٌ است ناقةٌ که بازای او جَمَلٌ است

ترجمہ۔ چہارم تائے مقدرہ جیسے ارض کہ اصل میں ارضۃٌ تھا اس کی دلیل اریضۃٌ تصغیر ہے کیونکہ تصغیر اسماء کو اصلی مادہ کی جانب لی جاتی ہے اور اس مؤنث کو مؤنث سماعی کہتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ مؤنث کی دو قسمیں ہیں۔ مؤنث حقیقی اور مؤنث لفظی۔ مؤنث حقیقی وہ کہلاتا ہے کہ اسکے مقابلہ میں کوئی جاندار مذکر موجود ہو جیسے امرأۃ کہ اسکے مقابلہ میں رجل موجود ہے اور ناقۃ کہ اسکے مقابلہ میں جمل موجود ہے

وزن پر جو بھی اسم آتا ہے وہ مؤنث کہلاتا ہے۔ اور یہ اسم اکثر صیغۂ صفت ہوتا ہے جیسے صفراء (زرد رنگ کی عورت)

تشریح۔ **قولہ** تائے مقدرہ۔ یعنی تاء کا مقدر ہونا بھی علامت تانیث ہے یہ تاء اگرچہ لفظاً موجود نہیں ہوتی مگر اس کے وجود کو مقدر مانا جاتا ہے۔

قولہ چوں ارضٌ۔ ارض بمعنے زمین اس کی جمع اَرَضون۔ دیکھو اس میں لفظوں میں ت موجود نہیں مگر تائے مقدرہ ہے کیونکہ اصل میں یہ ارضۃ تھا دلیل اس کی یہ ہے کہ اَرْضٌ کی تصغیر اُرَیضۃٌ آتی ہے۔ اور یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ تصغیر میں تمام حذف کئے ہوئے حروف واپس لوٹ آیا کرتے ہیں اور حروف اصلی پوری طرح ظاہر ہو جاتے ہیں لہٰذا اس کی تصغیر میں تاء کا موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اصل میں موجود تھی مگر کسی وجہ سے حذف کر دی گئی تھی۔

ف۔ تصغیر باب تفعیل کا مصدر ہے جس کے معنے چھوٹا کرنا کے آتے ہیں جب کسی کلمہ میں حقارت کے معنی پیدا کرنے ہوتے ہیں تو اسم جامد کو فعیل یا فعیلۃ وغیرہ کے وزن پر کر دیتے ہیں اسے تصغیر بن جاتی ہے۔ جیسے رجل کی تصغیر رُجَیل فعیل کے وزن پر آتی ہے جس کے معنے ہوئے حقیر آدمی۔ ایسے ہی شاۃٌ کی تصغیر شُوَیۃٌ بروزن فعیلۃ آتی ہے اور کبھی تصغیر سے حقارت مطلوب نہیں ہوتی بلکہ محبت کے معنے پیدا کرنے مقصود ہوتے ہیں۔ جیسے ابن کی تصغیر بُنَین میں محبت مطلوب ہے۔ **قولہ** وایں رامؤنث سماعی گویند۔ مراد یہ ہے کہ جس مؤنث میں علامت تانیث تائے مقدرہ ہو اس کا لقب مؤنث سماعی ہے۔ مؤنث سماعی ایسے مؤنث کو کہتے ہیں کہ جس میں بظاہر کوئی علامت تانیث موجود نہ ہو بلکہ کلام عرب سننے پر موقوف ہو اس لئے مؤنث سماعی محفوظ کرنا نہایت اہم ہے۔ ہم مبتدی طلبہ کو کچھ اقسام مؤنث سماعی کے بتاتے ہیں۔ اول کلام عرب میں جس قدر الفاظ اعضائے جسمانی کے لئے استعمال ہوتے ہیں جیسے اُذن کان۔ عین۔ آنکھ رجل پاؤں وغیرہ سب کے اسماء مؤنث سماعی ہیں سوائے خد بمعنے رخسارہ اور حاجب بمعنے ابرو کے۔ دوم شراب کے تمام نام مؤنث سماعی ہیں جیسے خمر۔ سوئم ہوا کے تمام نام مؤنث سماعی جیسے ریح چہارم دوزخ کے تمام اعلام مؤنث سماعی ہیں جیسے سعیر۔ جحیم۔ سقر وغیرہ مؤنث سماعی کی تفصیل ادب کی بڑی کتابوں سے تم کو معلوم ہو جاوے گی۔

قولہ حقیقی آن ست الخ یعنی اصطلاح میں مؤنث حقیقی اسے کہتے ہیں جس کے مقابلہ میں کوئی جاندار مذکر

و لفظی آن ست کہ بازای او حیوانی مذکر نہ باشد چوں ظلمۃٌ و قوۃٌ بدانکہ اسم بر سہ قسم ست واحد و مثنی و مجموع۔ واحد آن ست کہ دلالت کند بر یکے چوں رجلٌ۔ و مثنی آن ست کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف یا یای ماقبل مفتوح و نونی مکسورہ با آخرش پیوند چوں رجلانِ و رجلَینِ

ترجمہ۔ اور مؤنث لفظی وہ ہے کہ اسکے مقابلہ میں کوئی جاندار مذکر موجود نہ ہو جیسے ظلمۃٌ۔ قوۃٌ۔ جاننا چاہیے کہ اسم کی تین قسمیں اور ہیں واحد۔ تثنیہ۔ اور جمع۔ واحد وہ اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے جیسے رجل۔ مثنی وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے اس طرح پر کہ اسکے آخر میں الف اور نون مکسور اور یا حرف یا، ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ آخر میں لگا ہوا ہو جیسے رجلان رجلین۔

جیسے امرأۃ اور ناقۃ (عورت اور اونٹنی) ان کے مقابلہ میں جاندار نر رجل اور جمل (آدمی اور اونٹ) موجود ہیں کیونکہ حقیقت میں مؤنث وہی ہے جس کے مقابلہ میں کوئی جاندار موجود ہو۔ حقیقی میں یائے نسبت ہے (حقیقت والا)

تشریح۔ قولہ لفظی آن ست الخ۔ مؤنث لفظی اس مؤنث کا لقب ہے کہ لفظوں کے لحاظ سے مؤنث کہلاتا ہو اس کے مقابل کوئی نر جاندار موجود نہ ہو۔ چنانچہ کلام عرب میں ایسے تمام کلمات ہیں جن میں علامت تانیث لگی ہوئی ہے۔ اور جاندار مؤنث کے لئے وضع نہیں کئے گئے ہیں مؤنث لفظی کہلاتے ہیں۔ جیسے ظلمۃٌ، قوۃٌ وغیرہ۔ دیکھو ان کے مقابلہ میں نور۔ ضعف کلمات موجود ہیں مگر جاندار پر دلالت نہیں کرتے۔ اس لئے ظلمۃٌ۔ قوۃٌ قدرۃٌ۔ وغیرہ مؤنث لفظی ہیں۔

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل امثلہ میں ہر کلمہ میں مذکر و مؤنث کی قسمیں بتاؤ اور ہر مثال کی ترکیب بھی کرو۔

سلامۃ الانسان فی حبس النفس۔ الدنیا محفوفۃٌ بالرزایا۔ السماء منفطرۃٌ۔ القیامۃُ واقعۃٌ۔ دولۃ الملوک العدل۔ الشیخان افضل الصحابۃ۔ ہذہ ناقۃ اللہ۔ ارض اللہ واسعۃٌ۔ سادۃ الامۃِ الفقہاءُ۔ ہی بقرۃٌ صفراء۔ الشمس تکوّر۔ دولۃُ الارذال آفۃ الرجال۔ الملئکۃُ عبادٌ مکرمون۔ الشاۃ نظیفۃٌ۔ ہذہ نسیمۃ۔ خلق الارض فی یومین۔

قولہ و واحد آن ست الخ وَحدۃٌ (اکیلا ہونا) سے یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنے (ایک) اصطلاح میں اس اسم کو کہتے ہیں جو ایک پر دلالت کرے جیسے رجلٌ (ایک مرد)۔

قولہ مثنی آن ست الخ مثنیٰ وہ اسم ہے جو کہ دو چیزوں پر دلالت کرے اس کے مفرد کے آخر میں بحالت رفعی الف اور نون مکسورہ اور بحالت نصبی اور جری یائے ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ لگا یا جائے جیسے ضاربان۔ رجلان۔ ضاربین۔ رجلین۔ لہذا کلا۔ کلتا کو تثنیہ نہ کہا جائے گا۔ کیونکہ اگرچہ یہ بھی دو پر دلالت کرتے ہیں مگر اُن کے مفرد کے آخر میں الف اور نون مکسورہ پایا جائے اور نون مکسورہ

ومجموع آن ست کہ دلالت کند بر بیش از دو بسبب آنکہ تغییری در واحدش کردہ باشند لفظاً چوں رِجَالٌ یا تقدیراً چوں فُلْکٌ کہ واحدش نیز فُلْکٌ است بروزن قُفْلٌ و جمعش ہم فُلُکٌ بروزن اُسُدٌ

ترجمہ۔ اور جمع وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے اس طرح پر کہ اس کے واحد میں کوئی تغیر کر دیا جائے وہ تغیر لفظاً ہو جیسے رجالٌ اور خواہ وہ تبدل تقدیراً ہو جیسے فلکٌ کہ اس کا واحد بھی فلکٌ ہے لیکن قفلٌ کے وزن پر اس کی جمع بھی فلکٌ ہے مگر اسدٌ کے وزن پر۔

نہیں لگایا گیا ہے۔ اسی طرح اثنان۔ اثنتان میں اگرچہ الف و نون لگا ہے مگر یہ کسی اسم مفرد میں لگے ہوئے نہیں ہیں کیونکہ اثنان، اثنتان کا مفرد استعمال نہیں ہوتا۔

ف۔ تثنیہ کا نون مکسور اس لئے ہوتا ہے کہ جمع مذکر سالم سے التباس واقع نہ ہو کیونکہ اس کا نون مفتوح ہوتا ہے اسی طرح تثنیہ میں یا سے قبل فتحہ ہوتا ہے اور جمع مذکر سالم میں یاء سے قبل کسرہ ہوتا ہے۔

تشریح۔ قولہ، ومجموع آن ست۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اصطلاح نحویین جمع اس اسم کا لقب ہے جو کہ دو سے زیادہ پر دلالت کرے اس طرح کہ اس کے واحد میں تغیر کیا جائے۔ یاد رکھو کہ تغیر کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں ہم مبتدی طلبہ کی سہولت کے لئے قدرے تفصیل درج کرتے ہیں۔ اول مفرد کے لفظ اور حرکتوں میں معمولی سا تغیر کرکے جمع بناتے ہیں۔ جیسے رجلٌ سے رجالٌ جبل سے جبال۔ دوم کبھی لفظوں میں بالکل تغیر نہیں کرتے محض تغیر کو تقدیراً تسلیم کر لیتے ہیں جیسے فُلْکٌ کشتی واحد بھی ہے اور جمع بھی۔ لیکن واحد کو بروزن قُفْل (تالا) تسلیم کرتے ہیں اور جمع کو اُسُدٌ کے وزن پر تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اُسُدٌ جمع ہے اَسد کی۔ سوم کبھی مفرد کے تمام الفاظ بدلتے ہیں جیسے اَمرأۃ کی جمع نساء۔ ذو کی جمع اولو۔ چہارم کبھی مفرد کے آخر واو نون یا یاء نون لگاتے ہیں جیسے مسلم سے مسلمون۔ مسلمین۔ پنجم مفرد کے آخر میں الف اور تاء لگاتے ہیں جیسے مؤمنۃٌ سے مؤمنات۔

ف۔ بعض الفاظ ایسے ہیں کہ وہ درحقیقت جمع نہیں ہوتے مگر جمع کے معنے دیتے ہیں جیسے رھط (قبیلہ) قوم (جماعت) طائفہ (جماعت) وغیرہ۔

بدانکہ جمع باعتبار لفظ بر دو قسم است جمع تکسیر و جمع تصحیح۔ جمع تکسیر آن است کہ بنائے واحد در وے سلامت نہ باشد چوں رِجَال و مَسَاجِد۔ و اوزانِ جمع تکسیر در ثلاثی بسماع تعلق دارد و قیاس را در وے مجال نیست اما در رباعی و خماسی بروزن فَعَالِلُ آید چوں جَعْفَر و جَعَافِر و جَحْمَرِش و جَحَامِر بحذف حرف خامس۔ و جمع تصحیح آن است کہ بنائے واحد در وے سلامت ماند و آں بر دو قسم است جمع مذکر و جمع مؤنث۔

ترجمہ۔ جاننا چاہیے کہ جمع لفظ کے اعتبار سے دو قسم پر ہوتی ہے۔ جمع تکسیر، جمع تصحیح۔ جمع تکسیر وہ ہے جس میں واحد کا وزن اس میں محفوظ نہ رہے جیسے رجال اور مساجد۔ ثلاثی میں جمع تکسیر کے اوزان سننے سے تعلق رکھتے ہیں قیاس کو اس میں دخل نہیں اور رہی رباعی اور خماسی میں تو جمع تکسیر فعالل کے وزن پر آتی ہے جیسے جعفر سے جعافر اور جحمرش سے جحامر پانچویں حرف کے حذف کرنے کے ساتھ۔

جمع تصحیح۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ واحد کا وزن اس میں بالکل محفوظ ہے۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں جمع مذکر اور جمع مؤنث۔

تشریح۔ قولہ جمع تکسیر آن است الخ۔ جمع تکسیر کی تعریف یہ ہے کہ جس جمع میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے اس کو جمع تکسیر کہتے ہیں۔ تکسیر مصدر ہے بمعنے توڑنا۔ مثال رَجُل جمع رِجل بکسر الراء بمعنے پاؤں۔ ایسی ہی جمع ید بمعنے ہاتھ۔

قولہ اید جمع تکسیر۔ اَفْعُلٌ کے وزن پر یدٌ بمعنی ہاتھ (وزن) کی جمع ہے۔

ف۔ جمع تکسیر کے اوزان کسی قیاسی قانون کے تابع نہیں بلکہ سماع پر موقوف ہیں اس لئے واحد کی جمع تکسیر بنانے کا کوئی ضابطہ مقرر نہیں یہی وجہ ہے کہ لغات کی کتابوں کی تحت ضرورت پیش آتی ہے۔ کیونکہ ان میں واحد کی جمع کلام عرب سے سماع معتبر کے ساتھ نقل کی گئی ہیں۔

قولہ اما در رباعی و خماسی الخ۔ یاد رکھو کہ جمع تکسیر رباعی اور خماسی سے فعالل کے وزن پر آتی ہے جیسے جعفر سے جعافر اور جحمرش سے جحامر۔ جعفر نام بزرگ۔ جحمرش بمعنے عورت بدصورت۔ بڑھیا۔ جحمرش کی جب جمع بنائی تو اس کے شین کو حذف کر دیا۔

قولہ۔ و جمع تصحیح آن است الخ۔ جمع سالم اور جمع تصحیح وہ جمع کہلاتی ہے کہ اس میں واحد کا وزن بعینہ موجود رہے اس میں تغیر واقع نہ ہو جیسے ناصر کی جمع ناصرون۔ مسلمۃ کی جمع مسلمات۔ تصحیح مصدر بمعنے درست رکھنا۔

پھر اس جمع کی دو قسم ہیں جمع مذکر سالم۔ جمع مؤنث سالم۔

جمع مذکر آنست کہ واوی ماقبل مضموم یا یائی ماقبل مکسور و نونے مفتوح در آخرش پیوند چوں مُسْلِمُوْنَ و مُسْلِمِیْنَ و جمع مؤنث آن ست کہ الفی باتائے باآخرش پیوند چوں مُسْلِمَاتٌ و بدانکہ جمع باعتبار معنی بر دو نوع ست: جمع قلت و جمع کثرت. جمع قلت آن ست کہ بر کم از دہ اطلاق کنند و آں را چہار بناست اَفْعُلٌ مثل اَکْلُبٌ و اَفْعَالٌ چوں اَقْوَالٌ و اَفْعِلَةٌ مثل اَعْوِنَةٌ و فِعْلَةٌ چوں غِلْمَةٌ و دو جمع تصحیح بے الف لام یعنی مُسْلِمُوْنَ و مُسْلِمَاتٌ

ترجمہ - جمع مذکر ایسے کہتے ہیں کہ آخر میں بحالت رفعی واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوح لگا ہوا ہو اور بحالت نصب و جر یا ماقبل مکسور اور نون مفتوح اس کے آخر میں لگا ہوا ہوتا ہے جیسے مسلمون اور مسلمین جمع مؤنث وہ ہے کہ اس کے آخر میں الف اور ت لگائی جائے جیسے مسلمات۔ جاننا چاہیے کہ جمع معنے کے لحاظ سے دو قسم پر ہے جمع قلت، جمع کثرت۔ جمع قلت وہ ہے جو دس سے کم پر بولی جائے اور اس کے چار وزن ہیں یعنی افعل مثل اکلب، افعال جیسے اقوال، افعلة جیسے اعونة، فعلة جیسے غلمة اور دو جمع تصحیح جو بغیر الف لام کے ہوں جیسے مسلمون و مسلمات

تشریح - قولہ - جمع مذکر آن ست - جمع تصحیح کی پہلی قسم کا بیان ہے۔

قولہ - چوں مسلمون - اس مثال میں مفرد کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوح لگایا گیا ہے یہ حالت رفعی کی مثال ہے جیسے جاءنی مسلمون (میرے پاس بہت سے مسلمان آئے)

قولہ و مسلمین - اس مثال میں مفرد کے آخر میں یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوح کا اضافہ کیا گیا ہے یہ حالت نصبی اور جری کی مثال ہے جیسے رأیت مسلمین (میں نے بہت سے مسلمانوں کو دیکھا) و مررت بمسلمین (میں بہت سے مسلمانوں کے پاس سے گذرا)۔

قولہ و جمع مؤنث آن ست الخ - جمع تصحیح کی دوسری قسم کا بیان ہے اس کے مفرد کے آخر میں ایک الف اور تاء بڑھا دی جاتی ہے۔ حالتِ رفعی میں اس تاء پر رفع اور حالت نصبی اور جری میں جر آتا ہے جیسے مسلمةٌ کی جمع مُسْلِمَاتٌ آتی ہے

قولہ بدانکہ جمع باعتبار معنے بر دو نوع ست الخ - جمع کی تقسیم اول لفظ کے اعتبار سے ہے اور یہ جمع کی تقسیم معنے کے لحاظ سے ہے۔ اول جمع قلت - دوم جمع کثرت۔

قولہ جمع قلت آن ست الخ - جمع قلت اس جمع کا لقب ہے جس کا اطلاق تین سے نو تک ہوتا ہو۔ چونکہ اس جمع کا صدق تھوڑے افراد پر ہے اس لئے اس کو جمع قلت کہتے ہیں۔ یاد رکھو کہ جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم جب کہ بغیر الف ولام مستعمل ہو جمع قلت میں داخل ہیں۔

اور جمع تکسیر کے بیشمار اوزان میں سے صرف چار وزن اس کے لئے مخصوص ہیں۔

و جمع کثرت آں ست کہ بر دہ و بیشتر از دہ اطلاق کنند و ابنیہ آں ہر چہ غیر ازیں شش بنا ست۔

ترجمہ۔ اور جمع کثرت وہ ہے جو کہ دس پر یا دس سے زیادہ بولی جاتی ہو اس کے وزن ان (مذکورہ) چھ وزنوں کے علاوہ ہیں۔

اول اَفْعُلٌ دوم افعالٌ سوئم افعلۃٌ چہارم فعلۃٌ

ف۔ جمع تصحیح کی دونوں قسموں پر کبھی کبھی الف ولام استغراق کا لے آیا کرتے ہیں اور اس وقت یہ جمع دس سے زیادہ پر بھی بولی جاتی ہے جیسا کہ آیت میں ہے انَّ المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات۔

تشریح قولہ جمع کثرت آن ست الخ۔ جمع کثرت اس جمع کو کہا جاتا ہے کہ اُس کا اطلاق دس اور دس سے زیادہ چیزوں پر ہوتا ہو جیسے اساود۔

قولہ وابنیہ آں ہر چہ غیر ازیں شش بنا راست۔ ابنیہ کا واحد بناء بمعنے وزن۔ مطلب عبارت یہ ہے کہ جمع کثرت کے اوزان بہت سے ہیں جن کو تفصیل سے بیان کرنا دشوار ہے۔ اجمالی بیان یہ ہے کہ جو چھ وزن جمع قلت کے ہیں ان کے سوا جملہ اوزان جمع۔ سب وزن جمع کثرت ہیں۔

ف۔ یاد رکھو کہ کلام عرب میں جمع کثرت کا وزن جمع قلت کے معنے میں مجازاً استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح جمع قلت کا وزن جمع کثرت کے معنے میں مجازاً استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہ لفظ قروء جو کہ جمع کثرت ہے بمعنے اقراء کہ جمع قلت مجازاً قرآن کریم میں وارد ہے۔ فی قولہ تعالیٰ۔ والمطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء۔

مشقی سوالات

ذیل کی لکھی ہوئی جمع کے صیغوں میں ان سوالات کا جواب دیجئے کہ کون جمع تکسیر ہے اور کون جمع تصحیح اور جمع تصحیح کی کونسی قسم ہے جمع مذکر یا جمع مؤنث اور کون جمع قلت ہے اور کون جمع کثرت۔ اور یہ بھی بتلایئے کہ ان میں کون رباعی کی جمع ہے اور کون خماسی کی جمع ہے اور کون ثلاثی کی جمع ان جمعوں کے واحد بھی لکھکر استاذ کو دکھلایئے۔

مصطفون۔ اخیارٌ۔ اغیارٌ۔ متقون۔ قانتاتٌ۔ مضاجعُ۔ شموسٌ۔ عقارب۔ دَرَاہِمُ۔ قدورٌ۔ آذانٌ۔ ابیاتٌ۔ رِقَابٌ اغربۃٌ۔ اصابعُ۔ قناديل۔ عصافیر۔ بِرَذَوْنٌ۔ صیاقلٌ۔ کلالیبُ۔ سدراتٌ۔ اقطارٌ۔ منادیل۔ علماء۔ انفاس۔ انفس نُفُوس۔ منازلُ۔ الصالحات۔ مصابیح۔ رقباتٌ۔ اَرْجُلٌ۔ طلاب۔ رُسُلٌ۔ مؤمناتٌ۔ دَنَانیر۔ اخبارٌ۔ بیوتٌ۔ صلحاء۔ فقہاء۔ نجومٌ۔ صغارٌ۔ کبارٌ۔ مقاصدُ۔ مساجدُ۔ ملٰئکۃٌ۔ اعمال۔ مُقدّماتٌ۔

مندرجۂ ذیل واحد کے صیغوں کی جمع بناؤ۔ قولٌ۔ فعل۔ ضاربٌ۔ مشرقٌ۔ مغربٌ۔ مسلمۃ۔ صلوٰۃٌ۔ رأس۔ کأسٌ مصباحٌ۔ مدخلٌ۔ عینٌ۔ ذِئبٌ۔ شفۃ۔ غلامٌ۔ ابٌ۔ اخٌ۔ ابن۔ بنت۔ فمٌ۔

فصل بدانکہ اعراب اسم سہ است رفع ونصب وجر اسم متمکن باعتبار وجوہ اعراب برشانزدہ قسم ست اوّل مفرد منصرف صحیح چوں زَیْدٌ دوم مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح چوں دَلْوٌ

ترجمہ ۔ جاننا چاہیے کہ اسم کے اعراب تین ہیں رفع، نصب اور جر اور اسم متمکن اعراب کے اقسام کے لحاظ سے سولہ قسم پر ہے۔ اوّل مفرد منصرف صحیح جیسے زیدٌ۔ دوم مفرد۔ منصرف۔ جاری مجری صحیح۔ جیسے دلوٌ۔

تشریح۔ قولہ ۔ اعراب اسم الخ۔ اعراب اسم کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل اعراب لفظی۔ دوم اعراب تقدیری۔ اعراب لفظی دو طرح پر ہوتا ہے۔ اوّل اعراب بالحرکت دوم اعراب بالحرف۔ اعراب بالحرکۃ تین قسم کا ہوتا ہے اوّل رفع کے ساتھ۔ یہ اعراب ان اسماء پر آئے گا جن پر رفع دینے والا عامل داخل ہو (رفع دینے والوں عاملوں کی تعریف انشاء اللہ آئندہ آئے گی)۔ دوم نصب کے ساتھ۔ یہ اعراب ان اسماء پر آئے گا جن کے شروع میں نصب دینے والا عامل آجائے۔ (نصب دینے والے عاملوں کا بیان بھی آئندہ ہی کریں گے انشاء اللہ)۔ سوم اعراب جر کے ساتھ۔ یہ اعراب ان اسماء پر آتا ہے جن کے شروع میں جر دینے والا عامل آجائے اور جر دینے والے فقط دو ہی ہیں۔ اوّل حروف جارہ۔ وہ سترہ ہیں جن کا بیان عنقریب ہی آنے والا ہے۔ دوم اسم مضاف جو مضاف الیہ کو جر دیا کرتے ہیں۔ اسم متمکن کی اعراب کے لحاظ سے سولہ قسمیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:۔

قولہ ۔ اوّل مفرد۔ منصرف صحیح۔ یعنی پہلی قسم مفرد منصرف صحیح ہے۔ مراد یہ ہے کہ مفرد یعنی تثنیہ یا جمع نہ ہو منصرف سے مراد یہ ہے کہ وہ غیر منصرف نہ ہو دونوں کی تعریفیں عنقریب آرہی ہیں۔ صحیح ہو یعنی غیر صحیح نہ ہو نحویوں کی اصطلاح میں صحیح اس اسم کو کہتے ہیں جو معتل باللام نہ ہو یعنی جس کے لام کلمہ میں حرف علت نہ ہو۔ صرفیوں کے نزدیک عین کلمہ یا فاء کلمہ پر اگر حرف علت ہو تو اس کو بھی غیر صحیح یعنی معتل کہتے ہیں۔ صحیح کی تعریف میں صرفیوں اور نحویوں میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ نحوی کلمہ کے آخری حرف سے بحث کرتے ہیں اس لیے کہ اعراب کا تعلق آخری حرف سے ہوتا ہے۔ اور صرفیوں کی بحث تعلیل سے متعلق ہے اور ان کے نزدیک صحیح وہ ہے جس کے حروف اصلی میں حرف علت نہ ہو مثلاً زید نحویوں کے نزدیک صحیح ہے۔ کیونکہ اس کے آخر میں حرف علت نہیں اور صرفیوں کے نزدیک یہ غیر صحیح ہے۔ کیونکہ اس کے حروف اصلی میں حرف علت حرف یٓ موجود ہے۔

قولہ دوم مفرد جاری مجری صحیح الخ۔ یعنی دوسری قسم یہ ہے کہ مفرد ہو تثنیہ یا جمع نہ ہو اور قائم مقام صحیح کے ہو۔ جاری مجری صحیح نحویوں کی اصطلاح میں اس اسم کو کہتے ہیں جو معتل باللام تو ہو یعنی اس کے لام کلمہ میں حرف علت تو ہو مگر اس سے پہلا حرف ساکن ہو اس وجہ سے اس پر حرکت ثقیل نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کسی تعلیل کو قبول نہیں کرتا جیسے دلوٌ (ڈول) اور ظبیٌ (بمعنے ہرن)۔ اور اس پر اعراب مثل اسم صحیح کے آتا ہے

سوم جمع مکسر منصرف چوں رِجَالٌ رفع شان بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجر بکسرہ چوں جَاءَنِی زَیْدٌ وَدَلْوٌ وَرِجَالٌ وَرَأَیْتُ زَیْدًا وَدَلْوًا وَرِجَالًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَدَلْوٍ وَرِجَالٍ

ترجمہ۔ سوم جمع مکسر منصرف جیسے رجالٌ ان سب کا حالت رفعی میں اعراب ضمہ ہوگا۔ حالت نصبی میں فتحہ اور حالت جری میں ان کا اعراب کسرہ کے ساتھ ہوگا جیسے جاءنی زیدٌ و دلوٌ و رجالٌ رأیت زیدًا و دلوًا و رجالًا اور مررت بزیدٍ و دلوٍ و رجالٍ

تشریح قولہ۔ سوم جمع مکسر منصرف۔ اسم متمکن کی تیسری قسم جمع مکسر ہے جس کو جمع تکسیر بھی کہا جاتا ہے مکسر کی قید سے جمع سالم نکل گئی کیونکہ اس کا اعراب کا بیان عنقریب آئے گا منصرف کی قید سے جمع مکسر غیر منصرف نکل گئی کیونکہ جو جمع مکسر منتہی الجموع یعنی فعالل۔ فعالیل کے وزن پر ہو وہ جمع غیر منصرف ہے جیسے مساجد۔ مصابیح وغیرہ کہ یہ جمع مکسر غیر منصرف ہے۔

قولہ رفع شان بضمہ باشد و نصب بفتحہ و جر بکسرہ یہاں پر تین قسموں کا اعراب کا حال بیان کرتے ہیں۔

اول مفرد منصرف صحیح۔ دوم مفرد منصرف دجار مجرائے صحیح۔ سوم۔ جمع مکسر منصرف کہ حالت رفعی میں یعنی جب کہ ان پر عامل رفع دینے والا داخل ہو تو ان سب کا رفع حرکت ضمہ کے ساتھ ہوگا اور جب ان پر عامل نصب دینے والا داخل ہو تو ان کا نصب حرکت فتحہ کے ساتھ ہوگا اور جب ان پر عامل زیر دینے والا داخل ہو تو ان کا جر حرکت کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ پھر اس کے بعد سب کی مثالیں ذکر کی گئی ہیں

قولہ چوں جاءنی زیدٌ و دلوٌ و رجالٌ۔ زید۔ دلو۔ رجال مرفوع ہیں اس لئے کہ جاء کا فاعل واقع ہو رہے ہیں اس میں زید مفرد منصرف صحیح کی مثال ہے اور دلو مفرد منصرف جاری مجرای صحیح کی مثال ہے اور رجال جمع مکسر منصرف کی مثال ہے (ترکیب مثال) جاء فعل معطوف علیہ ن وقایہ ی متکلم مشابہ مفعول بہ زید معطوف علیہ ... . واو عاطفہ رجال معطوف۔ معطوف علیہ با معطوف فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہے

قولہ رأیت زیدًا و دلوًا و رجالًا۔ اس میں زیدًا۔ دلوًا۔ رجالًا اس لئے منصوب ہیں کہ فعل رأیت کے مفعول بہ ہیں یہ حالت نصبی کی مثال۔ رأیتُ فعل با فاعل اپنے مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہے۔

قولہ مررت بزید و دلوٍ و رجالٍ۔ اس میں تینوں اسماء حرف جار ب کی وجہ سے مجرور ہیں۔ مررتُ فعل با فاعل بزید جار مجرور سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہے۔

چہارم جمع مؤنث سالم رفعش بضمہ باشد و نصب وجر بکسرہ چوں ھُنَّ مُسْلِمَاتٌ و رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ و مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ

ترجمہ۔ اسم متمکن کی چوتھی قسم جمع مؤنث سالم ہے۔ اس کا رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب وجر کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ جیسے ہن مسلماتٌ ورأیتُ مسلماتٍ ومررتُ بمسلماتٍ۔

ف۔ یاد رکھو کہ مبنی کی حرکات کے نام یہ ہیں ضمہ۔ فتحہ۔ کسرہ۔ ضم۔ فتح۔ کسر۔ اور معرب کی حرکات کے نام یہ ہیں رفع۔ نصب۔ جر۔ مگر مجازاً ایک کو دوسرے کے لئے استعمال کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ فاضل علامؒ نے اسم معرب کے اعراب پر متعدد جگہ اسماء حرکات مبنیہ استعمال فرمائے ہیں۔ خوب سمجھ لو۔

مشقی سوالات

ذیل کی مثالوں میں بتاؤ کہ اسم معرب کی سولہ ۱۶ قسموں میں سے کونسی قسم ہے۔ اور رفع و نصب اور جر میں سے کونسی حالت میں ہے ساتھ ہی ساتھ ہر مثال کی ترکیب نحوی بھی لکھکر استاد کو دکھلاؤ۔

نبیُّنا محمدٌ۔ مکۃُ بلدۃٌ مبارکۃٌ۔ قبورُ الصلحاء ریاضٌ۔ ہذا حجرٌ ذہبٌ۔ ہو کتابُ اللہ۔ ذلک الرجل عالمٌ ہی امرأۃٌ عجیبۃٌ۔ انا رجلٌ غریبٌ۔ دخل فی المدینۃ۔ زیدٌ العالم الکبیر۔ وخالد العالم الصغیر۔ دینُ اللہ حقٌّ۔

تشریح قولہ۔ چہارم جمع مؤنث سالم۔ اسم متمکن کی چوتھی قسم کا بیان ہے کہ جو اسم مفرد مؤنث کی جمع سالم الف اور ت کے ساتھ بنائی جائے اس کا اعراب حالت رفعی میں ضمہ کے ساتھ اور حالت نصبی میں کسرہ کے ساتھ ہوگا اور اسی طرح حالت جری میں کسرہ کے ساتھ ہوگا۔ یاد رکھو کہ یہاں پر حالت نصبی حالت جری کے تابع ہے جس طرح کہ جمع مذکر سالم میں حالت جری حالت نصبی کے تابع ہے یہ مؤنث سالم صیغہ اسم فاعل اور صیغہ اسم مفعول کی بنائی جاتی ہے۔

قولہ ہُنَّ مسلماتٌ (وہ سب مسلمان عورتیں) حالتِ رفعی کی مثال ہے کیونکہ یہاں مسلمات خبر ہے ہُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مبتدا ہے۔ **قولہ** ورأیتُ مسلماتٍ (میں نے بہت سی مسلمان عورتوں کو دیکھا) حالتِ نصبی کی مثال ہے کیونکہ یہاں مسلماتٍ مفعول بہ واقع ہو رہا ہے رأیتُ کا۔ اور فعل اپنے مفعول کو نصب دیا کرتا ہے مگر چونکہ جمع مؤنث سالم کا نصب کسرہ کی شکل میں آیا کرتا ہے اس لئے مسلماتٍ پر کسرہ آ رہا ہے۔

قولہ مررتُ بمسلماتٍ (میں بہت سی مسلمان عورتوں کے پاس سے گذرا) حالتِ جری کی مثال ہے کیونکہ مسلمات سے پہلے حرف جر ہے اور حروف جارہ اپنے معمول کو کسرہ دیا کرتے ہیں۔

مشقی سوالات

ذیل کی مثالوں میں سے ہر اسم کو اسم معرب کی سولہ ۱۶ قسموں میں سے بتاؤ کونسی قسم ہے اور حالت رفع، نصب اور جر میں سے کونسی حالت میں ہے ساتھ ہی ترکیب بھی کرو۔ الصالحات قانتاتٌ۔ انکحوا مُسلماتٍ

پنجم غیر منصرف و آں اسمی ست کہ دو سبب از اسباب منع صرف در و باشد و اسباب منع صرف نُہ است عدل

ترجمہ ۔ اسم متمکن پانچویں قسم غیر منصرف ہے ۔ غیر منصرف اس اسم کو کہتے ہیں جس میں دو سبب غیر منصرف کے نو سببوں میں سے پائے جائیں اور غیر منصرف کے نو اسباب یہ ہیں عدل

تشریح قولہ غیر منصرف ۔ غیر منصرف وہ اسم کہلاتا ہے جو کہ دوسرے اسم متمکن کی طرح کسرہ اور تنوین نہ قبول کرتا ہو ۔ نحویوں نے غیر منصرف کی یہ تعریف اور شناخت یہ قرار دی ہے کہ اسباب منع صرف نو ہیں تو جس اسم میں ان اسباب میں دو سبب یا ایک ایسا سبب جو دو سببوں کے قائم مقام ہو موجود ہوں اس کو اسم غیر منصرف کہا جائے گا ۔ اس کا حکم یہ ہو گا کہ اس پر عامل جار کی وجہ سے کسرہ نہ آئے گا اور تنوین آئے گی ۔

ف ۔ مصنف نے فقط دو سبب ہونے سے غیر منصرف قرار دیا وجہ یہ ہے کہ اکثر غیر منصرف میں دو سبب پائے جاتے ہیں ایسا بہت ہی کم ہے کہ فقط ایک سبب جو قائم مقام دو سبب کے ہو پایا جائے اور اس کی وجہ سے غیر منصرف کہا جائے ۔

قولہ عدل ۔ یہاں سے اسباب غیر منصرف کی تفصیل شروع کرتے ہیں ۔ پہلا سبب عدل ہے ۔ عدل کا تفصیلی بیان تو کافیہ کی شروح میں مطالعہ کرو گے اجمالی بیان یہ ہے ۔ عدل کہتے ہیں کہ کوئی اسم اپنا اصل وزن چھوڑ کر دوسرے وزن پر بلا قاعدہ صرفی کے منتقل ہو جائے ۔

ف ۔ عدل مصدر ہے جس کے معنی اعراض کرنے کے آتے ہیں انصاف کو بھی عدل اسی لئے کہتے ہیں کہ اس میں ظلم سے اعراض پایا جاتا ہے لیکن اصطلاحاً عدل اسے کہتے ہیں کہ ایک اسم اپنے اصلی وزن سے دوسرے اسم کی جانب منتقل ہو جائے جیسے عمر ۔ زفر ۔ سے عامر ۔ زافر ۔ یہ انتقال بلا کسی قانون یا قاعدہ کے عمل میں آیا ہے اگر کسی قاعدہ یا قانون کے تحت یہ انتقال وجود میں آئے گا تو اسے تعلیل صرفی سے تعبیر کیا جائے گا ۔ جیسے مقوول سے مقول مبیوع سے مبیع وغیرہ ۔ عدل کی دو قسمیں ہیں ۔ عدل تحقیقی ۔ عدل تقدیری ۔ اول عدل تحقیقی اور یہ وہ ہے کہ جس میں غیر منصرف ہونے کے علاوہ عدل کا کوئی دوسرا ثبوت بھی موجود ہو جیسے ثُلٰث و مَثلث کہ دونوں کے معنی تین تین کے ہیں معنوں میں تکرار پایا جا رہا ہے ۔ حالانکہ لفظوں میں تکرار موجود نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ تکرار معنی تکرار لفظ پر دلالت کرتا ہے لہٰذا لامحالہ ماننا پڑتا ہے کہ ثُلٰث و مَثلث اصل میں ثلثۃ ثلثۃ تھے ۔ اور بدون کسی قانون کے اپنے اصلی صیغہ کو چھوڑ کر اس موجودہ صورت میں منتقل ہو گئے ۔ دوم عدل تقدیری اور وہ یہ ہے کہ جس میں غیر منصرف

وَ وَصفٌ وَ تَانِیثٌ وَ مَعرِفَۃٌ

ترجمہ۔ اور وصف اور تانیث اور معرفہ

ہونے کے علاوہ عدل کا کوئی دوسرا ثبوت موجود نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ کلام عرب میں ہمیں ایک ایسا لفظ ملتا ہے جو غیر منصرف ہوتا ہے مگر اس میں صرف ایک ہی سبب پایا جاتا ہے جو غیر منصرف ہونے کے لئے کافی نہیں ہوتا اس لئے وہاں یہ سبب مان لیا جاتا ہے جیسے عمر کہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ اسم کلام عرب میں غیر منصرف استعمال کیا جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ اس میں سوائے علمیت کے منع صرف کے اسباب میں سے کوئی دوسرا سبب بھی موجود نہیں ہے۔ لہٰذا یہاں پر عدل کو مان لیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ اصل میں عامر تھا اور بلا قاعدہ صرفی اپنے اصل صیغہ کو چھوڑ کر اس نے یہ وزن اختیار کر لیا ہے لہٰذا دوسرا سبب اس میں عدل ہے ایسے عدل کو عدل تقدیری کہتے ہیں۔

تشریح قولہ۔ وصف۔ غیر منصرف کا دوسرا سبب وصف ہے۔ اصطلاح نحو میں وصف کہتے ہیں ایسی اسم کو جو علاوہ اس کے ذات پر دلالت کرے وضع کے لحاظ سے وصفی معنی کو بھی شامل ہو جیسے اَصفَر (زرد رنگ والا) اَبیَض (سفید رنگ والا) لہٰذا اَصْفَرُ۔ اَبْیَضُ۔ غیر منصرف ہیں۔ اول سبب وصف دوسرا سبب وزن فعل ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جو اسماء محض ذات پر دلالت کرتے ہیں جیسے خالد و شاہد ظفر وغیرہ اس سے خارج ہیں نیز جن اسماء میں عارضی طور پر معنے وصفی پیدا ہو جاویں جیسے رَأَیتُ نِسوَۃً اَربَعًا میں اَربَع صفت نِسوَۃ ہے مگر چونکہ یہ وصفی معنے وضع کے لحاظ سے نہیں ہیں لہٰذا یہ بھی سبب غیر منصرف ہونے سے خارج ہے۔

قولہ تانیث۔ غیر منصرف کا تیسرا سبب تانیث ہے۔ تانیث سے مقصد یہ ہے کہ اس اسم متمکن میں تانیث پائی جائے۔

یاد رکھو کہ اسم میں تانیث ہونے پر چند صورتیں ہوتی ہیں۔ ہم مبتدی طلبہ کے لئے اجمالی خلاصہ ان صورتوں کا بیان کرتے ہیں۔

اول تانیث لفظی۔ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ عَلَم کے ساتھ پائی جائے۔ دوم تانیث معنوی اس میں بھی علمیت شرط ہے اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ اسم تین حرفوں سے زیادہ سے مرکب ہو جیسے زینب۔ اور اگر وہ اسم تین حرفوں سے مرکب ہو تو پھر یہ لازم ہے کہ متحرک الاوسط ہو جیسے سَقَرُ کہ اس کے درمیانی حرف قاف پر حرکت ہے اور اگر تین حرفوں سے مرکب ہے اور متحرک الاوسط نہیں تو پھر یہ شرط ہے کہ ایسا اسم عجمہ ہو جیسے جُورُ۔ سوم تانیث بالف ممدودہ یا بالف مقصورہ اس کیلئے کوئی شرط نہیں ہے یہ مؤنث صرف ایک سبب ہی کی وجہ سے غیر منصرف قرار دیا جاتا ہے جیسے حُبلیٰ (حاملہ عورت) امرأۃٌ صفراءُ (زرد رنگ والی عورت)۔

وعجمۃ وجمع وترکیب ووزن فعل

ترجمہ۔ اور عجمہ۔ جمع۔ ترکیب اور وزن فعل

تشریح قولہ عجمہ۔ پانچواں سبب غیر منصرف کا اسم کا عجمہ ہونا ہے۔ عجمہ سے مراد یہ ہے کہ وہ اسم وضع کے لحاظ سے عربی زبان کے سوا دوسری زبان کا لفظ ہو اور اہل عرب اس کو استعمال کرتے ہوں عجمہ جب سبب منع صرف ہوتا ہے تو اس کے لئے ایک شرط تو یہ ہے کہ وہ علم ہو۔ اور تین حرف سے زائد سے بنا ہوا ہو جیسے اسحٰق۔ یعقوب۔ ابراہیم وغیرہ۔ اور اگر تین حرفی ہو تو درمیان والا حرف متحرک ہو جیسے شتر عجمی ہے اور ایک قلعہ کا نام ہے۔

قولہ جمع۔ چھٹا سبب غیر منصرف کا اسم کا جمع ہونا ہے۔ جمع سے مراد جمع منتہی الجموع ہے یعنی اسم جمع کے ایسے وزن پر واقع ہو کہ اس اسم کی دوبارہ جمع نہیں بنائی جا سکتی ہو۔ اور اسی جمع کے لئے کلام عرب میں عموماً دو وزن مستعمل ہوتے ہیں۔ اول فعالل۔ دوم فعالیل۔ جیسے مقابر۔ مصابیح۔ یاد رکھو کہ یہ سبب تنہا دو سبب کے قائم مقام ہے لیکن اس سبب کے لئے شرط یہ ہے کہ اس جمع کے آخر میں وہ تائے تانیث نہ آرہی ہو جو حالت وقفی میں ہائے ہو جاتی ہو جیسے فرزان کی جمع فرزانہ اور اشعری کی جمع اشاعرہ۔ یہ دونوں جمع غیر منصرف نہیں ہیں کیونکہ حالت وقفی میں یہ تائے تانیث ہاء سے بدل جاتی ہے۔

قولہ ترکیب۔ ساتواں سبب غیر منصرف کا ترکیب ہے یعنی وہ اسم مرکب واقع ہو۔ مرکب سے یہاں مراد مرکب امتزاجی ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ دو لفظوں کو بلا تعلق اسناد اور اضافت اور بلا کسی حرف کے درمیان میں لائے ہوئے ایسا مرکب بنالیا جائے جو بمنزلہ ایک کلمہ کے ہو جائے اس مرکب کو نحوی مرکب منع صرف بھی کہتے ہیں۔ اس مرکب منع صرف کے لئے شرط یہ ہے کہ علم ہو اور ایک کلمہ دوسرے کلمہ کا جزء واقع نہ ہو جیسے معدیکرب۔ بعلبک وغیرہ۔ اور یاد رکھو کہ بصری، مکی وغیرہ اس سے خارج ہیں کیونکہ ان میں یائے نسبتی جو کلمہ ثانیہ ہے کلمۂ اولیٰ کا جزو بنتا ہے۔

قولہ ووزن فعل۔ وزن فعل غیر منصرف کا آٹھواں سبب ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اسم کا فعل کے مخصوص وزن پر ہونا۔ یاد رکھو کہ اس کی دو صورتیں ہیں۔ اول اگر کوئی اسم ایسے وزن پر آئے جو کہ فعل کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے اس وقت یہ ضروری ہے کہ اس اسم میں علمیت پائی جائے۔ جیسے شمّر غیر منصرف ہے اول سبب وزن فعل ہے کیونکہ ضُرِّبَ کا وزن اسماء میں نیز پایا جانا فعل کے ساتھ مخصوص

والف ونون زائدتان چوں عُمَرُ و اَحْمَدُ و طَلْحَۃُ و زَیْنَبُ و اِبْرَاهِیْمُ و مَسَاجِدُ و معدی کرب و اَحْمَدُ و عِمْرَانُ رفعش بضمہ باشد و نصب و جر بفتحہ چوں جاءَ عُمَرُ و رایت عُمَرَ و مررت بِعُمَرَ

ترجمہ۔ اور الف ونون زائدتان جیسے عُمَر۔ اَحْمَر۔ طَلْحَۃ۔ زَیْنَب۔ اِبْرَاهِیْم۔ مَسَاجِد۔ معدیکرب۔ اَحْمَد۔ اور عِمْرَان ان سب کا رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب وجر فتحہ کے ساتھ جیسے جاءَ عُمَرُ۔ وراَیْتُ عُمَرَ۔ ومررتُ بِعُمَرَ۔

ہے دوسرا سبب علمیت ہے کیونکہ یہ ایک گھوڑے کا نام ہے۔ دوم۔ اور اگر اسم ایسے وزن پر واقع ہو جو فعل میں بھی پایا جاتا ہو اور اسم میں بھی۔ اس وقت اس اسم میں دو باتیں ہونا ضروری ہیں۔ اول علامت مضارع کے حروف میں سے کوئی حرف اس کے شروع میں موجود ہو۔ دوسرے اس کے آخر میں تائے تانیث لاحق نہ ہوئی ہو جیسے یشکر۔ تغلب۔ دونوں قبیلے کے نام ہیں اور غیر منصرف ہیں اس میں اول میں یٓ اور دوسرے میں تٓ علامت مضارع کے حروف میں سے واقع ہیں۔ اور یہ دونوں تائے تانیث کو قبول نہیں کرتے۔ لہذا بوجہ وزن فعل اور علمیت کے غیر منصرف ہیں۔ اور یعمل منصرف ہے کیونکہ اہل عرب ناقۃٌ یعملۃٌ استعمال کرتے ہیں (قوی اونٹنی کے لئے یعملۃ کی صفت لاتے ہیں تو چونکہ یعمل تٓ تانیث کو قبول کرتا ہے لہذا منصرف ہے۔

تشریح۔ قولہ۔ الف ونون زائدتان۔ غیر منصرف کا نواں سبب الف ونون زائدتان ہے یعنی اسم کے آخر میں حرف الف، نون زائد لگے ہوں۔ حروف اصلی سے نہ ہو۔ اگر یہ الف ونون اسم ذات میں لگے ہوں تو ضروری ہے کہ وہ اسم ذات علم ہو جیسے عمران اور اگر اسم صفت میں یہ الف ونون لگے ہوں تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کا مؤنث فعلانۃ کے وزن پر کلام عرب میں مستعمل نہ ہو جیسے سکران کہ اس کا مؤنث سکریٰ آتا ہے اور ندمان منصرف۔ کیونکہ اس کا مؤنث ندمانۃ آتا ہے۔

(ندمان ہمنشین مرد)۔

قولہ رفعش بضمہ باشد۔ یہاں سے غیر منصرف کا اعراب بیان کرتے ہیں کہ حالت رفعی میں یعنی جب اس سے پہلے کوئی رفع دینے والا عامل موجود ہو تو اس پر ضمہ (بلا تنوین) آتا ہے جیسے جاءَ عُمَرُ (عمر آیا) جاء فعل ماضی عمر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

قولہ۔ نصب وجر بفتحہ۔ یعنی جب اس سے پہلے کوئی نصب یا جر دینے والا عامل آرہا ہو تو دونوں حالتوں میں اس پر فتحہ (بلا تنوین) آتا ہے جیسے رأیتُ عُمَرَ (میں نے عمر کو دیکھا) اور مررت بعمر (میں عمر کے ساتھ گذرا) اس میں رأیتُ فعل۔ تُ ضمیر فاعل۔ عمر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اور دوسری مثال میں مررتُ فعل۔ تُ ضمیر فاعل ب حرف جر۔ عمر مجرور۔ جار مجرور سے ملکر

ششم اسمائے ستہ مکبرہ در وقتے کہ مضاف باشند بغیر یائے متکلم چوں اَبٌ و اَخٌ وحَمٌ و ھَنٌ و فَمٌ و ذُو مَالٍ رفع شاں بواو باشد و نصب بالف و جر بیا

ترجمہ۔ اسم متمکن کی چھٹی قسم اسمائے ستہ مکبرہ ہیں جس وقت کہ یہ یاء متکلم کے سوا کسی اسم کی طرف مضاف ہوں جیسے اَبٌ۔ اَخٌ۔ حَمٌ۔ ھَنٌ فَمٌ ذُو مَالٍ تو ان کا رفع واؤ کے ساتھ ہوگا اور نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ۔

متعلق فعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ف۔ یاد رکھو کہ اگر اسم غیر منصرف پر الف ولام داخل کردیا جائے یا اس کو کسی اسم کی طرف مضاف کردیا جائے تو اس پر کسرہ آسکتا ہے البتہ تنوین نہ آوے گی کیونکہ الف ولام اور مضاف ہونا دونوں مانع تنوین ہیں۔ الف ولام کا داخل ہونا اور مضاف ہونا چونکہ خواص اسم سے ہیں اس لئے غیر منصرف پر کسرہ لانا ان دونوں صورتوں میں نہایت مناسب ہے کہ اب اس اسم کی مشابہت فعل کے ساتھ باقی نہیں ہے۔ جیسے ذھبتُ الی المساجدِ۔ ورأیتُ احمدکم۔ اول پر کسرہ الف ولام کی وجہ سے آیا۔ اور ثانی غیر منصرف پر مضاف ہونے کی وجہ سے آیا۔

مشقی سوالات

ذیل کی مثالوں میں غور کرو کہ اسم معرب کی سولہ قسموں میں سے کونسی قسم کا اسم ہے اور اگر غیر منصرف ہے تو بتاؤ کہ ان میں منع صرف کے کون سے اسباب ہیں اور جملہ کی ترکیب بھی کرو:۔

عثمانُ (رضی اللہ عنہ) ثالثُ الخلفاء۔ ابراھیمُ خلیلُ اللہ۔ اسمٰعیلُ ذبیحُ اللہ۔ لاَجدرِیح یوسُفَ۔ بشرناہ بالحق۔ اسمُہٗ احمد۔ عائشۃُ (رضی اللہ عنہا) زوجۃُ النبیّ (صلی اللہ علیہ وسلم) سیدۃُ النساءِ فاطمۃُ۔ سید الشہداءِ حمزۃُ۔ خیرُ البقاعِ مساجدُ۔ اِتَّبِعُوا ملۃَ ابراھیمَ۔ اذ یرفعُ ابراھیمُ القواعدَ۔ اذ قال اللہُ یا عیسیٰ۔

تشریح۔ قولہ ششم اسماء ستہ مکبرہ الخ۔ اسم متمکن کی چھٹی قسم اسمائے ستہ مکبرہ ہیں وہ یہ ہیں:۔

اب (باپ) اَخ (بھائی) حَمٌ (خاوند کا بھائی) ھَنٌ (شرمگاہ) فَمٌ (منھ) ذُو (بھنے والا جیسے ذومال (مال والا)۔ یہ چھ اسماء ہیں اس لئے اسمائے ستہ کہلاتے ہیں۔ چونکہ یہ اسماء مُصغر نہیں۔ اس لئے مکبرہ کہلاتے ہیں۔ مکبرہ کے معنے ہیں بڑا بنایا ہوا مصغرہ چھوٹا بنایا ہوا۔

الحاصل یہ چھ اسماء جبکہ یائے متکلم کے سوا کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب حروف کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس ترتیب سے کہ حالت رفعی میں ان کے آخر میں واو ہوگا۔ اور حالت

چوں جَاءَ اَبُوْكَ وَرَأَيْتُ اَبَاكَ وَمَرَرْتُ بِاَبِيْكَ هفتم مثنیٰ چوں رَجُلَانِ

ترجمہ۔ جیسے جاء ابوک۔ ورأیتُ اباک اور مررتُ بابیک۔ اسم متمکن کی ساتویں قسم تثنیہ ہے جیسے رجلان۔

نصبی میں الف ہوگا۔ اور حالتِ جری میں یا ہوگا جیسے جاءَ ابوکَ۔ جاءَ فعل۔ ابو مضاف کَ مضاف الیہ مضاف با مضاف الیہ فاعل۔ فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یاد رکھو کہ ان اسماءِ ستہ مکبرہ میں سے چار اسماء محذوفۃ اللام کہلاتے ہیں۔ محذوفۃ الاعجاز وہ اسماء کہلاتے ہیں جن کا آخری حرف حذف کر دیا گیا ہو وہ اسماء یہ ہیں اَبٌ۔ حَمٌ۔ اَخٌ۔ ہَنٌ۔ جن میں اَبو۔ حَمو۔ اخو۔ ہنو۔ تھا۔ خلاف قاعدہ واو کو ان اسماء کے آخر سے حذف کیا گیا ہے۔ نیز یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ذو اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے اور شاذ و نادر یہ ضمیر کی طرف بھی مضاف ہو جاتا ہے۔ **ف**۔ ان اسماءِ ستہ کی اگر تصغیر ہو اور کسی اسم کی طرف مضاف نہ ہو تو اس وقت ان کا اعراب بالحرکت ہوگا جیسے اَب کی تصغیر اُبَیٌّ ہے۔ اور کہا جائے جاءَنی اُبَیٌّ رأیتُ اُبَیًّا۔ مررتُ باُبَیٍّ کہ ان تینوں حالت میں اُبَی کا اعراب بالحرکت رہا۔ اسی طرح اگر مکبرہ ہوا ور کسی اسم کی طرف مضاف نہ ہو تب بھی اعراب بالحرکۃ ہوگا۔ جیسے جاءَنی اَبٌ۔

تشریح۔ قولہ۔ رأیتُ اَبَاکَ (میں نے تیرے باپ کو دیکھا)۔ رأیتُ۔ فعل ماضی۔ تُ ضمیر متکلم فاعل۔ ابا مضاف کَ ضمیر مجرور مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اور مَرَرْتُ بِاَبِیْکَ (میں تیرے باپ کے پاس سے گذرا) مررتُ فعل ماضی تُ ضمیر متکلم فاعل ب حرف جر ابی مضاف کَ ضمیر مجرور مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار مجرور سے مل کر متعلق فعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مشقی سوالات

امثلۂ مذکورہ میں ہر اسم کو سولہ[16] قسموں میں سے بتاؤ کونسی قسم ہے اور تینوں حالتوں میں سے کونسی حالت میں ہے اور ترکیب بھی کیجئے۔ ابونا آدم۔ ابوک رجلٌ صالحٌ۔ قال ابوہم۔ اخونا عُمَرُ۔ ضربتُ اخاکَ۔ انا اخوکَ اخوکَ من واساک۔ ہو ذو علمٍ۔ سیدہ ذو عقلٍ۔ رأیتُ رجلاً ذا فہمٍ۔ مَرَرْتُ برجلٍ ذی لُبٍّ۔ ہذا طعامٌ ذو ملحٍ۔ فوہ احسن من فی خالد۔ حموکِ عالمٌ۔ رأیتُ حماہا فی الدّار۔ استر ہَناکَ۔ لیوسفُ واخوہُ اَحَبُّ الی ابینا منّا۔

قولہ ہفتم مثنیٰ۔ تثنیہ اس اسم کو کہتے ہیں جو دو۲ پر دلالت کرے اور اس کے مفرد کے آخر میں الف اور نون مکسورہ یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ لگا ہوا ہو جیسے رَجُل سے رجلان۔ رجلین اور یَد سے یدان۔ یدین۔ اور جو اسم دو۲ کے معنی پر دلالت کرے اور اس کے مفرد میں الف اور نون یا یاء، نون لگا ہوا ہو تو اس کو تثنیہ کہیں گے۔ جیسے عالمان عالمین۔

ہشتم کِلَا و کِلْتَا مضاف بمضمر نہم اِثْنَانِ و اِثْنَتَانِ رفع شان بالف باشد و نصب و جر بیائے ماقبل مفتوح چوں جَاءَ رَجُلَانِ وکِلَاهُمَا و اِثْنَانِ و رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ وکِلَیْهِمَا و اِثْنَیْنِ و مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ وکِلَیْهِمَا و اِثْنَیْنِ دہم جمع مذکر سالم چوں مُسْلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اسم متمکن کی آٹھویں قسم کلا و کلتا ہے جبکہ ضمیر کی طرف مضاف ہو۔ اور نویں اثنان و اثنتان ہے۔ ان تینوں (۷-۸-۹) قسموں کا اعراب حالتِ رفعی میں الف کے ساتھ ہوتا ہے اور حالت نصبی وجری میں یائے ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے جاءَ رجلان وکلاہما اثنان۔ رایت رجلین وکلیہما واثنین اور مررت برجلین وکلیہما واثنین اور دسویں قسم جمع مذکر سالم ہے۔ جیسے مسلمون۔

تشریح قولہ ہشتم کلا و کلتا۔ یاد رکھو کہ کلا و کلتا لفظاً تو تثنیہ نہیں ہیں کہ ان میں علامت تثنیہ لفظوں میں موجود نہیں۔ البتہ معنٰی کے لحاظ سے تثنیہ ضرور ہیں۔ ان کے لئے اعراب تثنیہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب کہ ان کا مضاف الیہ ضمیر ہو۔ اس لئے مصنف نے مضاف بمضمر کی قید لگائی ہے لہٰذا اگر ان کو اسم ظاہر کی طرف مضاف کر دیا جائے تو ان کا اعراب اس وقت میں مثل اسم مقصورہ کے تقدیری ہوگا جیسے اکل کلا الرجلین۔ ورأیتُ کلا الرجلین۔ ذہبت بکلا الرجلین

قولہ نہم اثنان واثنتان۔ یہ دونوں اسماء بھی درحقیقت تثنیہ نہیں ہیں کیونکہ یہ الف و نون مفرد کے آخر میں لگا ہوا نہیں بلکہ صورۃً تثنیہ ہیں اور تثنیہ کے معنٰی پر دلالت بھی کرتے ہیں۔

یاد رکھو کہ اثنتان کی ت تانیث کی نہیں ہے کیونکہ یہ ت وسط کلمہ میں نہیں آتی ہے۔

قولہ رفع شاں بالف باشد الخ تینوں قسموں کا اعراب بیان کرتے ہیں یعنی تثنیہ کلا و کلتا مضاف بضمیر اور اثنان واثنتان کا اعراب حالت رفعی میں الف کے ساتھ آیا کرتا ہے جیسے جاء رجلان وکلاہما واثنان اور حالتِ نصبی وجری میں یائے ساکن ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے رأیتُ رجلین وکلیہما واثنین (حالت نصبی میں) اور مررتُ برجلین وکلیہما واثنین۔

مشقی سوالات

امثلۂ مذکورہ میں ہر اسم کو سولہ قسموں میں سے بتاؤ کہ کونسی قسم ہے اور تینوں حالتوں میں سے کس حالت میں ہے۔ نیز ترکیب کرو۔ اِجْعَلْنَا مُسْلِمِیْنَ۔ اِضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الرَّجُلَیْنِ۔ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَیْنِ۔ دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیَانِ۔ أَرْسَلْنَا إِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ۔ أُطْرُدْ هَاتَیْنِ الْکَلْبَتَیْنِ۔ فِیْهِمَا عَیْنَانِ نَضَّاخَتَانِ۔ هُمَا مُدْهَامَّتَانِ۔ حضرنی الرجلانِ کلاهما۔ اشتریتُ اللحمَ بدرهمین۔ بعتُ ثوبی بدینارین۔ طعام الواحد یکفی اثنین۔

قولہ جمع مذکر سالم۔ جمع مذکر سالم کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کے واحد میں علامت جمع لگائی جائے اسی وجہ سے عشرون

یازدہم اولو دوازدہم عشرون تا تسعون رفع شان بواو ماقبل مضموم باشد و نصب و جر بیائے ماقبل مکسور چوں جاءَ مُسْلِمُوْنَ و اُولُو مَالٍ و عِشْرُوْنَ رَجُلاً و رَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ و اُولِیْ مَالٍ و عِشْرِیْنَ رَجُلاً و مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ و اُولِیْ مَالٍ و عِشْرِیْنَ رَجُلاً سیزدہم اسم مقصور و آں اسمی ست کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چوں مُوْسٰی

ترجمہ۔ اور گیارھویں قسم اسم متمکن کی اولو جمع ذو۔ اور بارھویں قسم عشرون ہے تسعون تک ان سب کا رفع واؤ کے ساتھ ہوتا ہے ماقبل پر پیش کے ساتھ۔ اور نصب و جر یار ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے جاء مسلمون و اولو مالٍ وعشرون رجلاً و رأیتُ مسلمین و اولی مالٍ وعشرون رجلاً و مررت بمسلمین و اولی مالٍ وعشرین رجلاً۔ اور تیرھویں قسم اسم مقصور ہے اور وہ اسم ہے کہ اس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے موسٰی۔

وغیرہ کو جمع مذکر سالم نہیں کہہ سکتے۔

تشریح۔ قولہ اولو جمع ذو بمعنٰی صاحب اولو یہ جمع من غیر لفظہ ہے اور اس کا اعراب کلام عرب میں بھی جمع مذکر سالم جیسا سنا گیا ہے۔ اس لئے جمع مذکر سالم کے ہمراہ بیان کیا گیا۔ اُولُو کا استعمال ہمیشہ اضافت کے ساتھ ہوتا ہے جیسے اونوا الالباب (عقل والے)۔

قولہ عشرون تا تسعون۔ عشرون تا تسعون سے مراد یہ اعداد ہیں۔ عشرون (بیس) ثلاثون (تیس) اربعون (چالیس) خمسون (پچاس) ستون (ساٹھ) سبعون (ستر) ثمانون (اسّی) تسعون (نوے) یہ سارے اعداد چونکہ جمع مذکر سالم کے مشابہ ہیں اس لئے ان کا اعراب جمع مذکر سالم جیسا ہی ہوتا ہے۔

قولہ رفع شاں بواؤ باشد الخ تینوں قسموں کا اعراب بیان کرتے ہیں کہ حالت رفعی میں واؤ ماقبل مضموم کے ساتھ ہوگا جیسے جاء مسلمون واولو مالٍ وعشرون رجلاً (میرے پاس بہت مسلمان آئے اور مالدار لوگ اور بیس آدمی آئے)

اور نصبی و جری کی حالت میں یار ساکن ماقبل مکسور کے ساتھ ہوگا جیسے رأیتُ مسلمین واولی مالٍ وعشرین رجلاً (نصبی حالت میں) اور مررت بمسلمین واولی مالٍ وعشرین رجلاً۔ جری حالت میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ف ۱۔ معرب کے اعراب بالحرف کے لئے تین حرف ہیں۔ الف۔ واؤ۔ یار۔ الف حالتِ رفعی میں تثنیہ کو دیدیا گیا ہے اور واؤ جمع کو اور یار ماقبل مفتوح حالتِ نصبی اور جری میں تثنیہ کو دیدی گئی ہے۔ اور یائے ماقبل مکسور جمع مذکر سالم حالت جری تثنیہ و جمع دونوں میں حالتِ نصبی کے تابع ہوا کرتی ہے۔ ف ۲۔ حالتِ رفعی میں تثنیہ اور جمع دونوں کو الگ الگ مستقل حرف دینے کا نکتہ یہ ہے کہ رفع اہم ترین حرکت ہے۔ اس کی اہمیت کے پیشِ نظر علیحدہ حرف دینا مناسب تھا۔

قولہ سیزدہم اسم مقصور الخ۔ یہاں سے اعراب تقدیری کا بیان شروع ہوتا ہے۔ اسم مقصور اس اسم کو کہتے ہیں جسکے

چہاردہم۔ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائی متکلم چوں غلامی رفع شان بتقدیر ضمہ باشد و نصب بتقدیر فتحہ وجر بتقدیر کسرہ ودر لفظ ہمیشہ یکساں باشند چوں جاءَ مُوْسٰی و غلامی و رأیتُ موسٰی و غلامی و مررتُ بموسٰی و غلامی پانزدہم اسم منقوص آں اسمی ست کہ آخرش یائی ماقبل مکسور باشد چوں قاضی رفعش بتقدیر ضمہ باشد و نصبش بفتحہ لفظی وجرش بتقدیر کسرہ چوں جاء القاضی و رأیتُ القاضیَ و مررتُ بالقاضی

ترجمہ۔ چودھویں قسم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم کی جگہ جیسے غلامی۔ ان سب (یعنی ۱۳۔۱۴) کا رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ اور نصب تقدیر فتحہ کے ساتھ ہوگا اور جر تقدیر کسرہ کے ساتھ ہوگا اور لفظاً صورۃً ہر حالت میں یکساں رہے گا جیسے جاء موسٰی و غلامی و رأیتُ موسٰی و غلامی و مررتُ بموسٰی و غلامی۔ اسم متمکن کی پندرھویں قسم اسم منقوص ہے اور وہ اسم کہلاتا ہے جس کے آخر میں یاء ہو ماقبل کسرہ اس کا رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ اور نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جر تقدیر کسرہ کے ساتھ ہوتا ہے جیسے جاء القاضی و رأیتُ القاضیَ و مررتُ بالقاضی

آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے موسٰی عیسٰی وغیرہ۔

تشریح قولہ۔ چہاردہم غیر جمع مذکر سالم الخ یعنی جمع مذکر سالم کے علاوہ تمام اسماء جبکہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں اس میں اسماء مفردہ اسماء جمع تکسیر اور اسماء جمع مؤنث سالم سب شامل ہیں۔ جمع مذکر سالم کا اعراب جبکہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہو اس کو عنقریب بیان فرماتے ہیں۔

قولہ۔ رفعش بتقدیر الخ اسم مقصور میں تقدیری اعراب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے آخر میں الف ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ الف کسی حرکت کو قبول نہیں کرتا اور جب غیر جمع مذکر سالم یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس وقت اعراب لفظوں میں لانا اس لئے دشوار ہے کہ یائے متکلم اپنے ماقبل کسرہ کو چاہتی ہے اور یہ کسرہ لازمی ہے اس لئے یہ مانع اعراب لفظی ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مشقی سوالات

ذیل کے جملوں میں ہر اسم کو معرب کی سولہ قسموں میں سے بتاؤ کونسی قسم ہے اور کس حالت میں ہے اور ترکیب بھی کرو

اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اِسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ ھٰذَا اَخِیْ۔ قَالَ مُوْسٰی کَانَ اِسْمُہٗ یَحْیٰی۔ ھٰذَا کِتَابِیْ۔ ھُوَ عَبْدِیْ۔ ھٰؤُلَاءِ اِخْوَتِیْ۔ اذکروا نعمتی۔ رحمتی وسعت کُلَّ شَیْءٍ۔ اولئک ھم المؤمنون۔ نحن مستھزءون۔ لا تُطِعِ الکافِرِیْن۔ ھو خیر الحاکمین۔ ھم اولو عقلٍ۔ مررتُ بسبعین رجلاً۔ اللہ یحب المحسنین۔ بلغ العلی بکمال۔ کشف الدُّجٰی بجمال۔ لا تَتَّبِعْ سبیل المفسدین۔ قال قلبی ربی اللہ۔ نجزی المحسنین۔ ھٰذا صراطی۔ واعدنا موسٰی ثلٰثین لیلۃً۔ اُدْخُلِیْ فِیْ جَنَّتِیْ۔ لا تقصص رُؤْیَاکَ علٰی اِخْوَتِکَ۔

قولہ۔ پانزدہم اسم منقوص الخ۔ اصطلاح نحو میں اسم منقوص اُسے کہتے ہیں کہ اس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو

شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں مُسْلِمِیَّ رفعش بتقدیر واؤ باشد ونصب وجرش بیای ماقبل مکسور چوں هٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ کہ در اصل مسلمون بود نون باضافت ساقط شدہ واو ویا جمع شدہ بودند وسابق ساکن بودہ اورا بیا بدل کردند ویا را در یا ادغام کردند مسلمِیَّ شد ضمۂ میم را بکسرہ بدل کردند رأیتُ مُسْلِمِیَّ ومررتُ بِمُسْلِمِیَّ

ترجمہ۔ اسم متمکن کی سولھویں قسم جمع مذکر سالم ہے جو یائے متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے مُسْلِمِیَّ کہ اس کا رفع تقدیرِ واؤ کے ساتھ ہوگا اور نصب وجر یائے ماقبل مکسور سے جیسے ھٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ کہ اصل میں مسلمون تھا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا واؤ، یاء جمع ہوگئے پہلا ساکن تھا (یعنی واؤ) واؤ کو یاء سے بدلا اور یاء کو یاء میں ادغام کردیا مسلمِیَّ ہوگا اور میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا اور رأیتُ مسلمِیَّ ومررتُ بمسلمِیَّ

خواہ وہ یاء کسی حرف سے بدلی ہوئی ہو جیسے الی ائی وغیرہ۔ یا وہ یاء بدلی ہوئی نہ ہو جیسے قاضی اور خواہ وہ یاء موجود ہو جیسے مررت بالقاضی جبکہ لام تعریف کے ساتھ اور خواہ یاء اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے گر گئی ہو جیسے جاءنی قاضٍ اس میں یاء التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گئی ہے حالت رفعی وجری میں اس کا اعراب تقدیری ہوتا ہے اور نصبی میں لفظی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اگرچہ حالت رفعی وجری میں بھی اعراب آسکتا ہے لیکن اعراب لفظی ظاہر کرنا طبع سلیم پر گراں ہوتا ہے اس لئے اعراب تقدیری ہی ہوگا اور حالت نصبی میں ایسی صورت نہیں ہے۔

تشریح۔ قولہ شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم الخ یعنی جمع مذکر سالم جب کہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہو تو اس وقت اس کا اعراب حالت رفع میں تقدیری ہوگا اور تقدیرًا اعراب بالحرف ہوگا یعنی واو مقدر ہوگا اور حالتِ نصبی اور حالتِ جری میں اس کا اعراب لفظی ہوگا یعنی جس طرح مذکر سالم کا اعراب بغیر اضافت کے حالت نصبی اور جری میں ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہوگا جیسے ھٰؤُلَاءِ مسلمِیَّ اس میں مسلمِیَّ۔ ھؤلاء کی خبر واقع ہے۔ مسلمی کی اصل مسلمون ہے۔ نون جمع بوجہ اضافت گر گیا مسلموی رہا۔ واو کو بقاعدہ صرفی یاء سے بدلا اور یاء کو یاء میں ادغام کیا مُسْلُمِیَّ ہوا۔ پھر ضمۂ میم کو یاء کی مناسبت سے کسرہ سے بدلا مُسْلِمِیَّ ہوگیا۔

قولہ رأیت مسلمِیَّ۔ مررت بمسلمِیَّ۔ ان میں اعراب لفظی ہے کیونکہ اصل میں مسلمین ہے۔ نون جمع بوجہ اضافت گر گیا مسلمی ہوا پھر دو یاء کو بقاعدۂ صرفی ادغام کیا۔ مُسْلِمِیَّ ہوگیا۔ اور اعراب لفظی محفوظ رہا۔ کیونکہ ادغام کرنے سے یاء معدوم نہیں ہوتی ہے۔

مشقی سوالات } ذیل کی مثالوں میں ہر اسم کو بتاؤ کہ سولہ اقسام میں سے کونسی قسم ہے اور حالتِ رفعی ونصبی

فصل بدانکہ اعراب مضارع سہ است رفع ونصب وجزم فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب برچہار قسم ست اول صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائی تثنیہ وجمع مذکر وبرائی واحد مؤنث

ترجمہ۔ جاننا چاہیے کہ مضارع کے اعراب تین ہیں۔ رفع۔ نصب۔ جزم۔ فعل مضارع اعراب کی صورتوں کے لحاظ چار قسم پر ہے۔ اول صحیح جو ضمیر بارز مرفوع جو کہ تثنیہ جمع مذکر اور واحد مؤنث میں ہوتی ہے۔ خالی ہو۔

وجری میں سے کونسی حالت ہے نیز ترکیب بھی کرو۔ اِقْضِ کَمَا اَنْتَ قَاضٍ۔ الی اعمی اللہ۔ لقیتُ مکرمی۔ اَرِنَا اَلاَعْمٰی۔ تَوَلّٰی فِرْعَوْنَ۔ فجمع کیدہٗ۔ اَرَاہُ الْاٰیَۃَ الْکُبْرٰی۔ بیع الدنیا بالاخرۃ۔ ھو راضٍ عنك۔ جاءنی الاعمی۔ قال المسیح اُعْبُدُ وا اللہ۔ المعاصی مھلکۃٌ۔ ماوی الکافرین جَھَنَّمُ۔ عقبی الکافرین النار۔ قال موسٰی لِفَتَاہُ۔ یسئلونك عن ذی القرنین۔ اذکر فی الکتاب ابراھیم ضَاقَ صَدْرِی المجالس بالامانۃ۔ المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا۔ یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَھُمْ فِیْ اٰذَانِھِمْ۔ عَلَّمَ اٰدَمَ الاسماء۔ لا تقربا ھذہ الشجرۃَ۔ بشر الصابرین۔ عَلَیْھِمْ صَلَوٰاتٌ۔ اللہ یھدی الظالمین۔ عندی سِتُّوْنَ رجلًا۔ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ

تشریح قولہ۔ بدانکہ اعراب مضارع سہ است الخ۔ جیساکہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ مضارع معرب ہوتا ہے اس لیے اسم متمکن کے بعد مضارع کا اعراب مصنفؒ بیان فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مضارع کے اعراب تین ہیں۔ رفع نصب اور جزم۔ **قولہ جزم**۔ جزم کے معنے سکون کے ہیں مگر اصطلاح میں صرف اس سکون کو جزم کہا جاتا ہے جو کسی عامل کی وجہ سے پیدا ہو۔ جو سکون وقف کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے وہ اس سے خارج ہے کیونکہ وہ معرب کے ساتھ خاص نہیں اسی وجہ سے فعل ماضی میں بھی جو کہ مبنی الاصل مانا جاتا ہے۔ پایا جاتا ہے۔

قولہ اول صحیح۔ یاد رکھو کہ صحیح سے مراد یہاں صحیح نحوی ہے۔ یعنی جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ جیسے یفعل یقول وغیرہ۔

قولہ مجرد از ضمیر بارز مرفوع الخ۔ مراد کلام یہ ہے کہ مضارع کے ایسے صیغے جن میں ضمیر بارز لگی ہوئی نہ ہو۔ ان کا اعراب بیان کرتے ہیں وہ پانچ صیغے یہ ہیں۔ اوّل واحد مذکر غائب جیسے یضرب دوم۔ واحد مؤنث غائب جیسے تفعل۔ سوئم واحد مذکر حاضر۔ جیسے تنصر چہارم۔ واحد متکلم جیسے افتح۔ پنجم۔ جمع متکلم جیسے نسمع۔

قولہ برائے تثنیہ وجمع مذکر الخ۔ مراد یہ ہے کہ سات صیغے ایسے ہیں جن میں ضمیر بارز موجود ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔ چار صیغے تثنیہ کے اور دو صیغے جمع مذکر غائب۔ جمع مذکر حاضر اور ایک صیغہ واحد مؤنث حاضر کا کیونکہ ان صیغوں میں تثنیہ کے الف اور جمع مذکر کے صیغوں میں واؤ اور واحد مؤنث حاضر کے صیغے میں یاء بارز ضمیریں ہیں اور یفعلان اور تفعلین کے صیغے بوجہ نون جمع مؤنث کے بھی اسی میں...

مخاطبہ رفعش بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجزم بسکون چوں ہُوَ یَضْرِبُ وَلَنْ یَضْرِبَ وَلَمْ یَضْرِبْ دوم مفرد معتل واوی چوں یَغْزُوْ ویائی چوں یَرْمِیْ رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بفتحہ لفظی وجزم بحذف لام چوں ہُوَ یَغْزُوْ وَیَرْمِیْ وَلَنْ یَّغْزُوَ وَلَنْ یَّرْمِیَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یَرْمِ سوم مفرد معتل الفی چوں یَرْضٰی رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجزم بحذف لام چوں ہُوَ یَرْضٰی وَلَنْ یَّرْضٰی وَلَمْ یَرْضَ۔

ترجمہ۔ اس وقت رفع ضمہ کے ساتھ نصب فتحہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ ہوگا جیسے ہو یضرب لن یضرب لم یضرب۔ دوم مضارع مفرد اور معتل واوی ہو جیسے یَغْزُوْ یا یائی ہو جیسے یَرْمِیْ اس کا رفع تقدیر ضمہ سے اور نصب فتحہ لفظی سے اور جزم حذف لام کے ساتھ ہوگا جیسے ہو یغزو ویرمی اور لن یَغْزُوَ ولن یَرْمِیَ اور لم یَغْزُ ولم یرم۔ سوم مفرد معتل الفی ہو جیسے یرضٰی اس کا رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ اور نصب تقدیر فتحہ سے اور جزم حذف لام کے ساتھ ہوگا جیسے ہو یرضٰی ولن یرضٰی ولم یرضَ۔

خارج ہیں۔ کیونکہ یہاں گفتگو مضارع معرب سے ہو رہی ہے۔

تشریح۔ **قولہ**۔ ہو یضرب (وہ مارتا ہے) حالت رفعی کی مثال ہے۔ مضارع کے ان صیغوں میں اصل حرکت رفع ہی ہے اور مضارع کا عامل ناصب وجازم سے خالی ہونا۔ عامل رافع قرار دیا گیا ہے اس لئے یہاں مضارع کو مرفوع ہونا چاہئے۔

قولہ ولن یضرب (وہ ہرگز نہیں مارے گا) حالتِ نصبی کی مثال ہے کیونکہ مضارع پر لن داخل ہو رہا ہے جو عامل ناصب ہے۔

قولہ لم یضرب۔ (اس نے نہیں مارا) حالت جزمی کی مثال ہے کیونکہ یہاں مضارع پر لم آرہا ہے جو عامل جازم ہے۔

قولہ۔ دوم مفرد معتل واوی۔ مراد یہ ہے کہ مضارع کے ایسے صیغے جو کہ مفرد ہوں مگر معتل ہوں۔ خواہ معتل واوی ہوں۔ یعنی ان کے لام کلمہ پر واو آرہا ہو جیسے یدعو یا معتل یائی ہوں کہ ان کے لام کلمہ پر یار آرہی ہو جیسے یرمی۔

ان دونوں صورتوں میں ان کا اعراب بحالت رفع تقدیری ہوگا اور ان کا نصب فتحہ لفظی کے ساتھ ہوگا جیسے لن یرمیَ۔ اور ان کا جزم حذف حرف علت کے ساتھ ہوگا جیسے لم یغزُ۔ لم یرمِ۔

قولہ سوم مفرد معتل الفی۔ یعنی مضارع کے وہ مفرد صیغے جن کے آخر میں الف ہو خواہ وہ الف (واو یا یار سے بدلا ہو) ہو اور خواہ اصلی ہو۔

قولہ چوں یرضٰی۔ یہ الف یار سے بدلا ہوا ہے۔ اصل میں یرضو تھا اس کا مصدر رضوان ہے۔ واو ماضی میں تیسری جگہ تھا مضارع میں چوتھی جگہ واقع ہوا لہذا واو کو یار سے بدلا یرضیُ ہوا۔ یار متحرک ہے ماقبل مفتوح ہے لہذا اس یار کو بقاعدہ صرفی الف سے بدلا یرضٰی ہوا۔

قولہ رفعش بتقدیر ضمہ باشد الخ یعنی حالت رفعی اور نصبی میں اعراب تقدیری ہوتا ہے کیونکہ اس کا آخری حرف الف

چہارم صحیح یا معتل با ضمائر دو تثنیہ ای مذکور در رفع شان با اثبات نون باشد چنانکہ در تثنیہ گوئی ہما یضربان ویدعوان ویرمیان ویرضیان و در جمع مذکر گوئی ہم یضربون ویدعون ویرمون ویرضون و در مفرد مؤنث حاضر گوئی انتِ تضربین وتدعین وترمین وترضین و در نصب و جزم بحذف نون چنانکہ در تثنیہ گوئی لن یضربا ولن یدعوا ولن یرمیا ولن یرضیا ولم یضربا ولم یدعوا ولم یرمیا ولم یرضیا و در جمع مذکر گوئی لن یضربوا ولن یدعوا ولن یرموا ولن یرضوا ولم یضربوا ولم یدعوا ولم یرموا ولم یرضوا و در واحد مؤنث حاضر گوئی لن تضربی ولن تدعی ولن ترمی ولن ترضی ولم تضربی ولم تدعی ولم ترمی ولم ترضی۔

ترجمہ۔ چہارم مضارع صحیح ہو یا معتل جبکہ ضمیریں مذکورہ دو نون تثنیہ اور جمع اور مفرد حاضرہ کے ساتھ ہو تو ان کا رفع نون کے ثبات سے ہوگا جیسے تثنیہ میں کہو ہما یضربان ویدعوان ویرمیان ویرضیان اور جمع مذکر میں کہو ہم یضربون ویدعون ویرمون ویرضون۔ اور واحد مؤنث حاضر میں تو کہے انتِ تضربین وتدعین وترمین وترضین اور نصب و جزم نون کے حذف کے ساتھ جیسے تثنیہ میں لن یضربا ولن یدعوا ولن یرمیا ولن یرضیا اور حالت جزم میں لم یضربا ولم یدعوا ولم یرمیا ولم یرضیا اور جمع مذکر میں کہو لن یضربوا ولن یدعوا ولن یرموا ولن یرضوا اور لم یضربوا ولم یدعوا ولم یرموا ولم یرضوا۔ اور واحد مؤنث حاضر میں کہے تو لن تضربی ولن تدعی ولن ترمی ولن ترضی ولم تضربی ولم تدعی ولم ترمی ولم ترضی۔

چونکہ واو اور الف ہمیشہ ساکن رہتا ہے کسی حرکت کو قبول نہیں کرتا اور حالت جزمی میں یہ حرف ساقط کر دیا جاتا ہے فعل مضارع کے ان پانچ صیغوں کا بیان ختم ہو گیا جن میں ضمیر بارز نہیں ہوتی اس کے بعد ان سات صیغوں کا بیان کرتے ہیں جن میں ضمائر بارزہ بھی ہوتی ہیں۔

تشریح۔ قولہ۔ صحیح یا معتل با ضمائر دو تثنیہ مذکورہ الخ۔ مراد یہ ہے کہ جو مضارع کے صیغے صحیح سے ہوں یا معتل لام ہوں مگر مفرد نہ ہوں اور نہ جمع مؤنث غائب و حاضر ہوں ایسے مضارع کے سات صیغے یعنی چار تثنیہ۔ دو جمع مذکر غائب حاضر ایک واحد مؤنث حاضر ان میں ضمیر بارز ہو اور نون اعرابی ہوتا ہے لہذا ان کا رفع نون اعرابی کے بقاء کے ساتھ ہوگا جیسے ہما ینصران۔ یدعوان۔ یرضیان اور حالت نصبی اور جزمی میں یہ نون اعرابی کو حذف کر دیا جائے گا کیونکہ یہ نون اعرابی در اصل ضمہ کے عوض لایا جاتا ہے لہذا حالت نصبی اور جزمی میں یہ نون باقی نہ رہے گا۔ **قولہ** چنانکہ در تثنیہ گوئی الخ ہما یضربان تثنیہ صحیح کی مثال ہے یدعوان تثنیہ معتل واوی کی مثال ہے یرمیان تثنیہ معتل یائی کی مثال ہے اور یرضیان تثنیہ معتل الفی کی مثال ہے۔

قولہ و در جمع مذکر گوئی الخ ہم یضربون جمع مذکر صحیح کی مثال ہے انتِ تضربین واحد مؤنث حاضر کی مثال ہے باقی مثالیں بھی انہی کی طرح ہیں

قولہ لن یضربا ولم یغزوا الخ یہ چاروں حالت نصبی کی مثالیں ہیں پہلی صحیح کی اور باقی تین ترتیب وار معتل واوی یائی اور الفی کی مثالیں ہیں **قولہ** لم یضربا الخ یہ چاروں

فصل بدانکہ عوامل اعراب بردو قسم ست۔ لفظی ومعنوی۔ لفظی برسہ قسم ست حروف وافعال واسماء ایں را درسہ باب یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ

باب اوّل درحروف عاملہ ودر و دو فصل ست

ترجمہ۔ جاننا چاہیے کہ اعراب کے عامل دو قسم پر ہیں لفظی ومعنوی۔ لفظی کی تین قسمیں ہیں حروف، افعال اور اسماء ان تینوں کو تین باب میں ہم بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ ✦ پہلا باب حروف عاملہ میں ہے اور اس میں دو فصلیں ہیں۔

حالت جزمی کی مثالیں ہیں کیونکہ لم مضارع کو مجزوم کرتا ہے۔ ان میں اول مثال مضارع صحیح کی ہے اور پھر ترتیب وار معتل واوی اور معتل یائی اور الفی کی مثالیں ہیں۔ آپ نے اگر غور کیا تو معلوم ہوگا کہ ان صیغوں میں لن ناصبہ اور لم جازمہ کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا ہے۔ کیونکہ یہ بات پہلے بیان کی گئی ہے کہ نون اعرابی ان صیغوں میں ضمہ کے عوض لایا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ لن اور لم کے بعد مضارع مرفوع نہیں ہوتا ہے لہذا جب ضمہ کی حالت نہ رہی تو نون اعرابی جو کہ ضمہ کے قائم مقام ہے کیسے رہ سکتا ہے۔

مشقی سوالات

ذیل کی مثالوں میں مضارع کی قسمیں مع اعراب بیان کرو اور ترکیب بھی کرو۔ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ۔ لسوف یعطیك ربك فترضی۔ یُرِیدان ان یخرجاکم۔ اولئك یُسارِعُون فی الخیرات۔ هم یطعمون الطعام۔ لن اُکَلِّمَ الیوم۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ۔ هُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ۔ هُوَ یذهب۔ لا تحزنی۔ لم یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا۔ لن ترضٰی۔ عنك الیهودُ۔ یهدی مَنْ یَّشَاءُ۔ اولئك لم یؤمنوا۔ لم ینالوا خیرًا۔ هم یَسْتَبْشِرُوْنَ۔ نبلوکم بالشّر والخیر۔

تشریح۔ **قولہ** فصل بدانکہ الخ۔ جب اعراب کے بیان سے فارغ ہوگئے تو عامل جس کی وجہ سے اعراب آتے ہیں اس کا بیان کرتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں لفظی، معنوی۔ اول لفظی۔ لفظ کی طرف منسوب ہے بمعنی (لفظ والا)۔ اور دوم معنوی معنی کی طرف منسوب ہے (یعنی معنے والا) حاصل اس کلام کا یہ ہے کہ جو عامل لفظوں میں موجود ہو اس کو عامل لفظی اس کی جمع کو عوامل لفظیہ کہا جاتا ہے اور جو عامل لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ قرینہ یا قیاس مانا جاتا ہے ایسے عامل کو عامل معنوی اور اس کی جمع ہے عوامل معنویہ کہلاتی ہے۔

قولہ باب اول۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ عوامل کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک لفظی ہے جس کی تین قسمیں ہیں، حروف، افعال، اسماء سب سے پہلے حروف عاملہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔ اس باب میں دو فصلیں ہیں۔

فصل اول۔ در حروف عاملہ در اسم و آں پنج قسم ست قسم اول حروف جر و آں ہفت دہ است با و من و الی و حتی و فی و لام و رب و واؤ قسم و تائے قسم و عن و علی و کاف تشبیہ و مذ و منذ و حاشا و خلا و عدا ایں حروف در اسم روند و آخرش را جر کنند چوں المال لزید

ترجمہ۔ پہلی فصل حروف عاملہ کے بیان میں ہے جو کہ اسم میں عمل کرتے ہیں وہ پانچ قسم پر ہیں اول حروف جر۔ اور حروف جر سترہ ہیں (وہ یہ ہیں) با، من، الی، حتی، فی، لام، رب، واؤ قسمیہ، تائے قسمیہ، عن، علی، کاف تشبیہ، مذ و منذ، حاشا، خلا، عدا یہ سترہ حروف اسم پر داخل ہو کر اس کے آخر میں جر دیتے ہیں جیسے المال لزید میں۔

تشریح قولہ۔ جر۔ جر اور کسرہ ایک ہی حرکت کو کہتے ہیں۔ جر مصدر ہے بمعنے کھینچنا۔ چونکہ زیر کی حرکت سے کلمہ کی آواز میں ایک کشش پیدا ہوتی ہے اس لئے کسرہ کو جر کہتے ہیں۔ یاد رکھو کہ حروف جر فعل یا شبہ فعل کے اثرات معنوی کو اپنے معمول تک پہنچاتے ہیں اس لئے حروف جر صلہ فعل بھی کہلاتے ہیں۔

قولہ و آں ہفدہ است۔ یعنی حروف جر کل سترہ ہیں جو ہمیشہ اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اسے جر دیتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں: با و تا و کاف و لام، واؤ، منذ و مذ، خلا، رب، حاشا، من، عدا، فی، عن، علی، حتی، الی۔

قولہ المال لزیدٍ (یہ زید کا مال ہے) اس میں لام حرف جر ہے جو زید پر داخل ہو کر اس کو مکسور کر رہا ہے۔ اس میں المال مبتدا، لِ حرف جر، زید مجرور۔ جار و مجرور ملکر متعلق ثابت مقدر کے۔ ثابت مقدر اپنے متعلق سے ملکر خبر ہوئی مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ

کبھی حروف جر کو حذف کر دیتے ہیں مگر ان کے معنی مراد ہوتے ہیں تو وہ اسم منصوب ہوتا ہے اس کو منصوب بنزع الخافض کہتے ہیں یعنی جار اٹھانے کی وجہ سے اسم کو نصب دیا کرتے ہیں جیسے دخلتُ الدارَ اصل دخلت فی الدار تھا فی حرف جار کو حذف کر کے الدار منصوب بنزع الخافض ہے۔

تنبیہ۔ صاحب نحو میر نے حروف جارہ کے معانی نہیں بیان کئے۔ طلبہ کے نفع کا خیال کر کے ہم معانی حروف جارہ اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں طلبہ کو چاہئے کہ ان معانی کو خوب محفوظ کر لیں۔

با کے معانی جو بہت زیادہ استعمال ہوتے ہیں وہ یہ ہیں:۔

(۱) تعدیہ یعنی بؔ کی وجہ سے فعل لازمی متعدی کے معنے میں ہو جاتا ہے ذہب اتی بالمال (زید مال لایا) دیکھو اتی کے معنے ہیں آیا۔ لیکن بؔ کی وجہ سے لانے کے معنے ہو گئے۔ اسی طرح ذہب کے معنے ہیں گیا اور ذھب بزیدٍ زید کو لے گیا بؔ کی وجہ سے ذہب متعدی ہو گیا۔

(۲) استعانۃ۔ یعنی مدد چاہنے کے لئے جیسے کتبتُ بالقلمِ (میں نے قلم سے لکھا)۔ (۳) ظرف

کے لئے جیسے بعت الجمل بستین دینارًا (میں نے ساٹھ دینار کے عوض اونٹ فروخت کیا)۔

(۴) ب. قسم کے معنے دیتی ہے جیسے بربک (قسم ہے تیرے پروردگار کی)۔ البتہ اور حروف قسم سے ب میں زیادہ تعمیم ہے یہی وجہ ہے کہ ب اسم مظہر اور اسم مضمر دونوں پر داخل ہوتی ہے۔ بخلاف واؤ قسم کے کہ وہ فقط اسم ظاہر پر داخل ہوتی ہے مضمر پر نہیں اس لئے بِکَ موقع قسم میں استعمال ہوتا ہے اور ولک نہیں ہوتا۔

قولہ مِن

یہ حرف جار عام طور پر کسی فعل کی ابتدا بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے سِرتُ مِن الدھلی۔ یعنی میں نے چلنا دہلی سے شروع کیا۔

کبھی مِن تبعیض کے لئے آتا ہے جیسے اخذتُ مِن الدنانیر (میں نے چند دینار لئے) یہ مِن اس وقت صیغۂ جمع پر داخل ہوتا ہے۔

قولہ اِلیٰ

یہ حرف جار اکثر انتہائے فعل کو بتانے کے لئے آتا ہے جیسے سِرتُ من الدھلی الی المکۃ (میں دہلی سے مکہ تک گیا)۔

قولہ حتّٰی

یہ حرف جار اکثر الیٰ کے معنے دیتا ہے جیسے ذکرتُ اللّٰہ حتی الصباح (میں صبح تک حق تعالیٰ کو یاد کرتا رہا۔

یاد رکھو کہ حتّٰی کا داخل ہونا ضمیر پر جائز نہیں اس لئے حتاہ نہیں کہہ سکتے۔ اور الی ضمیر پر مثل اسم ظاہر کے داخل ہوتا ہے۔ جیسے الیہ المصیر۔ اور حتی کبھی حرف عطف بھی ہوتا ہے اس وقت حتی عامل نہیں ہوتا۔

قولہ فی

یہ حرف جار ظرفیت کے معنی دیتا ہے جیسے المال فی البیت (مال کمرہ میں ہے)۔ اور الماء فی الکوز (کوزہ میں پانی ہے)۔

قولہ لام

یہ حرف جار اپنے معمول کے لئے خصوصیت ثابت کرتا ہے جیسے الجُلّ للفرس

(جُبول گھوڑے کے لئے مخصوص ہے)

کبھی لام تعلیل یعنی علت فعل ماقبل بیان کرنے کے لئے آتا ہے جیسے صلّیت لرضوان اللہ (اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے نماز پڑھی)۔

هدایت

لام جارہ کبھی مفتوح ہوتا ہے اور کبھی مکسور۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر یہ لام اسم ظاہر پر داخل ہو تو مکسور ہوگا جیسے لِلّٰہِ تعالیٰ۔ اور جب اسم ضمیر واحد متکلم پر داخل ہو تب بھی مکسور ہے۔ جیسے لِی کیونکہ ی اپنے ماقبل کو کسرہ چاہتی ہے۔ یائے متکلم کے علاوہ جب کسی ضمیر پر داخل ہو تو مفتوح۔ جیسے لَنَا۔ لَکُمْ۔ اور اگر منادیٰ پر لام جارہ داخل ہو تو تب بھی مفتوح ہوگا۔ یا لَمُحَمَّدٍ۔

قولہ رُبَّ

بضم را اور تشدید با۔ یہ حرف جار بعض یا بہت کے معنے میں مستعمل ہوتا ہے جیسے رُبَّ رجل عالم لقیتُہٗ (میں بعض عالم سے ملا) اور رُبَّ بمعنے بہت کی مثال رُبَمَا یود الذین کفروا (بسا اوقات کفار تمنا کریں گے) یاد رکھو کہ جب رُبَّ کے بعد مازائدہ لگا دیں تو رُب کا داخلہ فعل پر بھی ہو سکتا ہے جیسے کہ اس مثال میں ہے۔

قولہ واو قسم

یہ حرف جار ہمیشہ اسم ظاہر ہی پر داخل ہوتا ہے جیسے وربّ الکعبۃ (کعبہ کے پروردگار کی قسم) یہ واو حرف عطف بھی ہوتا ہے اس وقت یہ فعل پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے زید قعد وقام۔

قولہ تائے قسم

یہ حرف جار صرف اسم ذات حق یعنی لفظ اللہ ہی پر داخل ہوتا ہے جیسے تاللہ اس لئے تالعزیز وغیرہ بھی درست ہے۔

قولہ عن

یہ حرف جار مجاوزت کے معنے دیتا ہے اور اس کی کئی صورتیں ہیں۔ کبھی وہ چیز مجرور عن سے زائل ہو جائے جیسے رمیت السہم عن القوس الی الارنب (میں نے تیر کمان سے خرگوش کی طرف پھینک دیا) یہاں پر قوس سے سہم تجاوز کر کے ارنب تک پہنچا۔ اور کبھی وہ شے مجرور عن سے زائل نہ ہو اور تجاوز بھی کر جائے جیسے اخذت علم الحدیث عن شیخ الاسلام۔ یہاں ظاہر ہے کہ علم مجرور عن سے تجاوز کر کے متکلم کو پہنچا مگر مجرور (شیخ الاسلام) سے زائل

قولہ علی۔ یہ حرف جار استعلاء کے معنے دیتا ہے کبھی یہ استعلاء حقیقۃً ہوتا ہے جیسے ھو علی السقف (وہ چھت پر

اور کبھی مجازاً ہوتا ہے جیسے علینا الحزن والھم (ہم پر رنج وغم مسلط ہے)

قولہ کاف تشبیہ - یہ حرف جار مشابہت بیان کرنے کے لئے آتا ہے جیسے ھو کالاسد (وہ مثل شیر ہے)۔

یاد رکھو کہ جس اسم پر یہ کاف تشبیہ داخل ہوتا ہے اس کو مشبہ بہ کہتے ہیں جیسے یہاں پر آسد مشبہ بہ ہے۔

قولہ مذ ومنذ - یہ دونوں حرف ہیں اگر ان کا تعلق زمانہ ماضی سے ہو تو فعل کی ابتداء بتاتے ہیں۔ جیسے ما رأیتہ مذ شھر رمضان (میں نے رمضان کے مہینہ سے اس کو نہیں دیکھا) اور اگر ان کا تعلق زمانۂ حال سے ہو تو ظرفیت فعل کا معنٰے ادا کرتے ہیں یعنی یہ بتانے کے لئے کہ فعل کا تمام زمانہ یہی ہے جیسے ما لقیتہٗ منذ شھرنا ھذا۔

قولہ حاشا وخلا وعدا - یہ تینوں حروف جارہ ہیں استثناء کے معنٰے دیتے ہیں جیسے جاءنی قوم قریش حاشا ابی لھب (میرے پاس ساری قوم قریش آئی سوائے ابو لہب کے)

قولہ آخرش را بجر کنند - مطلب یہ ہے کہ یہ سترہ حروف جارہ کا ایک ہی عمل ہے کہ یہ اسم کو مجرور کر دیتے ہیں۔

ف - حاشا کا مصدر محاشاۃ اور خلا کا مصدر خلو۔ اور عدا کا مصدر عدوٌ ہے۔ لہٰذا یہ تینوں اصل وضع کے لحاظ سے فعل ہیں مگر معنی میں حرف استثناء الّا کے واقع ہوتے ہیں اور جب یہ تینوں فعل ہی مستعمل ہوں تو ان کے بعد اسماء کو منصوب قرار دیا جائے گا۔ جیسے جاءنی القوم حاشا عمرًا۔ اس وقت حاشا فعل ضمیر مستتر اس کا فاعل عمرًا مفعول بہ ہے۔

مشقی سوالات

امثلۂ مذکورہ میں حروف جر اور ان کے عمل و تعلق میں غور کرو اور ترکیب بھی کرو۔ من الناس من یقول اٰمنا باللہ۔ ارسلنا الیھم۔ ید خلون فی دین اللہ۔ اَنعمتَ علیھم۔ الحمد للہ۔ تاللہ لا کیدنّ اصنامکم۔ رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔ وجہ زیدٍ کالقمر۔ الصدقات للفقراء۔ علیکم قارٌ لھم حکومۃٌ۔ ادبُ المرءِ خیرٌ من ذھبہٖ۔ استراحۃ النفس فی الیاس۔ اخفاء الشدائد من المروّۃ توکّلوا علیہ۔ دواء القلب الرضا بالقضاء۔ لکم دینکم۔ خیر المال ما انفق فی سبیل اللہ۔ انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ سرورک بالدنیا غرورٌ۔ زیارۃ الضعفاء من التواضع۔ رأیتُ طلبۃ العلم خلا زیدٍ۔ ما رأیتُہٗ مذ یوم الجمعۃ۔ علیکم ھیبتہٗ۔ فضّلنا بعضھم علی بعضٍ۔ للّٰہ ما فی السمٰوات۔ ھلاک المرء فی العجب نور المؤمن من قیام اللیل۔ لھم فیھا ازواجٌ مطھّرۃٌ۔ یھدی من یشاءُ الٰی صراطٍ مستقیم۔ الی اللہ ترجعُ الامور۔ لا تدخلوا بیوتًا حتی تستأذنوا۔ لا تصلی حتی تتوضّأ۔ رُبَّ عالمٍ لقیتُ۔ العاقبۃ للمتقین +

دوم حروف مشبہ بفعل و آں شش ست إِنَّ و أَنَّ و كَأَنَّ و لٰكِنَّ و لَيْتَ و لَعَلَّ ایں حروف را اسمی باید منصوب و خبرے مرفوع چوں إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ زید را اسم إنّ گویند و قائم را خبر إنّ بدانکہ إنّ و أنّ حروف تحقیق ست و کأنّ حرف تشبیہ

ترجمہ - حروف عاملہ کی دوسری قسم حروف مشبہ بالفعل ہیں اور وہ چھ ہیں إِنَّ و أَنَّ. کَأَنَّ و لٰکِنَّ. لَیْتَ و لَعَلَّ یہ حروف اپنے اسم کو نصب دیتے ہیں اور خبر کو رفع جیسے إِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ زیدًا کو اسم إنّ اور قائمٌ کو إنّ کی خبر کہتے ہیں جاننا چاہئے کہ إنّ و أنّ حروف تحقیق ہیں اور کأنّ حرف تشبیہ

تشریح قولہ دوم حروف مشبہ بالفعل - حروف عاملہ جو کہ اسماء پر داخل ہوتے ہیں ان کی دوسری قسم حروف مشبہ بالفعل ہیں۔ حروف مشبہ بالفعل ایسے حروف کو کہا جاتا ہے جو کہ فعل سے مشابہت رکھتے ہیں وہ چھ ہیں۔ إِنَّ۔ أَنَّ۔ کَأَنَّ۔ لٰکِنَّ۔ لَیْتَ۔ لَعَلَّ۔ ان حروف کو فعل سے لفظاً اور معنیً ہر دو اعتبار سے مشابہت ہے کیونکہ ان حروف کے معانی پر اگر نظر کرو تو بالکل فعل ماضی کے سے معنے ہیں۔ چنانچہ أَنَّ۔ إِنَّ۔ بمعنے حققتُ، اکدتُ کے ہیں۔ کَأَنَّ شبہتُ کے ہم معنے ہے اور لٰکِنَّ۔ استدرکتُ کے معنیٰ میں ہے۔ لَیْتَ۔ تمنیتُ کے معنے میں ہے اور لَعَلَّ۔ ترجوتُ کے ہم معنے ہے۔ اور لفظاً یہ حروف فعل کے ہم وزن ہیں جیسے أَنَّ۔ فَرَّ اور لَیْتَ۔ لَیْسَ کے ہم وزن ہے۔ اور جس طرح فعل ثلاثی اور رباعی ہوتا ہے یہ بھی بعض ثلاثی ہیں جیسے إنّ۔ أنّ لیتَ اور بعض رباعی ہیں جیسے کأنّ۔ لکنّ۔ لعلّ۔ یہ سب حروف مبنی بر فتحہ ہیں۔

قولہ اسمے باید منصوب و خبرے مرفوع۔ یعنی یہ سب حروف جملہ اسمیہ (مبتدا۔ اور خبر) پر داخل ہوتے ہیں مبتدا کو منصوب اور خبر کو مرفوع کیا کرتے ہیں مگر ان حروف کے داخل ہونے کے بعد مبتدا کو مبتدا نہیں کہا جاتا بلکہ ان حروف کا اسم کہا جاتا ہے اور خبر کو ان حروف کی خبر کہا جاتا ہے۔

قولہ - إِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ (بیشک زید کھڑا ہے) مثال ہے یعنی زَیْدٌ قَائِمٌ جملہ اسمیہ (مبتدا، اور خبر) تھا اس پر إنّ داخل ہوا۔ مبتدا یعنی زیدًا کو منصوب کر دیا اور خبر یعنی قائمٌ کو مرفوع ہے اس میں إنّ حرف مشبہ بالفعل زیدًا اس کا اسم اور قائمٌ اس کی خبر ہے۔ إنّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوتا ہے۔

قولہ إنّ و أنّ حروف تحقیق۔ یعنی إنّ اور أنّ دونوں مضمون جملہ کی تحقیق و تاکید کے لئے آیا کرتے ہیں بمعنے (بیشک۔ تحقیق) مضمون جملہ سے مراد خبر کے مصدری معنی ہیں جو اسم کی طرف مضاف ہوں چنانچہ إنّ زیدًا قائمٌ کے معنی ہیں لا ریب فی قیام زید کیونکہ مضمون جملہ قیامُ زیدٍ ہے یعنی زید کے کھڑے ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ **قولہ** و کأنّ حرف تشبیہ۔ یعنی کأنّ تشبیہ ظاہر کرنے کے لئے آیا کرتا ہے بمعنے (گویا۔ گویا کہ) جیسے کأنّ زیدًا اسدٌ (گویا کہ زید شیر ہے) یعنی زید بہت بہادر ہے اور بہادر ہونے میں شیر سے مشابہت ہے۔

وَلٰكِنَّ حرف استدراک ولَيْتَ حرف تمنی ولَعَلَّ حرف ترجی

ترجمہ: اور لٰکِنَّ حرف استدراک اور لَیْتَ حرف تمنی اور لَعَلَّ حرف ترجی ہے۔

تشریح قولہ لٰکن حرف الاستدراک الخ: استدراک معنی لغت میں کسی بُرائی کا تدارک اور تلافی کرنے کا ہے اور اصطلاح میں کلام سابق سے جو شبہ پیدا ہو اس کے دُور کرنے کو استدراک کہتے ہیں۔ مثلاً زید اور عمر دونوں ساتھ ساتھ رہتے ہیں جب ایک کسی کام کو جاتا ہے دوسرا اس کے ہمراہ رہتا ہے۔ اور کوئی شخص کہے جاء نی زید تو فوراً ذہن میں یہ خیال آوے گا کہ عمر بھی آیا ہوگا۔ اس کے بعد متکلم نے کہا لٰکنّ عمر ما جاء۔ تو لٰکنّ سے کلام سابق سے جو شبہ پیدا ہو گیا تھا اس کو زائل کر دیا۔

قولہ لیت حرف تمنی۔ حرف لیت انشاء تمنی کے لئے آتا ہے اس لئے اس کا تعلق ممکن الحصول اور غیر ممکن الحصول دونوں قسم کی چیزوں سے ہوتا ہے۔

قولہ لعل۔ یہ حرف انشاء ترجی کے لئے آتا ہے۔ جیسے لعل اللّٰہ یحدث بعد ذٰلک امراً یاد رکھو کہ لعل کا استعمال صرف ممکن الحصول چیزوں میں ہوتا ہے اس لئے لعل الشباب یعود کہنا جائز نہیں کیونکہ جوانی کا لوٹ کر آنا ممکن نہیں ہے۔

ف۔ حروف مشبہ بالفعل ہمیشہ فعل کے شروع میں آتے ہیں۔ ان حروف کے استعمال کے مواقع مختلف ہیں مثلاً اِنَّ واَنَّ جملہ کی تاکید کے لئے آتے ہیں اور کاَنَّ تشبیہ کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے زید شجاعٌ کانّہ اسدٌ یعنی زید بہادر ہے گویا کہ وہ شیر ہے۔ لٰکنّ شبہ دور کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے زید جاء ولٰکن ما جاء خالد (زید تو آ گیا مگر خالد نہیں آیا) ان چاروں کے ساتھ جو جملے تیار ہوتے ہیں وہ تمام جملے خبریہ ہوتے ہیں۔ لَیتَ تمنا کے لئے ہیں اور لَعَلَّ امید ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے ان دونوں سے جو جملے تیار ہوتے ہیں وہ جملے سب انشائیہ ہوتے ہیں۔

مشقی سوالات

ذیل کی مثالوں میں حروف مشبہ بالفعل کے عمل کو دیکھو اور ہر مثال کی ترکیب بھی کرو۔

اِنَّ اللّٰہ سمیعٌ علیمٌ۔ اِنّہٗ علیمٌ حکیمٌ۔ اِنّی اَعلمُ غیبَ السّمٰوٰتِ والارض۔ انّھا صالحۃٌ۔ اِنّھم قاعدُوْنَ۔ اِنّھنَّ قانتاتٌ۔ اِنّا قاعِدُوْنَ۔ عَلِمتُ اَنَّ زیدًا ذاھبٌ۔ اَعلم اَنّ اللّٰہ عزیزٌ حکیمٌ۔ اِعلمُوْا اَنَّ اللّٰہ شدید العقاب۔ واَنّ اللّٰہ غفورٌ رحیمٌ۔ کاَنَّ زیدًا قمرٌ۔ کانّہٗ اسدٌ۔ کانّھم شموسٌ۔ لعلّھم یرجعُوْنَ۔ لعلّکم تشکرُوْنَ۔ لعلّ اللّٰہ یرزقنی صلاحًا۔ لعلکم تتّقُوْنَ۔ لیتنی کنت ترابًا۔ لیت اخا عمرٍ وحاضرٌ۔ لعلّھا اُختُ بکرٍ۔ انّی عبد اللّٰہ۔ لعل

سوم ما و لا المشبہتان بلیس و آں عمل لیس می کنند چنانکہ گوئی مَا زَیْدٌ قَائِمًا زید اسم ما ست وقائما خبر او چہارم لائ نفی جنس اسم ایں لا اکثر مضاف باشد منصوب و خبرش مرفوع چوں لا غلام رجلٍ ظریفٌ فی الدار و اگر نکرہ مفردہ باشد مبنی باشد بر فتحہ چوں لا رجلَ فی الدار

ترجمہ حروف عاملہ کی تیسری قسم ما اور لا ہیں جو لیس کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں جیسا کہ تو کہے ما زیدٌ قائمًا (تو اس میں) زید ما کا اسم ہے اور قائما اس کی خبر (واقع) ہے۔ حروف عاملہ کی چوتھی قسم لائ نفی جنس ہے اس لا (نفی جنس) کا اسم اکثر مضاف ہوتا ہے منصوب اور اس لا (نفی جنس) کی خبر مرفوع جیسے لا غلام رجلٍ ظریفٌ فی الدار اور اگر اسم نکرہ مفردہ ہو تو اس وقت مبنی بر فتحہ ہوگا جیسے لا رجلَ فی الدار

اَبَا جَاهِلٌ۔ عَلِمْتُ اَنَّ اَخَا زَیْدٍ جَاهِلٌ۔ اِنَّهٗ ذُوْ عِلْمٍ۔ انما یتذکر اولوا الالباب۔ اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ یحیی الارض بعد موتها۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ یَا لَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ۔ اِنَّ زلزلة السَّاعة شئ عظیم۔ ان اٰبانا لفی ضلالٍ مبینٍ۔ لَعَلَّ السَّاعَةَ قریبٌ۔ انّ المؤمنین فائزون۔ اِنَّ اِخْوَیْ زَیْدٍ حاضران۔ اِنَّ زَیْنَبَ قَائِمَةٌ۔ لیت بنی زیدٍ ینصرونَ۔ انّ المتقین فی جنّاتٍ وعیون

تشریح۔ قولہ ما و لا المشبہتان الخ ما۔ یعنی تیسرا عامل ما اور لا ہیں جو کہ لیس سے مشابہت رکھتے ہیں معنے میں بھی مشابہت ہے کہ نفی کے معنے دیتے ہیں اور عمل میں بھی مشابہت رکھتے ہیں کہ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں ما کا اسم معرفہ اور نکرہ دونوں ہو سکتا ہے جیسے

ما خالد غائبًا و ما رجل نائمًا۔ مگر لا کا اسم ہمیشہ نکرہ ہی ہوتا ہے جیسے لا رجل اعلم منک

قولہ لائے نفی جنس۔ یعنی چوتھا عامل حرف وہ لا ہے جو کہ جنس کی نفی کے لئے آتا ہے اس کا اسم عموماً نکرہ ہی ہوتا ہے۔

قولہ اکثر مضاف باشد منصوب الخ یعنی لائے نفی جنس کا اسم اکثر مضاف ہوتا ہے اور منصوب ہوتا ہے اور خبر مرفوع۔

جیسے لا غلام رجل ظریف فی الدار۔ اس میں غلام رجل مرکب اضافی لا کا اسم ظریفٌ خبر اول۔ فی الدار جار مجرور مع ثابت محذوف خبر ثانی۔ لا اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قولہ۔ و اگر نکرہ مفرد باشد الخ اگر اس لا کا اسم مضاف نہ ہو بلکہ غیر مضاف ہو

واگر بعد او معرفہ باشد تکرار لا با معرفہ دیگر لازم باشد و لا ملغیٰ باشد یعنی عمل نہ کند وآں معرفہ مرفوع باشد بابتدا چوں لَا زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو و اگر بعد آں لا نکرہ مفرد باشد مکرر با نکرہ دیگر درو پنج وجہ رواست لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰہِ

ترجمہ۔ اور اگر لا کے بعد اس کا اسم معرفہ ہوگا تو لا کا تکرار دوسرے معرفہ کے ساتھ ضرور ہوگا اور (ایسی صورت میں) لا ملغیٰ ہوگا یعنی عمل نہیں کرے گا اور اگر وہ معرفہ مرفوع ہوگا مبتدا ہونے کی وجہ سے جیسے لَا زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو اور اگر اس لا کے بعد نکرہ مفردہ ہو (یعنی مضاف نہ ہو) اور مکرر ہو دوسرے نکرہ کے ساتھ اس میں اعراب کی پانچ صورتیں درست ہیں (اول) جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور (دوم) لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ اور (سوم) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ اور (چہارم) لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور (پنجم) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰہِ۔

یہاں پر مفرد سے مراد غیر مضاف ہے تو وہ نکرہ ہوگا اور فتحہ پر مبنی ہوگا جیسے لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ۔ رجل لا کا اسم۔ ثابت محذوف مع فی الدار کے خبر۔ لا مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تشریح - قولہ۔ اگر بعد او معرفہ باشد۔ مراد یہ ہے کہ اگر لا نفی جنس کا اسم نکرہ نہ ہو بلکہ معرفہ ہو تو ضروری ہے کہ لا کو دوبارہ مع اسم معرفہ لایا جائے۔ اس صورت میں لای نفی جنس عامل نہ ہوگا بلکہ اُس کو ملغیٰ کہا جائے گا۔ جیسے مصنف نے اس کی مثال میں فرمایا لَا زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو یہاں پر لا کا اسم زید معرفہ ہے لہٰذا تکرار لا ضروری ہے۔ اور لا عامل نہ ہوا۔ اس لئے زیدٌ مرفوع ہے۔

ترکیب مثال

زید معطوف علیہ واو حرف لا زائد عمرو معطوف۔ معطوف علیہ مع معطوف مبتدا ثابتان محذوف ضمیر ہما مستتر کا مرجع زید اور عمر ہیں عند مضاف ی متکلم مضاف الیہ۔ مضاف با مضاف الیہ ظرف ثابتان اور مع ظرف خبر مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہے۔

قولہ اگر بعد آں لا نکرہ مفرد باشد الخ حاصل کلام یہ ہے کہ اگر لائے نفی جنس کا اسم نکرہ مفرد ہو۔ مفرد سے مراد یہ ہے کہ مضاف نہ ہو تو ایسے

اسم لائے نفی جنس پر وجوہ اعراب کی پانچ صورتیں درست ہیں بشرطیکہ لائے نفی جنس کو دوسرے اسم نکرہ کے ہمراہ مکرر استعمال کیا جائے اور ان کے درمیان حرف عطف لایا جائے جیسے لاحول ولا قوۃ اِلَّا باللہ۔ وجوہ اعراب کی تفصیل یہ ہے۔

اول دونوں لا کو نفی جنس کا مانا جائے اور دونوں اسموں کو مبنی بر فتحہ پڑھا جائے جیسے لاحولَ ولا قوۃَ اِلَّا باللہ۔ اب اس جملہ میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اول صورت یہ اس کو ایک ہی جملہ قرار دیا جائے اور اصل عبارت یہ مانی جائے لاحول ولا قوۃ ثابتان باحدٍ الا باللہ۔ ترکیب یوں ہوگی۔ لائے نفی جنس حولَ معطوف علیہ اور قوۃ معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر لا کا اسم۔ ثابتان اسم فاعل باحدٍ مستثنیٰ منہ۔ الّا حرف استثناء۔ باللہ جار مجرور مستثنیٰ۔ مستثنیٰ منہ ہے۔ مستثنیٰ متعلق ثابتان کے۔ ثابتان اسم مع فاعل ضمیر مستتر اور متعلق خبر۔ لائے نفی جنس مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو اصل میں دو جملے قرار دیا جائے اور اصل عبارت یہ ہو لاحول عن معصیۃ اللہ اِلَّا باللہ ولا قوۃ علیٰ طاعۃ اللہ اِلَّا باللہ۔

دوم۔ ہر دو لا کو عامل نہ قرار دیا جائے اس لئے حولٌ اور قوۃٌ مرفوع منوّن پڑھا جائے جیسے لاحولٌ ولا قوۃٌ اِلَّا باللہ۔ ترکیب اس طرح ہے۔ حول و قوۃ معطوف علیہ با معطوف مبتدا۔ ثابتان اسم فاعل مع متعلق باحدٍ الّا باللہ خبر۔ مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوم اول لا کو تو نفی جنس کا قرار دیا جائے اس لئے حولَ کو مبنی بر فتحہ دیا جائے اور دوسرے لا کو عامل نہ بنایا جائے اور قوۃ کو مرفوع کیا جائے جیسے لاحولَ ولا قوۃٌ الا باللہ۔

ترکیب۔ لائے نفی جنس۔ حولَ اسم معطوف علیہ۔ لا زائد۔ قوۃ معطوف۔ معطوف علیہ با معطوف لا کا اسم۔ ثابتان اسم فاعل۔ باحدٍ الا باللہ اس کے متعلق ثابتان مع متعلق خبر۔ لا مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

چہارم۔ یہ ہے کہ پہلا لا تو نفی جنس کے لئے ہو اور دوسرا لا کو زائدہ کہا جائے۔ اور قوۃ پر مرفوع نہ پڑھا جائے بلکہ منصوب یعنی لاحولَ ولا قوۃً الا باللہ پڑھا جائے اس وقت قوۃ لفظاً حول پر معطوف ہوگا اور اس وقت وہی ترکیب ہوگی جو صورت سوئم میں گذر چکی ہے۔ اور اصل عبارت اس طرح ہوگی لاحول ولا قوۃ ثابتان باحدٍ الا باللہ۔

پنجم۔ اول لا کو غیر عامل قرار دیا جائے اور حولٌ کو مرفوع ہو مبتدا ہونے کی وجہ سے اور لائے ثانیہ کو

پنجم حرف ندا و آں پنج ست یا و آیا و ھیا و ای و ھمزہ مفتوحہ

ترجمہ - پانچویں قسم حروف ندا ہے اور وہ پانچ حرف ہیں یا و ایا - ھیا و ای اور ھمزہ مفتوحہ

نفی جنس کے لئے مانا جائے اور قوۃ کو مبنی بر فتحہ پڑھا جائے۔ جیسے
لَاحَوْلُ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔
یہ تو صورت عکس ہے صورت سوئم کا اور اس کی ترکیب بالکل ظاہر ہے۔
اور اب اصل عبارت یہ ہے۔ لاحول ولا قوۃ ثابتان باحد الا باللہ۔

مشقی سوالات

امثلۂ ذیل میں ما و لا مشابہ بلیس اور لائے نفی جنس کے عمل میں غور کر کے بتاؤ کہ کونسی مثال کونسی قسم کی ہے۔ اور ترکیب بھی کرو۔ ماھذا بشراً۔ لاعقل لہ۔ لادینار وَلا درھم لابنی۔ لاکیل لکم عندی ماانت بمؤمن۔ مالکم عندی زاد ولا حلۃ۔ لا ایمان لمن لا مروۃ لہ۔ لا فقر للعاقل۔ لاحرمۃ للفاسق۔ لاراحۃ للحسود۔ لاغمّ القانع۔ لاکرامۃ للکاذب۔ ماھن امھاتھم۔ یوم القیامۃ یومٌ لابیعٌ فیہ ولاخلۃٌ ولاشفاعۃٌ۔ لامروۃ للمرأۃ۔ لاعقل للکافر لادین لمن لا امانۃ لہ۔ ماھذا قول البشر۔ ماھم بخارجین من النار۔ لا اکراہ فی الدین۔

قولہ ندا یہ مصدر ہے اصل میں تھا نداء بروزن عتاب بمعنے آواز دینا۔ ندا اصطلاح نحو میں حرف ندا کے ذریعہ سے منادیٰ کی توجہ کسی طرف کرانا ندا کہلاتا ہے۔

حرف ندا کے ذریعہ سے جس کو پکارا جائے اُس کو مُنادیٰ (بمعنے پکارا ہوا) کہا جاتا ہے۔ جیسے یااللہ۔ اور جس مقصد کے لئے پکارا جائے جب اُس کو بعد ندا بیان کرتے ہیں۔ اس کو جواب ندا کہتے ہیں۔ جیسے یااللہ انصرنی (اے اللہ میری مدد کر) اس میں یااللہ منادیٰ۔ انصرنی جواب ندا۔ ندا مع جواب جملہ ندائیہ انشائیہ ہوا۔ کبھی حرف ندا لفظوں میں ہوتا ہے اور کبھی تقدیراً جیسے یوسفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذا۔ اصل میں تھا یا یوسفُ الآیۃ۔ یہاں حرف ندا کو حذف کر دیا ہے۔

قولہ و آں پنج است الخ یعنی ندا کے لئے پانچ حرف مقرر ہیں وہ یہ ہیں یا۔ ایا۔ ھیا۔ ای اور ھمزہ مفتوحہ (بمعنے ای)

واین حروف منادیٰ مضاف را نصب کنند چوں یَا عَبْدَ اللّٰہِ و مشابہ مضاف را چوں یَا طَالِعًا جَبَلًا و نکرۂ غیر معین را چنانچہ اعمٰی گوید یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ

ترجمہ۔ یہ حروف منادیٰ مضاف کو نصب دیتے ہیں جیسے یا عبدَ اللہ اور منادیٰ مشابہ مضاف کو بھی۔ جیسے یا طالعاً جبلاً اور منادیٰ نکرہ غیر معین کو بھی (نصب دیتے ہیں) جیسے اندھا کہے یا رجلاً خذ بیدی۔

تشریح قولہ۔ منادیٰ مضاف را نصب کنند چوں یا عبداللہ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ منادیٰ کے مختلف اعراب ہوتے ہیں ان کی تفصیل بیان کرتے ہیں سب سے پہلے صورت یہ ہے کہ منادیٰ اسم مضاف ہو تو اُس کو منصوب پڑھا جاتا ہے جیسے یا عبد اللہ۔

ف۔ منادیٰ کے منصوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ دراصل مفعول بہ ہے جیسے یا عبد اللہ اصل میں ادعو عبد اللہ تھا تو دراصل عبد اللہ ادعو کا مفعول بہ تھا۔ مگر نحاۃ میں اختلاف ہے کہ منادیٰ معنےٰ کے لحاظ سے کس کا مفعول بہ ہے۔ سیبویہ وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ منادیٰ فعل ادعو محذوف کا مفعول بہ ہے۔ اور بعض نحویوں کا خیال یہ ہے کہ حرف ندا عامل ہے اور یہ معنےٰ میں ادعو فعل متکلم کے ہے۔ بظاہر حضرت مصنف نحو میر کی نظر میں یہ قول راجح ہے اس لئے کہ فرمایا ہے۔ ایں حروف منادیٰ را نصب کنند۔

قولہ ومشابہ مضاف را الخ مشابہ مضاف اسے کہتے ہیں جو لفظاً مضاف نہیں ہوتا مگر اس معنی کے اعتبار سے کہ مضاف کی طرح وہ بھی تمام ہونے کے لئے ایک اسم کو ساتھ ملانے کا محتاج ہوا کرتا ہے اور مضاف سے مشابہت رکھتا ہے حروف ندا ایسے الفاظ کو بھی نصب دیا کرتے ہیں جیسے یا طالعاً جبلاً (اے پہاڑ پر چڑھنے والے) اس میں طالعاً اپنے لفظ کے اعتبار سے مضاف نہیں ہے مگر تمام ہونے کے لئے جبلاً کا محتاج ہے کیونکہ طالعاً کے معنی جبلاً کے سُننے سے ہی مخاطب کے سمجھ میں مکمل طور پر آتے ہیں۔ اس کے بغیر معنی مکمل سمجھ میں نہیں آتے جیسا کہ مضاف ہونے کی صورت میں محتاج ہوتا۔ اس میں یا حرف ندا، قائم مقام ادعو۔ ادعو فعل، ضمیر انا مستتر فاعل، طالعاً صیغہ اسم فاعل اس میں ضمیر مستتر فاعل جبلاً مشابہ مفعول بہ اسم فاعل اپنے فاعل اور مشابہ مفعول بہ سے مل کر منادیٰ (یعنی ادعو فعل کا مفعول بہ) ندا، منادیٰ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ندائیہ ہوگا۔

قولہ ونکرۂ غیر معین الخ یعنی حروف ندا کا منادیٰ اگر نکرہ غیر معین ہو تو وہ بھی منصوب ہوا کرتا ہے جیسے کوئی راہ چلتا نابینا شخص کہا ہے یا رجلاً خذ بیدی (اے کوئی مرد! میرا ہاتھ پکڑ) ظاہر ہے کہ اس میں رجلاً نکرہ غیر معین ہے کیونکہ نابینا شخص کسی خاص آدمی کو نہیں پکارتا اس لئے کہ وہ بینائی سے محروم ہوتا ہے اس میں یا، حرف ندا،

و منادیٰ مفرد معرفہ مبنی باشد بر علامت رفع چوں یَا زَیْدُ و یَا زَیْدَانِ و یَا مُسْلِمُوْنَ و یَا مُوْسٰی و یَا قَاضِیْ بدانکہ اَیْ و ہمزہ برائے نزدیک است و اَیَا و ہَیَا برائے دور و یَا عام۔

ترجمہ۔ اور منادیٰ مفرد معرفہ مبنی ہوتا ہے حالت رفع میں مفرد سے مراد ہے کہ نہ مضاف ہو اور نہ مشابہ مضاف جیسے یَا زَیْدُ اور یَا زَیْدَانِ اور یَا مُسْلِمُوْنَ یَا مُوْسٰی یَا قَاضِیْ۔ جاننا چاہیے کہ اَیْ اور ہمزہ نزدیک شخص کو پکارنے کیلئے مستعمل ہوتا ہے اور اَیَا و ہَیَا دور کے لئے اور یَا حرف ندا عام ہے۔

قائم مقام ادعو کے۔ ادعو فعل بافاعل، رجلاً منادیٰ منصوب یعنی مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر ندا۔ خذ فعل امر ضمیر انت مستتر۔ فاعل۔ ب حرف جر، یہ مضاف، یائ متکلم مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور۔ جار مجرور سے مل کر متعلق فعل (خذ) کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جواب ندا، ندا اپنے جواب سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ندائیہ ہوا۔

قولہ۔ و منادیٰ مفرد معرفہ الخ یعنی اگر منادیٰ مفرد ہو (یعنی مضاف اور شبہ مضاف نہ ہو) اور معرفہ ہو، خواہ وہ پہلے ہی سے معرفہ ہو یا منادیٰ بننے کے بعد معرفہ ہو گیا ہو تو وہ علامت رفع پر مبنی ہوا کرتا ہے۔

قولہ یا زید۔ منادیٰ مفرد معرفہ کی مثال ہے کہ علامت رفع یعنی ضمہ پر مبنی ہے کیونکہ مفرد منصرف صحیح حالت رفعی میں مضموم ہوا کرتا ہے یہ اس معرفہ کی مثال ہے جو پہلے ہی سے معرفہ ہے۔

قولہ یا زیدان۔ یہ بھی منادیٰ مفرد معرفہ کی مثال ہے جو علامت رفع یعنی الف و نون پر مبنی ہے کیونکہ مثنیٰ کا اعراب حالت رفعی میں الف و نون کے ساتھ آیا کرتا ہے یہ حرف ندا داخل ہونے کے بعد معرفہ ہوا ہے۔

قولہ یا مسلمون۔ یہ بھی منادیٰ مفرد معرفہ کی مثال ہے جو علامت رفع یعنی واؤ و نون پر مبنی ہوتا ہے کیونکہ جمع مذکر سالم کا اعراب حالت رفعی میں واؤ اور نون کے ساتھ ہوا کرتا ہے یہ بھی حرف ندا داخل ہونے کے بعد معرفہ بنا ہے اور پہلے گذر چکا ہے کہ مفرد سے یہاں مراد یہ ہے کہ وہ نہ مضاف ہو اور نہ شبہ بمضاف۔

قولہ یا موسیٰ۔ یہ منادیٰ مفرد معرفہ کی مثال ہے جو علامت رفع پر مبنی ہے جو تقدیراً آ رہا ہے کیونکہ اسم مقصور کا اعراب تینوں حالتوں میں مقدر ہوا کرتا ہے۔ لفظ موسیٰ ندا ہی سے پہلے معرفہ ہے۔

قولہ یا قاضی۔ یہ بھی منادیٰ مفرد معرفہ کی مثال ہے۔ یہاں بھی اعراب تقدیری ہی آئے گا کیونکہ اسم منقوص کا رفع تقدیری ہوا کرتا ہے یہ ندا کے بعد معرفہ بنا ہے۔ کیونکہ قاضی بغیر ندا کے نکرہ ہے

ف۱۔ لفظ اللہ کے ساتھ بعض اوقات حرف ندا یا حذف کر کے آخر میں ایک میم مشدد اس کے قائم مقام کر کے لے آیا کرتے ہیں جیسے اَللّٰھُمَّ (یعنے اے اللہ) یہ اصل میں یا اللہ تھا۔ یا کے عوض میم مشدد لگا دیا گیا ہے۔

ف۲۔ حرف ندا بعض اوقات حذف بھی ہو جایا کرتا ہے جیسے یوسف اعرض اور السلام علیک ایہا النبی الخ میں یا حرف ندا محذوف ہے۔ اصل میں یا یوسف اور یا ایہا النبی تھا۔

فصل دوم در حروف عاملہ در فعل مضارع و آں بر دو قسم ست قسم اول حروفیکہ فعل مضارع را بنصب کنند و آں چہار ست اول اَنْ چوں اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ و اَنْ با فعل معنی مصدر باشد یعنی اُرِیْدُ قِیَامَکَ و بدیں سبب اورا مصدریہ گویند۔ دوم لَنْ چوں لَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ و لن برائے تاکید نفی ست سوم کَیْ چوں اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ

ترجمہ: دوسری فصل حروف عاملہ کے بیان میں جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں اور وہ دو قسم پر ہے۔ پہلی قسم ایسے حروف کے بیان میں جو فعل مضارع کو نصب کرتے ہیں اور وہ چار ہیں اوّل اَنْ جیسے اُرِیدُ اَنْ تَقُوْمَ اور اَنْ فعل کے ساتھ مصدر کے معنی میں ہوتا ہے یعنی اُرِیْدُ قِیَامَکَ اور اسی سبب سے اَنْ کو مصدریہ کہتے ہیں۔ دوم لَنْ ہے جیسے لن یخرج اور لَنْ نفی کی تاکید کے لئے ہے۔ سوم کَیْ ہے جیسے اسلمتُ کَیْ اَدخلَ الجنّۃَ۔

تشریح قولہ در حروف عاملہ در فعل مضارع الخ اس فصل میں اُن حروف عاملہ کی تفصیل ہے جو کہ فعل پر عمل کرتے ہیں یاد رکھو کہ فعل ماضی۔ فعل امر مبنی ہیں لہذا فعل مضارع ہی ایک ایسا فعل ہے جو کہ عامل کے اثر کو قبول کرتا ہے۔ فعل مضارع پر عمل کرنے والے حروف دو قسم کے ہیں۔ اول جو کہ فعل مضارع کو منصوب کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو کہ فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔

قولہ اَنْ۔ کا معنوی عمل تو یہ ہے کہ فعل مضارع اَنْ کی وجہ سے معنے مصدر میں ہو جاتا ہے جیسا ارید اَنْ تقوم معنیٰ میں ارید قیامک کے ہے۔ دوسرے لفظی عمل یہ ہوتا ہے کہ سات صیغوں سے نون اعرابی کو گرا دیتا ہے اور پانچ صیغوں کو نصب دیتا ہے اور دو صیغے جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر میں کوئی عمل نہیں کرتا کیونکہ وہ مبنی ہیں۔

قولہ دوم لن۔ اس کا لفظی عمل مثل اَنْ کے ہے لیکن اس کا معنوی عمل یہ ہے کہ مضارع کو صرف مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ اور نفی مؤکد کے معنیٰ دیتا ہے۔ جیسے لن یاکل زید (زید ہرگز زمانۂ مستقبل میں نہ کھائے گا)۔

قولہ کَیْ۔ اس کا لفظی مثل اَنْ کے ہے اور معنوی عمل اس کا یہ ہے کہ لفظ کَیْ اپنے ماقبل اور مابعد میں علاقہ سببیت اور مسببیت پیدا کرتا ہے۔ اور کَیْ کا مابعد اپنے ماقبل فعل کا سبب ہوا کرتا ہے جیسے اٰمنت باللّٰہ کَیْ ادخل الجنّۃ۔ میں ایمان لایا اللہ پر تاکہ جنت میں داخل ہو جاؤں۔ اس میں ایمان لانے کا سبب دخولِ جنت کی خواہش کو قرار دیا گیا ہے۔ ترکیب جملہ اس طرح ہے۔ آمنت فعل با فاعل۔ باللّٰہ جار مجرور متعلق فعل آمنت کے حرف ناصب۔ ادخل فعل با فاعل۔ الجنۃ مفعول فیہ۔ فعل با فاعل اور مفعول فیہ علت اور آمنت باللّٰہ معلل۔ معلل اپنی علت سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معللہ ہوا۔

چہارم اِذَنْ چوں اِذَنْ اُکْرِمَکَ در جواب کسے کہ گوید اَنَا اٰتِیْکَ غَدًا بدانکہ اَنْ بعد از شش حروف مقدر باشد و فعل مضارع را نصب کند حَتّٰی نحو مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ و لام جحد نحو مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ و اَوْ بمعنی اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ نحو لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ

ترجمہ چہارم اِذن جیسے اِذن اکرمک اس شخص کے جواب میں کہا جائے جو کہے انا آتیک غدا۔ جاننا چاہئے کہ اَن چھ حروف کے بعد مقدر ہوا کرتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اول حتّٰی کے بعد جیسے مررت حتّٰی ادخل البلد اور دوم لام جحد کے بعد جیسے ما کان اللہ لیعذبہم اور سوم اَوْ جو بمعنی اِلٰی اَن یا اِلَّا ان (کے ہو) جیسے لالزمنک او تعطینی حقی۔

تشریح قولہ - اذن - اس کا عمل بھی مثل اَنْ ہے اس کے معنی ہیں اس وقت - اذن مضارع کو مستقبل کے معنے میں کر دیتا ہے۔ جیسے کوئی کہے انا اٰتیک یوم الجمعۃ اس کے جواب میں کہا جائے اذن اطعمک (اس وقت میں تجھ کو کھانا کھلاؤں گا)۔

قولہ بدانکہ ان بعد ز شش حروف - مراد یہ ہے کہ اَن ناصبہ چھ حروف کے بعد مقدر ہوتا ہے اور نصب دیتا ہے - وہ چھ حروف یہ ہیں۔ اول حتّٰی جیسے مررت حتی ادخل المکۃ یہاں پر ادخل سے قبل اَن مقدر ہے کیونکہ حرف جار حتی فعل پر داخل نہیں ہو سکتا ہے۔ لہذا اَن ناصبہ نے مضارع کو مصدر کے معنے میں کر دیا۔ اب حتی کا داخل ہونا درست ہے۔

قولہ لام جحد - جحد کے معنے انکار کے ہیں - جو لام فعل مضارع پر کان منفی کے بعد آتا ہے اس لام کو لام جحد کہتے ہیں - اس کے بعد بھی اَن مقدر ہوتا ہے - یہ لام در اصل حرف جار ہے اس لئے فعل پر اس کا داخلہ درست نہیں جیسے ما کان اللہ لیعذبہم - یہاں پر لیعذبہم اصل میں لان یعذبھم کے معنے میں ہے ترکیب جملہ یہ ہے کان فعل ناقص - اللہ اسم - مریدًا خبر محذوف - لیعذبہم بتاویل لان یعذبہم جار مجرور متعلق مریدًا خبر کان - کان مع اسم و خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا -

قولہ او بمعنے الی ان یا الا ان - حاصل کلام یہ ہے کہ اَو جب کہ الٰی یا اِلَّا کے معنے میں ہو تو وہاں اَن مقدر ہو کر نصب دیا کرتا ہے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ او معنے میں الٰی اَن - یا اِلَّا اَن - کے ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لو۔

او بمعنے الی جیسے لالزمنک او تعطینی حقی - یہاں پر اَوْ معنے میں اِلٰی کے ہے معنے یہ ہیں (میں تیرے پیچھے لگا رہوں گا یہاں تک کہ تو میرا حق ادا کر دے۔

اس کی ترکیب اس طرح ہو گی لالزمن فعل مضارع مؤکد ضمیر انا مستتر۔ اس کا فاعل ک

واو الصرف ولام کے و فا کہ در جواب شش چیز ست امر و نہی و نفی و استفہام و تمنی و عرض امثلۃ ...

ترجمہ: اور واؤ صرف اور لام کے اور اس فا کے بعد جو کہ چھ چیزوں کے جواب میں آتی ہو وہ یہ ہیں امر و نہی و نفی و استفہام و تمنی اور عرض ...

ضمیر خطاب منصوب مفعول بہ۔ اَوْ بمعنی الیٰ حرف جر۔ تعطینی فعل مضارع ضمیر انت مستتر فاعل مضاف الیہ ن وقایہ ی ضمیر متکلم مفعول اول ہوگر حق مضاف ی ضمیر متکلم مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر مجرور، جار مجرور سے ملکر متعلق فعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ خبریہ ہوا۔ اور اَوْ بمعنے اِلَّا کی مثال بھی وہی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اس صورت میں عبارت کی تقدیر یوں ہوگی لا لزمنك كل حين الا حين ان تعطيني حقي اس کی ترکیب اس طرح ہوگی۔ لالزمنك فعل با فاعل و ضمیر مفعول بہ، کل مضاف، حین مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مستثنیٰ منہ۔ اَوْ بمعنے الا حرف استثناء حین مضاف، اَن مقدرہ حرف ناصب، تعطینی حقی فعل با فاعل ہر دو مفعول ہوکر فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مستثنیٰ، مستثنیٰ مستثنیٰ منہ سے مل کر ظرف، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تشریح قولہ واو الصرف الخ: اس کا دوسرا نام واو الجمع ہے۔ یہ واو دراصل واو عاطفہ ہے مگر یاد رکھو کہ اس واو کے بعد اَن مقدر ہونے کے لئے دو چیزیں شرط ہیں۔ اول اس واو کے مابعد جو فعل واقع ہو اس کا زمانہ اور اس کے ماقبل جو فعل واقع ہو اس کا زمانہ ایک ہو۔ دوم اس واو سے پہلے امر۔ نہی۔ نفی۔ استفہام۔ تمنی۔ عرض۔ واقع ہو۔ مبتدی طلبہ کی سہولت کے لئے ہر ایک کی مثال تحریر کی جاتی ہے۔ امر۔ زُرنی و اطعمك (مجھ سے تو مل میں تجھ کو کھانا کھلاؤں گا)۔ نہی۔ لا تاكل السمك و تشربَ اللبن۔ (مچھلی مت کھاؤ اس طرح کہ اس کے ساتھ دودھ پی لو)۔ نفی۔ ما تاتینا وتحدّثنا (تو ہمارے پاس نہیں آیا کرتا کہ ہماری ساتھ گفتگو کرے۔ استفہام۔ هل عندكم عسل واشربه (کیا تمہارے پاس شہد ہے کہ میں اس کو پی لوں۔ تمنی۔ ليت لى كنزٌ فانفقه فى سبيل الله (کاش کہ میرے پاس خزانہ ہوتا کہ میں اللہ کی رضامندی میں صرف کرتا)۔ عرض۔ الا تجلس مع العلماء فتصيب علمًا۔ (تو علماء کے پاس نہیں بیٹھتا کہ تجھ کو علم حاصل ہو جائے۔

ان سب مثالوں میں واو الصرف کے بعد اَن مصدریہ مقدر ہے لہذا فعل مضارع اَن کی وجہ سے مصدر کی تاویل میں ہوگیا۔ لہذا اب معطوف فعل مضارع نہیں بلکہ

قسم دوم حروفیکہ فعل مضارع را جزم کنند و آں پنج ست لَمْ و لَمَّا

ترجمہ۔ حروف عاملہ کی دوسری قسم وہ حروف ہیں جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں وہ پانچ حرف ہیں لَمْ۔ لَمَّا

وہ مصدر جو اس سے مستفاد ہے۔ نیز اس سے قبل جو امر وغیرہ کا صیغہ ہے اس کو معطوف علیہ نہ کہا جائے گا۔ بلکہ وہ مصدر جو مفہوم ہوتا ہے وہ معطوف علیہ ہے جیسے زُرْنی واطعمک کی اصل عبارت یہ ہے۔ لیجتمع منک زیارة والا طعام مِنّی۔ وعلی ہذا القیاس تمام مثالوں میں غور کر کے تقدیر عبارت سمجھنا چاہیئے۔ بہر صورت تمام جملوں کی ترکیب عطف مصدر علی المصدر کے اعتبار سے کرنی چاہیئے۔

قولہ ولام کَے۔ لام جارہ جو معنیٰ میں کَے کے ہو یعنی سببیت کے معنیٰ دیتا ہو۔ اس کے بعد اَن ناصبہ مقدر ہوا کرتا ہے جیسے اسلمتُ لادخلَ الجنۃ (میں مسلمان اس وجہ سے ہوا کہ جنت میں داخل ہو جاؤں۔ یہاں پر لام سببیت کے معنیٰ دیتا ہے لہذا اس کے بعد اَن مقدر ہے۔ یاد رکھو کہ لام جحد اور لام کَے میں لفظی اور معنوی بہت فرق ہے۔ لفظی فرق تو یہ ہے کہ لام جحد کان منفی کے بعد آتا ہے۔ اور لام کَے میں یہ شرط نہیں۔ معنوی فرق یہ ہے کہ لام کَے تعلیل اور سببیت کے معنیٰ دیتا ہے اور لام جحد صرف تاکید کے لئے آتا ہے۔ قولہ وفا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جس طرح واو صرف کے بعد اَن مقدر ہوتا ہے اسی طرح فا کے بعد بھی اَن مقدر ہوتا ہے اور جو شرائط واو الصرف میں بیان کی گئی ہیں۔ وہ شرائط فا کے بعد اَن مقدر کرنے میں ہونا ضروری ہیں۔ لہذا جو مثالیں واو الصرف کی بیان کی گئی ہیں۔ وہ بعینہٖ فا کی مثالیں تبدیل فا کے ساتھ بن جائیں گی اس لئے اس کی مثالیں بیان نہیں کی گئی۔

ف۔ یاد رکھو کہ لام کَے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اشیائے ستہ مذکورہ کے جواب میں واقع ہو بلکہ یہ شرط واو الصرف اور فا سببیہ کے لئے ہے۔ لہذا حضرت مصنف نحو میر کا ارشاد واو الصرف ولام کَے وفا کہ در جواب شش چیز الخ تسامح سے خالی نہیں اور یہ بھی بعید نہیں کہ کسی کاتب کی لغزش سے یہ غلطی رونما ہوئی ہو۔ واللہ اعلم۔

تشریح قولہ لم ولما۔ پانچ حروف ایسے جو فعل مضارع کو جزم دیا کرتے ہیں۔ ان کا تفصیلی حال یہ ہے کہ لَمْ و لَمَّا پانچ صیغوں کو جزم دیتے ہیں۔ وہ صیغے یہ ہیں۔ یفعل۔ تفعل۔ تفعل افعل۔ نفعل۔ اور جن صیغوں میں نون اعرابی ہوتا ہے گرا دیتے ہیں۔ اور معنوی عمل لم اور لما کا یہ ہے

ولام امر ولائے نہی و اِن شرطیہ چوں لَمْ یَنْصُرُوْا لَمَّا یَنْصُرُوْا لِیَنْصُرْ وَلَا تَنْصُرْ وَ اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ بدانکہ آں در دو جملہ رود چوں اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ جملہ اول را شرط گویند و جملہ دوم را جزا و اِنْ برائے مستقبل ست اگرچہ در ماضی رود چوں اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ و اینجا جزم تقدیری بود زیرا کہ ماضی معرب نیست

ترجمہ۔ ولام امر ولائے نہی اور اِنْ شرطیہ جیسے لَمْ یَنْصُرُوْا لَمَّا یَنْصُرُوْا اور لِیَنْصُرْ اور لَا تَنْصُرْ اور اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ۔ جاننا چاہیے کہ اِنْ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے جیسے اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ پہلے جملہ کو شرط اور دوسرے جملہ کو جزا کہتے ہیں اور اِنْ مستقبل کے لئے ہے اگرچہ ماضی پر آتا ہو جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ اور اس جگہ جزم تقدیری ہوگا اس لئے کہ ماضی معرب نہیں

کہ مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔

لیکن لم اور لما میں فرق ہے اول لما نفی ماضی استغراق سے کرتا ہے اور لم میں یہ معنی نہیں ہوتے۔ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ لما کے بعد فعل مضارع کا حذف بھی درست ہے اور لم کے بعد جائز نہیں اس لئے نصحت لزیدٍ ولمّا کہنا جائز ہے کیونکہ دراصل عبارت یوں تھی نصحت لزیدٍ ولمّا تنفعہ النصیحۃ (میں نے زید کو نصیحت کی مگر اس کو نصیحت نے نفع نہیں پہنچایا)

قولہ لام امر۔ یاد رکھو کہ یہ لام مکسور ہوتا ہے اور فقط امر غائب معروف اور امر متکلم معروف کے صیغوں میں آتا ہے حاضر کے صیغوں میں نہیں آتا البتہ امر مجہول کے تمام صیغوں میں آتا ہے۔

قولہ لائے نہی۔ یہ حاضر و غائب و متکلم تمام صیغوں میں آتا ہے اور فعل نہی سے ترک فعل کی طلب ہوا کرتی ہے جیسے لا تنصر۔

قولہ اِن شرطیہ۔ حرف اِن کے معنے اگر ہیں۔ یاد رکھو کہ اِن شرطیہ ہمیشہ دو جملوں پر آتا ہے جن میں باہم یہ رابطہ ہوتا ہے کہ اگر پہلے جملہ کا وقوع ثابت ہو جائے تو دوسرے جملہ کا تحقق ضرور ہوگا۔ یاد رکھو کہ جملہ شرطیہ کا پہلا جملہ ہمیشہ جملہ فعلیہ ہوگا اور دوسرا جملہ جس کو جزا بھی کہتے ہیں اس کا جملہ فعلیہ ہونا ضروری نہیں۔ چنانچہ کبھی وہ جملہ اسمیہ بھی ہوتا ہے اور کبھی جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔ اور اگر دونوں جملے فعلیہ ہوں اور فعل مضارع دونوں میں موجود ہو تو اس وقت ان دونوں کو جزم دے گا جیسے اِنْ تَفْعَلْ اَفْعَلْ۔ **ف**۔ حرف اِن شرطیہ فعل کو خاص مستقبل کے معنے میں کر دیتا ہے یہاں تک کہ اگر اسکے بعد فعل ماضی بھی آویگا اسکو بھی معنے میں مستقبل کے کر دیگا جیسے ان فعلتَ فعلتُ (اگر تو کریگا تو میں بھی کرونگا۔ یاد رکھو کہ اگر جملہ شرطیہ میں شرط فعل ماضی ہو اور جزا فعل مضارع ہو تو اس وقت مضارع کو جزم دینا ضروری نہیں جیسے ان فعلتَ افعلُ۔ ترکیب اس طرح ہوگی۔ اِن حرف شرط۔ فعلتَ صیغہ واحد مذکر حاضر۔ فعل بافاعل شرط۔ افعل صیغہ واحد متکلم فعل بافاعل جزا شرط و جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

وبدانکہ چوں جزای شرط جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دعا فا در جزا آوردن لازم بود چنانکہ گوئی اِن تاتنی فانتَ مکرمٌ واِن رَأیتَ زیدًا فاکرِمہٗ واِن اتاک عمروٌ فلا تُہِنہٗ واِن اکرمتنی فجزاک اللہ خیرًا

ترجمہ۔ جاننا چاہیے کہ جب شرط کی جزاء جملہ اسمیہ واقع ہو یا فعل امر یا فعل نہی یا شرط کی جزاء جملہ دعائیہ ہو تو ان جملوں پر فاء جزائیہ کا لانا ضروری ہوتا ہے جیساکہ کہے تو اِنْ تَاْتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ اور اِنْ رَاَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْہُ اور اِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُہِنْہُ اور اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللہُ خَیْرًا۔

تشریح۔ **قولہ** چوں جزاء شرط جملہ اسمیہ باشد الخ یعنی اگر شرط کی جزاء جملہ اسمیہ ہو یا امر یا نہی یا دعاء ہو تو جزاء پر فاء جزائیہ کا لانا ضروری ہوجاتا ہے جیسے اِنْ تَاْتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ (اگر تو میرے پاس آئے گا تو عزت واکرام کیا جائے گا) یہ اس کی مثال ہے کہ جزاءِ شرط جملہ اسمیہ ہو اس میں اِنْ حرفِ شرط تَاْتِ فعل مضارع ضمیر اَنْتَ مستتر فاعل، نْ وقایہ، یْ ضمیر متکلم مشابہ مفعول (یہ منصوب بنزع الخافض ہے کیونکہ اصل میں تَاْتِ اِلَیَّ تھا۔ حرف جار کو حذف کردیا گیا) فعل اپنے فاعل اور مشابہ بہ مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، فاء جزائیہ اَنْتَ ضمیر مبتداء، مُکْرَمٌ خبر، مبتداء خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوگا۔ اور اِن رَاَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْہُ (اگر تو زید کو دیکھے تو اس کی تعظیم کر)۔ یہ اس کی مثال ہے کہ جواب شرط یعنی جزاء فعل امر پر مشتمل ہے اس میں اِنْ حرفِ شرط، رَاَیْتَ فعل ماضی، ضمیر اَنْتَ مستتر فاعل زیدًا مفعول بہٖ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شرط۔ فاء جزائیہ، اَکْرِمْ فعل امر، ضمیر اَنْتَ مستتر فاعل ہٗ ضمیر غائب مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

اور اِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُہِنْہُ (اگر عمرو تیرے پاس آئے تو اس کی توہین نہ کر) یہ اس کی مثال ہے کہ جزاءِ شرط فعل نہی پر مشتمل ہے اس میں اِنْ حرفِ شرط، اَتٰی فعل ماضی، کَ ضمیر مخاطب مشابہ مفعول بہ عَمْرٌو فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شرط، فاء جزائیہ، لَا تُہِنْ فعل نہی، ضمیر اَنْتَ مستتر فاعل ہٗ ضمیر غائب مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مشابہ مفعول بہ سے مل کر جملہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوگا۔

اور اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللہُ خَیْرًا (اگر تو میری عزت کرے گا تو اللہ تجھے اچھا بدلہ دے گا) یہ اس کی مثال ہے کہ شرط کی جزاء جملہ دعائیہ واقع ہو رہا ہے اس میں اِنْ حرفِ شرط، اَکْرَمْتَ فعل ماضی، ضمیر اَنْتَ مستتر فاعل، نْ وقایہ، یْ ضمیر متکلم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شرط۔ اور فاء جزائیہ، جَزَا فعل ماضی، کَ ضمیر مخاطب مفعول بہ اول، لفظ اللہ فاعل، خَیْرًا مفعول بہ ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے

باب دوم در عمل افعال

بدانکہ ہیچ فعل غیر عامل نیست وافعال در عمل بر دو گونہ است قسم اول معروف بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد

ترجمہ۔ دوسرا باب افعال کے عمل میں ہے۔ جاننا چاہئے کہ کوئی فعل ایسا نہیں ہے جو عمل نہ کرتا ہو اور افعال عمل کرنے کے لحاظ سے دو قسم پر ہیں اول قسم فعل معروف ہے۔ جاننا چاہئے کہ فعل معروف خواہ وہ لازم ہو

مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

ف یاد رکھو کہ ان تمام صورتوں میں جزاء پر فاء کا لانا اس لئے ضروری ہے کہ دراصل جزاء کا جملہ فعلیہ خبریہ ہونا ہی مناسب ہے اور جملہ انشائیہ یا جملہ اسمیہ خبریہ ہونا مناسب نہیں کیونکہ ان دونوں صورتوں میں جزاء کا ہونا ضعیف ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے جزاء کے لئے ضروری ہوا کہ ف اس پر لا کر جزا ہونا مستحکم بنایا جائے تاکہ جملہ کی ظاہری شکل سے سننے والے یا پڑھنے والے کو اگر کچھ دھوکہ جزا نہ ہونے کا ہو جائے تو ف جزائیہ اس کی تلافی کردے اور جزا ہونا سامع اور قاری کو متعین طور پر معلوم ہو جائے۔

امثلہ ذیل میں مضارع کے جازم بتلاؤ۔ اور جزاء پر جہاں فاء داخل ہوتی ہے اس کی وجہ بیان کرو۔

اِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا اَمْلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ۔ اُولٰئِكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ لَا تَکْفُرْ تَدْخُلَ الْجَنَّۃَ۔ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ اِنْ جَاءُوْكَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ۔ اِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنْکُمْ۔ وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ اُعِدَّتْ لِلْکَافِرِیْنَ +

تشریح۔ قولہ۔ باب دوم الخ یعنی دوسرا باب افعال کے عمل میں ہے۔

قولہ در عمل افعال الخ یہاں سے فعل کے عمل کرنے کا تفصیلی بیان شروع کرتے ہیں کہ عمل کرنے کے لحاظ سے فعل کی دو قسمیں ہیں۔ یاد رکھو کہ کوئی فعل غیر عامل نہیں ہوتا۔

قولہ قسم اول معروف جس فعل کا فاعل متعین طور پر معلوم ہو اس کو فعل معروف کہتے ہیں۔ معروف اسم مفعول کا صیغہ ہے یعنی جانا ہوا۔ یاد رکھو کہ فاعل کے معلوم ہونے کی وجہ سے فعل بھی معلوم ہوتا ہے اس لئے فعل کے معروف اور مجہول ہونے کا مدار فاعل کے معلوم ہونے یا نہ ہونے پر ہے۔

قولہ لازم فعل لازم وہ فعل کہلاتا ہے جس کا تعلق صرف فاعل ہی سے ہو اور وہ فعل اپنے معنے کے لحاظ سے مفعول کا محتاج نہ ہو جیسے

خواہ متعدی فاعل را برفع کند چوں قَامَ زَیْدٌ وضَرَبَ عَمْرٌو وشش اسم را بنصب کند اول مفعول مطلق را چوں قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا وضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا دوم مفعول فیہ را چوں صُمْتُ یَومَ الْجُمُعَۃِ وجَلَسْتُ فَوقَکَ

ترجمہ یا متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے جیسے قَامَ زید اور ضَرَبَ عمرٌو اور چھ اسموں کو نصب دیتا ہے۔ اول مفعول مطلق جیسے قَامَ زَیدٌ قیامًا اور ضرب زید ضربًا۔ دوسری قسم مفعول فیہ ہے جیسے صُمْتُ یوم الجمعۃ اور جلستُ فوقک۔

تشریح قولہ۔ متعدی۔ تعدی مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنے بڑھنے والا، تجاوز کرنے والا۔ اصطلاح میں اس فعل کو کہتے ہیں جو فاعل سے آگے بڑھکر مفعول بہ کا بھی محتاج ہو۔

قولہ قام زید۔ (زید کھڑا ہے) فعل لازم کی مثال ہے۔

قولہ ضرب عمرٌو۔ فعل متعدی کی مثال ہے دونوں مثالوں میں دونوں فعلوں نے اپنے اپنے فاعل کو رفع دیا ہے۔

قولہ شش اسم را بہ نصب کند۔ یعنی فعل مطلق خواہ لازم ہو یا متعدی فاعل کو مرفوع اور چھ اسموں کو منصوب کرتا ہے جن کی تفصیل یہ ہے۔ مفعول مطلق۔ مفعول فیہ۔ مفعول معہ۔ مفعول لہ۔ حال اور تمیز۔ یہاں مفعول بہ کو ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ اس کو نصب دینے والا مطلق فعل نہیں۔ بلکہ صرف فعل متعدی ہے۔ آگے صرف چھ اسموں کی مثالیں آرہی ہیں۔

قولہ قام زیدٌ قیامًا (زید کھڑا ہوا کھڑا ہونا) یہ جملہ ایسے موقع پر بولتے ہیں جہاں پر فعل کی تاکید مطلوب ہوتی ہے لہذا قام زید قیامًا کا بامحاورہ ترجمہ یہ ہے "زید واقعی کھڑا ہوگیا" یا "زید پوری طرح کھڑا ہوگیا"۔ اسی طرح ضرب زید ضربًا کا بامحاورہ ترجمہ یوں کریں گے "زید نے خوب مارا"۔ قام زید یہ فعل لازم کی مثال ہے جو مفعول مطلق کو منصوب کرتا ہے (ترکیب) قام فعل، زید فاعل، قیامًا مفعول مطلق۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ ضرب زید ضربًا (زید نے خوب مارا) فعل متعدی کی مثال ہے جو مفعول مطلق کو منصوب کر رہا ہے۔

(ترکیب) ضرب فعل، زید فاعل، ضربًا مفعول مطلق، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ف۔ مفعول مطلق کو اکثر تو فعل کی تاکید کے لئے لاتے ہیں جیسے اوپر مثالیں گذر چکی ہیں اور کبھی فعل کی ہیئت بیان کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں جیسے جلست جِلسۃ القاری اور کبھی تعداد اور کثرت بیان کرنے کے لئے لاتے ہیں جیسے یلعق لعقۃ بعد لعقۃ بار بار چاٹتا ہے یا جلستُ فی دارہ جلستین۔ میں تیرے مکان میں دو مرتبہ بیٹھا۔

قولہ صمتُ یوم الجمعۃ (میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھا) مفعول فیہ ظرف زمان کی مثال ہے۔ اور جلست فوقک کے معنی "میں تیرے اوپر کی جانب بیٹھا"۔ (ترکیب) صمتُ فعل با فاعل، یوم مضاف۔ الجمعۃ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ جلستُ فوقک۔ مفعول فیہ ظرف مکان کی مثال ہے۔ (ترکیب) جلستُ۔ فعل با فاعل، فوق مضاف،

سوم مفعول معہ چوں جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتُ ای مع الجبات چہارم مفعول لہ را چوں قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَیْدٍ وضربتہ تادیبًا پنجم حال را چوں جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا ششم تمییز را وقتیکہ در نسبت فعل با فاعل ابہامے باشد چوں طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا

ترجمہ۔ تیسری قسم اس مفعول کی (جس کو فعل نصب دیتا ہے) مفعول معہ ہے جیسے جاء البرد والجبات یعنی مع الجبات۔ چوتھی قسم مفعول لہ ہے (جس کو فعل نصب دیتا ہے) جیسے قمت اکراما لزید اور ضربتہ تادیبا۔ پانچویں قسم حال ہے جیسے جاء زید راکبا۔ چھٹی قسم تمییز ہے جس کو فعل نصب دیتا ہے جبکہ فعل کی نسبت جو فاعل کے ساتھ ہے اس میں ابہام ہو جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا۔

کُ ضمیر مجرور مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ف ۔مفعول فیہ وہ مفعول کہلاتا ہے جو فعل کے زمانہ یا جگہ پر دلالت کرے۔ جو زمانہ پر دلالت کرتا ہے اسکو مفعول فیہ ظرف زمان کہتے ہیں جیسے صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ۔ اور جو مکان پر دلالت کرے اس کو مفعول فیہ ظرف مکان کہتے ہیں جیسے جَلَسْتُ فَوْقَکَ۔

تشریح قولہ جاء البرد والجبات (جاڑا جبوں کے ساتھ آگیا) یہ جملہ اسوقت استعمال کرتے ہیں جبکہ سردی اس قدر شدید ہو جائے کہ بغیر جبہ کے کام نہ چلے۔ یہ مفعول معہ کی مثال ہے چونکہ الجبات جمع مؤنث سالم ہے جُبّہ کی اس لئے نصب کے موقع میں کسرہ آیا ہے جاء فعل۔ البرد فاعل واو بمعنے مع الجبات مفعول معہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ **ف** مفعول معہ وہ مفعول ہوتا ہے جو فاعل کے ساتھ کام میں شریک ہو اور یہ مفعول ایسے واو کے بعد واقع ہوتا ہے جو معنی میں مع کے ہو جیسے جاء البرد والجبات۔

قولہ قمت اکراما لزید (میں زید کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا) فعل لازم کی مثال ہے جو مفعول لہ کو نصب دے رہا ہے۔

(ترکیب) قمتُ فعل با فاعل۔ اکراما مصدر، لام حرف جار، زید مجرور۔ جار مجرور سے ملکر متعلق مصدر۔ مصدر اپنے متعلق سے مل کر مفعول لہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ ضربتہ تادیبا (میں نے اسے ادب سکھانے کے لئے مارا) فعل متعدی کی مثال ہے۔ جو مفعول لہ کو نصب دے رہا ہے

(ترکیب) ضربتُ فعل با فاعل۔ ہ ضمیر غائب مفعول بہ، تادیبا مفعول لہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول لہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ **ف** ۔ مفعول لہ وہ مفعول کہلاتا ہے جو فعل مذکور کی علت ہوتا ہے جیسے قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَیْدٍ میں اکرام کھڑے ہونے کی علامت ہے اور ضربتُہ، تادیبا میں تادیبا ضرب کی علت ہے۔

قولہ جاء زید راکبا (زید سوار ہو کر آیا)۔ حال کی مثال ہے۔

(ترکیب) جاء فعل، زید ذوالحال، راکبا حال۔ حال ذوالحال ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ف جس چیز سے فعل کی حالت بیان کی جاتی ہے اس کو حال کہتے ہیں اور جس کا وہ حال ہوتا ہے اس کو ذوالحال کہتے ہیں جیسے جاء زید راکبا۔

قولہ تمییز را وقتیکہ در نسبت فعل با فاعل الخ اسم منصوب کی چھٹی قسم کا نام تمییز ہے۔ تمییز لغت میں جدا کرنا، علیحدہ کرنا۔ اصطلاح نحو میں اس اسم کا نام ہے جس سے کسی مبہم چیز کا ابہام دور کیا جائے۔

اما فعل متعدی مفعول بہ را نصب کند چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا ایں عمل فعل لازم را نباشد فصل بدانکہ فاعل اسمی ست

ترجمہ: لیکن فعل متعدی مفعول بہ کو نصب دیتا ہے اور یہ عمل فعل لازم میں نہیں ہوتا۔ جاننا چاہیے کہ فاعل وہ اسم ہے کہ

یاد رکھو کہ تمیز کی دو قسم ہیں اوّل وہ تمیز جو کہ فعل، فاعل کے مابین نسبت و تعلق میں جو ابہام ہو اس کو رفع کر دے جیسے طَابَ مُحَمَّدٌ قَلْبًا۔ دیکھو یہاں پر لفظ قلبًا نے اس ابہام کو دور کر دیا جو کہ طاب فعل اور اس کے فاعل کے درمیان تھا۔ دوسرے وہ تمیز ہے جو اس ابہام کو دور کرے جو کسی مفرد میں موجود ہو جیسے

عِنْدِیْ رَطْلٌ عَسَلًا (میرے پاس ایک رطل شہد ہے۔ لفظ عسل نے ابہام کو رفع کر دیا جو کہ رطل کے بارے میں پیش آ رہا تھا کہ نہ معلوم رطل کس چیز کا ہے۔ اس تمیز کا ناصب فعل نہیں ہوتا بلکہ اسم تام ہوتا ہے جس کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

تشریح۔ قولہ فعل متعدی الخ چونکہ یہ فعل مفعول پر پورا ہوتا ہے اس لئے وہی مفعول بہ کا ناصب قرار دیا جاتا ہے جیسے ضرب زید عمروًا میں ضَرَبَ نے عمروٌ کو نصب دیا اور یہ عمل فعل لازم نہیں کر سکتا اسی وجہ سے اگر فعل لازم کے بعد کوئی منصوب واقع ہوتا ہے تو وہ دراصل مفعول بہ واقع نہیں ہوتا بلکہ منصوب بنزع الخافض ہوتا ہے خافض حرف جار کو کہتے ہیں اور نزع کے معنی اکھیڑ دینے کے آتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ حرف جار کو ہٹائے جانے کی وجہ سے اس کو نصب آیا ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب حرف جار کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کے معنی مراد ہوتے ہیں تو اس وقت حرف جار نصب دیا کرتا ہے اور ایسے منصوب کو منصوب بنزع الخافض کہتے ہیں جیسے جاءنی زید میں جاء فعل ہے اور نی ضمیر متکلم مفعول بہ نہیں ہے بلکہ منصوب بنزع الخافض ہے۔ اصل عبارت یہ تھی جاء الیّ زید یعنی (میرے پاس زید آیا) یہاں الیٰ حرف جار کو حذف کر دیا گیا اور اس کے معنی یہاں مراد ہیں اس لئے یائے ضمیر متکلم منصوب بنزع الخافض ہے (ہکذا اسمعت من العلامۃ الاکبر شیخنا الانور نور اللہ مرقدہٗ)

قولہ فاعل اسمے ست الخ۔ فاعل کی اصطلاح نحو میں یہ تعریف ہے کہ فاعل وہ اسم کہلاتا ہے کہ جس سے قبل فعل یا شبہ فعل ہو اور اُس اسم کی جانب اُس فعل یا شبہ فعل کی اسناد کی جا رہی ہو کہ فعل کا قیام اس اسم کے ساتھ ہو۔ یعنی اس فعل کا وجود اس اسم پر منحصر ہو شبہ فعل سے مراد اسمِ فاعل، اسمِ مفعول، اسمِ تفضیل، صفت مشبہ، اسمِ ظرف مصدر ہیں۔ جیسے ضرب زید میں زید فاعل ہے اور مشاهد عالم ابوہ میں ابوہ شبہ فعل کا فاعل ہے۔ کیونکہ ان دونوں مثالوں میں فعل اور شبہ فعل کی اسناد بطور قیام

کہ پیش از وے فعلے باشد مسند بداں اسم بر طریق قیام فعل بداں اسم چوں زَیْدٌ در ضَرَبَ زَیْدٌ و مفعول مطلق مصدری ست کہ واقع شود بعد از فعلے و آں مصدر بمعنی آں فعل باشد چوں ضَرْبًا در ضَرَبْتُ ضَرْبًا و قِیَامًا در قُمْتُ قِیَامًا

ترجمہ۔ اس سے پہلے فعل ہو منسوب اس اسم کی جانب بطریقہ قیام فعل کے اس اسم کے ساتھ جیسے زیدٌ ضرب زیدٌ میں اور مفعول مطلق وہ مصدر ہے کہ واقع ہو بعد فعل کے اور وہ فعل معنی میں مصدر کے ہوتا ہے جیسے ضرباً ضربتُ ضرباً میں اور قیاماً قمتُ قیاماً میں۔

زید اور ابوہ کی جانب کی جارہی ہے اور ضرب فعل اور عالم شبہ فعل اُس اسم کی طرف مُسند ہیں۔
یاد رکھو کہ فاعل کی علامت اُردو زبان میں یہ ہے کہ فاعل ہمیشہ کون یا کس نے کے جواب میں آتا ہے جیسے ذھب خالدٌ میں خالد کون کے جواب میں واقع ہے اور ضرب شاهدٌ خالدًا میں کس نے کے جواب میں واقع ہے۔

تشریح۔ قولہ۔ مسند بداں اسم الخ۔ اس قید سے مفعول مالم یسم فاعلہ کے سوا باقی تمام مفعول خارج ہوگئے کیونکہ فعل ان کی طرف مسند نہیں ہوتا۔ بلکہ اور وجہ سے فعل کا تعلق ان مفعولوں سے ہوا کرتا ہے جس کی تفصیل عنقریب آجاوے گی۔

قولہ بر طریق قیام فعل۔ مطلب یہ ہے کہ فعل کا وجود اس اسم سے وابستہ ہو اس قید سے مفعول مالم یسم فاعلہٗ خارج ہو گیا اس لئے کہ اس پر فعل کا وقوع ہوتا ہے اس کے ساتھ فعل کا قیام نہیں ہوتا۔

قولہ مفعول مطلق۔ جو مصدر فعل کے بعد ہم معنٰی فعل واقع ہو اس کو مفعول مطلق کہتے ہیں جیسے نصرتُ نصرًا۔ مفعول مطلق سے کیا فائدہ ہوتا ہے اس کا بیان آئندہ آوے گا۔

قولہ بعد از فعلے۔ اس قید سے وہ مصادر خارج ہوگئے جو فعل یا شبہ فعل کے بعد واقع نہیں ہوتے جیسے النصرُ من اللّٰہ والسعیُ مِنّی۔

قولہ بمعنی آں فعل باشد۔ اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ جو مصادر فعل کے ہم معنی نہ ہوں اور فعل کے بعد واقع ہوں وہ مفعول مطلق نہ کہلائیں گے جیسے ضربت خالدًا تادیبًا میں تادیب مفعول مطلق نہیں ہے اور جو مصادر کہ فعل کے مادہ یا باب سے تو مختلف ہیں مگر ہم معنٰی فعل ہیں وہ سب مفعول مطلق میں داخل ہیں۔ جیسے قعدتُ جلوسًا جلوسًا مفعول مطلق ہے۔ اس لئے کہ ہم معنٰی فعل ہے اور انبتہ اللّٰہ نباتًا حسنًا میں نباتًا مفعول مطلق ہے اس لئے کہ ہم معنٰی فعل ہے۔ اس کے معنٰی یہ ہیں (اُگایا ہے اُس کو اللہ تعالیٰ نے اچھی طرح اُگانا)۔ اس کے مفعول مطلق میں نُحاۃ کا اختلاف ہے مگر راجح قول یہ ہے کہ مفعول مطلق ہے۔ حضرت میر صاحب کا ارشاد و آں مصدر بمعنی آں فعل باشد

و مفعول فیہ اسمی ست کہ فعل مذکور در وے واقع شود و او را ظرف گویند و ظرف بر دو گونہ است ظرف زمان چوں یَوْمَ در صُمْتُ یومَ الجُمُعَۃِ و ظرف مکان چوں عِنْدَ در جَلَسْتُ عِنْدَکَ و مفعول معہ اسمی ست کہ مذکور باشد بعد از واو بمعنے مع چوں جَاءَ البردُ والجبّاتُ ای مع الجبات۔

ترجمہ۔ اور مفعول فیہ وہ اسم ہے کہ فعل مذکور اس میں واقع ہوتا ہے اس کو ظرف بھی کہتے ہیں اور ظرف کی دو قسمیں ہیں ظرف زمان جیسے یوم صمتُ یوم الجمعۃ میں اور ظرف مکان جیسے عند جلست عندک میں اور مفعول معہ وہ اسم ہے کہ ذکر کیا جائے واؤ کے بعد جو کہ معنے میں مع کے ہو جیسے جاء البرد والجبّات ای مع الجبات۔

سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ میر صاحب کے نزدیک یہی قول راجح ہے کہ مصدر کا فعل کے ساتھ ہم معنیٰ ہونا کافی ہے۔ واللہ اعلم۔

تشریح قولہ۔ مفعول فیہ اسمے ست الخ۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ مفعول فیہ وہ اسم کہلاتا ہے جس میں کوئی فعل یعنی اس کے معنی مصدری واقع ہوں جیسے اعجبنی ضربک یوم العید (مجھے تیرا مارنا عید کے دن حیرت انگیز معلوم ہوا) اور رجعتُ من المکۃ یوم الجمعۃ۔ ان دونوں مثالوں میں یوم العید اور یوم الجمعۃ مفعول فیہ ظرف زمان ہیں۔ پہلی مثال میں مصدر صراحۃً مذکور ہے اور دوسری مثال میں مصدر رجوع فعل رجعت کے ضمن میں مذکور ہے۔

قولہ فعل مذکور۔ مراد یہ ہے کہ مفعول فیہ سے پہلے ایک فعل کا ہونا ضروری ہے لہٰذا جن اسمائے ظروف سے قبل کوئی فعل موجود نہ ہو وہ مفعول فیہ نہ ہوں گے جیسے یومُ العید یومٌ مبارکٌ دیکھو اس میں یوم العید مبتدا ہے اور یوم مبارک خبر ہے۔ یہ دونوں مفعول فیہ اس لئے نہیں ہیں کہ ان سے پہلے کوئی فعل موجود نہیں۔

قولہ ظرف گویند۔ ظرف برتن جمع ظروف۔ اصطلاحِ نحو میں جو زمانہ اور جو جگہ ایسی ہو کہ اس میں کوئی کام واقع ہو اس کو ظرف کہتے ہیں۔ اگر زمانہ ہو تو اس کو ظرف زمان اور اگر جگہ ہو تو ظرف مکان کہلاتا ہے۔

قولہ مفعول معہٗ اسمے ست۔ مفعول معہ ایسا اسم ہے جو فاعل یا مفعول بہ کے ساتھ شریک ہو۔ اور اس مصاحبت کا اظہار حرف واؤ جو کہ معنے مَعَ ادا کرتا ہو کیا جاتا ہے۔ جیسے جاء البرد والجبّات اس میں برد جاڑے کے ساتھ جبوں کا علاقہ مصاحبت بیان کرنا مقصود ہے۔ یہ مثال فاعل کے ساتھ مصاحبت کی ہے اور مفعول بہ کے ساتھ مصاحبت کی مثال حسبکَ واخاکَ دیناراً اس میں اخاک کو مفعول بہ کاف خطاب سے جو کہ مفعول بہ ہے مصاحبت کا علاقہ بیان کرنا مقصود ہے۔

قولہ بعد از واو۔ اس قید سے وہ تمام اسماء خارج ہو گئے جو واو کے سوا کسی اور لفظ کے بعد آتے ہیں جیسے جارنی زید مع خالد یا اکلت مع شاہد قولہ بمعنے مع

ومفعول لہ اسمے است کہ دلالت کند بر چیزے کہ سبب فعل مذکور باشد چوں اکرامًا در قُمتُ اکرامًا لزیدٍ وحال اسمی ست نکرہ کہ دلالت کند بر ہیئت فاعل چوں راکبًا در جاءَ زیدٌ راکبًا یا بر ہیئت مفعول چوں مشدودًا در ضربتُ زیدًا مشدودًا یا بر ہیئت ہر دو چوں راکبین در لقیتُ زیدًا راکبَین وفاعل ومفعول را ذوالحال گویند وآں غالبًا معرفہ

ترجمہ۔ مفعول لہ وہ اسم ہے کہ جو دلالت کرے ایسی چیز پر جو فعل مذکور کے صادر ہونے کا سبب بنی ہو جیسے اکرامًا، قُمتُ اکرامًا لزید میں۔ اور حال وہ اسم ہے جو نکرہ ہو اور فاعل کی ہیئت پر دلالت کرے جیسے راکبًا، جاء زید راکبًا میں یا (حال دلالت کرے) مفعول کی ہیئت پر جیسے مشدودًا، ضربتُ زیدًا مشدودًا میں یا (فاعل اور مفعول) دونوں کی ہیئت پر جیسے راکبین، لقیتُ زیدًا راکبین میں۔ اور فاعل و مفعول کو ذوالحال کہتے ہیں اور وہ بسا اوقات معرفہ

اس قید سے ایسے تمام اسم خارج ہو گئے ہیں جو واؤ کے بعد آتے ہیں مگر وہ واؤ محض عطف کیلئے ہوتا ہے اور مع کے معنی میں وہ واؤ نہیں ہوتا ہے۔

تشریح۔ قولہ۔ مفعول لہ الخ مفعول لہ وہ اسم کہلاتا ہے جس سے غرض فعل مذکور معلوم ہو جیسے قمتُ اکرامًا لزید (میں زید کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا) تو اس مثال میں لفظ اکرامًا سے متکلم کے فعل قیام کی غرض معلوم ہو گی۔ قولہ مذکور۔ یہ بھی قید احترازی ہے تاکہ وہ اسماء خارج ہو جائیں جو فعل کے بعد آتے ہیں مگر وہ غرض فعل کا بیان نہیں کرتے جیسے اعجبنی القراءۃُ یہاں پر قراءۃ سے غرض تعجب معلوم نہیں ہوتی قولہ حال اسمی ست الخ حال وہ اسم نکرہ ہے جس سے فاعل یا مفعول بہ یا دونوں کی خاص حالت کیفیت یا ہیئت معلوم ہو جیسے جاء زیدٌ راکبًا (زید سوار ہو کر آیا) اس میں لفظ راکبًا سے فاعل کی خاص حالت معلوم ہوئی۔ ترکیب۔ جاء فعل زید ذوالحال راکبًا حال۔ ذوالحال حال فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ دوسری مثال ضربتُ زیدًا مشدودًا (میں نے زید کو باندھکر مارا) اس میں لفظ مشدودًا زیدًا جو کہ مفعول بہ ہے اس کا حال ہے۔

(ترکیب) ضربتُ فعل با فاعل زیدًا ذوالحال، مشدودًا حال، حال ذوالحال ملکر مفعول بہ ضربتُ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اور اسی طرح کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حال فاعل اور مفعول بہ دونوں کی کیفیت اور حالت کو واضح کرتا ہے جیسے لقیتُ زیدًا راکبین (میں زید سے اس حال میں ملا کہ ہم دونوں سوار تھے) اس میں لفظ راکبین حال ہے کیونکہ وہ فاعل یعنی ضمیر متکلم اور مفعول بہ دونوں کی حالت کو بیان کر رہا ہے کہ جس وقت متکلم کی ملاقات زید سے ہوئی تو اس وقت متکلم اور زید دونوں سوار تھے۔

(ترکیب) لقیتُ فعل با فاعل تُ ضمیر متکلم ذوالحال اول زیدًا ذوالحال ثانی۔ راکبین حال۔ ذوالحال اول حال سے ملکر فاعل اور ذوالحال ثانی حال سے ملکر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ف لفظ راکبین جبکہ فاعل اور مفعول بہ دونوں سے حال ہے تو اس میں اشکال یہ ہے کہ ایک ذوالحال تو حالت رفعی

واگر نکرہ باشد حال را مقدم دارند چوں جاءنی راکباً رجلٌ و حال جملہ نیز باشد چوں رأیت الامیر و ھو راکب و تمیز اسمی ست کہ رفع ابہام کند از عدد چوں عندی احد عشر درھما

ترجمہ اور اگر (ذو الحال) نکرہ ہو تو (اس صورت میں) حال کو مقدم رکھتے ہیں جیسے جاءنی راکباً رجلٌ، اور حال (کبھی) جملہ بھی ہوتا ہے جیسے رأیت الامیر و ھو راکب (میں ہے)۔ تمیز وہ اسم ہے۔ جو عدد سے ابہام (و شبہ) کو دور کرے جیسے عندی احد عشر درھماً۔

اور دوسرا حالت نصبی ہیں۔ مگر چونکہ خود حال خواہ وہ فاعل سے حال ہو یا مفعول بہ سے منصوب ہی ہوتا ہے اس لئے ذو الحالوں کا مختلف احوال سے ہونا اس میں مضر نہیں۔

تشریح۔ قولہ۔ حال را مقدم دارند۔ مطلب یہ ہے کہ حال کا اصل ضابطہ تو یہ ہے کہ ذو الحال مقدم اور حال مؤخر۔ لیکن اگر ذو الحال نکرہ ہو تو اس وقت حال ہی کو ذو الحال سے مقدم کیا جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ ذو الحال کا اصل مقام یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو یا نکرہ مخصصہ ہو اب جب نکرہ ذو الحال آیا تو اس میں ضروری ہے کہ حال سے مؤخر لایا جائے تاکہ اس تاخیر سے ایک گونہ تخصیص پیدا ہو جائے جیساکہ مبتدا کے لئے معرفہ ہونا یا نکرہ مخصصہ ہونا ضروری ہے لیکن اگر نکرہ جو مبتدا ہو مؤخر کر دیا جائے تو یہ مفید تخصیص ہوگا اور مبتدا بن جائے گا جیسے فی الدار رجل۔ اسی طرح یہاں پر سمجھ لو۔ نیز اگر ذو الحال کو یہاں پر مؤخر نہ کیا جائے تو حال کا صفت سے التباس ہو جاوے گا مثال جیسے رأیت راکباً رجلاً یہاں پر راکباً حال ذو الحال رجلاً کے نکرہ ہونے کی وجہ سے مقدم ہے لیکن اگر مؤخر کر کے لایا جائے مثلاً رأیت رجلاً راکباً تو اب یہ طے ہونا دشوار ہے کہ آیا راکباً صفت ہے رجل کی یا حال ہے۔ خوب سمجھ لو۔

قولہ جاءنی راکباً رجلٌ۔ (ترکیب) جاء۔ فعل ن وقایہ ی مشابہ مفعول بہ منصوب بنزع خافض۔ راکباً حال مقدم۔ رجل ذو الحال۔ حال مع ذو الحال فاعل۔ فعل با فاعل و مشابہ بالمفعول جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ و حال جملہ نیز باشد۔ مراد یہ ہے کہ حال جس طرح کہ مفرد ہوتا ہے مرکب بھی ہو سکتا ہے اور مرکب تام بھی۔ اور مرکب ناقص بھی۔ لیکن جملہ انشائیہ حال واقع نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کسی فصیح بلیغ کلام میں ایسا ہو تو یاد رکھو کہ جملہ انشائیہ تاویل کے ساتھ حال بنایا جائے گا بلا تاویل کے نہ ہوگا۔ اور جب جملہ خبریہ حال ہوگا تو اس جملہ سے قبل واو لایا جائے گا۔ اس واؤ کو واؤ حالیہ کہا جائے گا جیسے رأیت الامیر و ھو راکبٌ (میں نے امیر کو دیکھا وہ سوار تھا) (ترکیب) رأیت فعل با فاعل الامیر ذو الحال واو حالیہ ھو مبتدا راکب خبر۔ جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال ذو الحال حال سے ملکر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ تمیز اسمی ست الخ۔ تمیز کی دو قسمیں ہیں۔ اول جو کہ فعل یا شبہ فعل کی نسبت سے ابہام کو دور کرے اس کا بیان پہلے گذر چکا۔ دوسرے وہ تمیز ہے جو مفرد مقدار سے ابہام کو دور کرے۔ یاد رکھو کہ

یا از وزن چوں عِندِی رَطلٌ زَیتًا یا از کیل چوں عِندِی قَفِیزَانِ بُرًّا یا از مساحت چوں مَا فِی السَّمَاءِ قَدرُ رَاحَةٍ سَحَابًا

ترجمہ:- یا وزن سے جیسے عندی رطلٌ زیتًا یا پیمانہ سے جیسے عندی قفیزان برًّا یا پیمائش سے (رفع ابہام کرے) جیسے ما فی السماء قدر راحۃٍ سحابًا

ایسے تمیز کی چار قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ عدد سے ابہام کو دور کر دے جیسے عندی احد عشر درهمًا اس میں درهمًا تمیز نے احد عشر کے عدد میں جو ابہام تھا اس کو رفع کر دیا۔

(ترکیب مثال) عند مضاف ی ضمیر متکلم مضاف الیہ۔ مضاف با مضاف الیہ ظرف ہوا ثابت محذوف کا۔ ثابت مع ظرف خبر مقدم۔ احد عشر ممیز۔ درهمًا تمیز۔ ممیز با تمیز مبتدا موخر۔ مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

دوم یہ کہ وزن سے ابہام کو رفع کرے جیسے عندی رطلٌ زیتًا (میرے پاس ایک رطل زیتون کا تیل ہے)۔

رطل عرب کا ایک وزن کا نام ہے جو تقریبًا آدھ سیر کے برابر ہوتا ہے۔ اس جملہ کی ترکیب بھی مثل مثال اول کے ہوگی

سوئم۔ کیل یعنی پیمانہ سے ابہام کو دور کرے جیسے عندی قفیزان برًّا۔ (میرے پاس دو قفیز گیہوں ہے)۔

اس میں برًّا نے قفیزان سے ابہام کو رفع کر دیا۔

قفیز عرب کا ایک پیمانہ ہے۔ (ترکیب مثال) عندی ظرف ثابتٌ محذوف کا۔ ثابتٌ مع ظرف خبر مقدم قفیزان ممیز۔ برًّا تمیز۔ ممیز با تمیز مبتدا موخر۔ مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

چہارم۔ مساحت یعنی پیمائش سے تمیز واقع ہو جیسے ما فی السماء قدر راحۃٍ سحابًا (آسمان پر ہتھیلی کے برابر بادل نہیں ہے)

دیکھو اس میں سحابًا تمیز اور قدر راحۃٍ ممیز ہے۔ ترکیب جملہ اس طرح ہے ما مشبہ بلیس فی السماء ثابتًا محذوف سے مل کر خبر مقدم۔ قدر راحۃٍ مرکب اضافی ممیز۔ سحابًا تمیز۔ ممیز تمیز سے ملکر ما کا اسم موخر۔ ما اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ف۔ تمیز کی ایک قسم کا بیان حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے نہیں فرمایا وہ یہ ہے کہ تمیز مفرد وغیر مقدار سے ابہام کو دور کرے۔ جیسے ھذا خاتمٌ فضۃً (یہ انگوٹھی چاندی کی ہے)

اس میں فضۃً نے خاتمٌ سے ابہام کو دور کیا۔ لیکن ظاہر ہے کہ خاتم مقدار نہیں ہے۔ حضرت مصنف نے اس کو غالبًا اس لئے بیان نہیں فرمایا ہے کہ یہ تمیز بکثرت مجرور استعمال ہوتی ہے یعنی ہذا خاتمُ فضۃٍ اور یہاں پر

ومفعول بہ اسمے ست کہ فعل فاعل بروے واقع شود چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا بدانکہ ایں ہمہ منصوبات بعد از تمامی جملہ باشند وجملہ بفعل وفاعل تمام شود وبدیں سبب گویند کہ المنصوب فضلۃ

ترجمہ اور مفعول بہ وہ اسم ہے کہ فاعل کا فعل اس پر واقع ہو جیسے ضَرَبَ زید عمرًا۔ جاننا چاہئے کہ یہ تمام منصوبات اصل جملہ کے تمام ہونے کے بعد ہوتے ہیں کیونکہ جملہ فعل وفاعل ہی پر پورا ہو جاتا ہے اسی وجہ سے کہتے ہیں المنصوب فضلۃ (یعنی منصوب زائد ہیں) منصوبات کا بیان کرنا مقصود ہے۔

تشریح قولہ۔ مفعول بہ اسمے ست الخ: یعنی مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہوا ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا (زید نے عمرو کو مارا) اس میں عمرًوا وہ اسم ہے جس پر فاعل (زید) کا فعل ضرب واقع ہوا ہے۔

قولہ بدانکہ ایں ہمہ الخ: حاصل کلام یہ ہے کہ جملہ فعلیہ فعل اور فاعل سے مکمل ہو جاتا ہے اس لئے کہ جملہ میں اصل مسند الیہ اور مسند ہی ہوتے ہیں جو ترتیب وار واقع ہوتے ہیں۔ لہٰذا تمام منصوبات اصل جملہ سے زائد ہوتے ہیں اس لئے عام طور پر منصوبات مرفوعات کے بعد ہی آیا کرتے ہیں اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ المنصوب فُضْلَۃٌ (منصوب زائد چیز ہے)۔

ف۔ منصوبات کو فضلہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان مفعولوں کو اگر ذکر نہ کیا جائے تب بھی نحوی قاعدہ کے لحاظ سے جملہ فعل و فاعل پر پورا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ان مفعولوں کے ذکر کرنے سے توضیح وتفصیل ظاہر ہوتی ہے اور ہر فعل کے لئے ظرف مفعول فیہ اور مفعول لہٗ کا ہونا ضروری ہے۔ کوئی فعل بھی ظرف زمان اور ظرف مکان کے بغیر واقع نہیں ہوتا اور اسی طریقہ سے ہر فعل کسی غرض یا علت کے تحت واقع ہوتا ہے لیکن ان مفعولوں کو ذکر کرنا نحوی ترکیب کے لحاظ سے ضروری نہیں۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے المنصوب فضلۃٌ

مشقی سوالات

امثلۂ ذیل میں فاعل اور تمام مفعولوں کی قسمیں اور حال اور تمیز کو بتاؤ اور ساتھ ہی ہر مثال کی ترکیب بھی کرو:-

اذکروا اللہ ذکرًا کثیرًا۔ اتقوا اللہ حقَّ تقاتہٖ۔ لا تبرَّجن تبرُّجَ الجاہلیۃ الاولیٰ۔ بشّر نفسک بالظفر بعد الصبر۔ اذکروا نعمۃ اللہ علیکم۔ سبّحوہ بکرۃً واصیلًا۔ صلّوا علیہ وسلّموا تسلیمًا۔ ینصرک اللہ نصرًا عزیزًا۔ جاء زید باکیًا۔ اعلموا انّ فیکم رسول اللہ۔ طلّق دنیاک فانہا زانیۃٌ۔ فاز فوزًا عظیمًا۔ سیق الذین اتّقوا ربّہم الی الجنۃ زُمرًا۔ صمت یوم الخمیس طلبًا للثواب۔ من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضاتِ اللہ۔ لا تتّبعوا خطوات الشیطان۔ انا اکثر منک مالًا۔ ہم احیاءٌ عند ربہم۔ یُرزقون فرحین۔ انی رأیتُ احد عشر کوکبًا۔ لا تقتلوا یُوسف۔ ارسلہٗ معنا غدًا۔ جاءُوا اباہم عشاءً یبکون۔ یدخلون فی دین اللہ افواجًا جئتُہٗ یومًا لزیارتہ۔ اِنّ اللہ یحب المحسنین۔ سار بکرٌ سیدَ البرید۔ اتی اخوہ باکیًا۔ تجنّب زیدٌ زعن عمرٍو معرضًا عنہ۔ جال الولید جولانَ البہائم۔ جلس السعید جلسۃَ المؤدب۔ جلس شاہدٌ متکئًا۔ جلس الرشید امامَ المامون۔

فصل۔ بدانکہ فاعل بر دو قسم است مظہر چوں ضَرَبَ زَیْدٌ و مضمر بارز چوں ضَرَبْتُ و مضمر مستتر یعنی پوشیدہ چوں زَیْدٌ ضَرَبَ کہ فاعل ضَرَبَ ھُوَ است در ضرب مستتر۔ بدانکہ چوں فاعل مونث حقیقی باشد یا ضمیر مؤنث علامت تانیث در فعل لازم باشد چوں قَامَتْ ھِنْدٌ و ھِنْدٌ قَامَتْ ای ھِیَ و در مظہر مؤنث غیر حقیقی و در مظہر جمع تکسیر دو وجہ روا باشد چوں طَلَعَ الشَّمْسُ و طَلَعَتِ الشَّمْسُ

ترجمہ۔ جاننا چاہیے کہ فاعل کی دو قسمیں ہیں اسم مظہر جیسے ضَرَبَ زیدٌ اور مضمر بارز جیسے ضَرَبْتُ اور مضمر مستتر یعنی پوشیدہ جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ کہ ضَرَبَ کا فاعل ھُوَ ہے جو کہ ضرب میں پوشیدہ ہے۔ جاننا چاہیے کہ جب فاعل مؤنث حقیقی یا ضمیر مؤنث ہو تو علامت تانیث فعل میں لازمی ہوگی جیسے قَامَتْ ہِنْدٌ اور ہِنْدٌ قامت یعنی ھی اور اسم مظہر غیر حقیقی اور مظہر جمع تکسیر میں دونوں صورتیں جائز ہیں جیسے طلع الشمس اور طلعت الشمس۔

تشریح قولہ۔ فاعل بر دو قسم ست الخ حاصل کلام یہ ہے کہ لفظوں کے اعتبار سے فاعل دو قسم کا ہوتا ہے۔ اول مظہر یعنی اسم ظاہر۔ یاد رکھو کہ ضمیر کے علاوہ جملہ اسماء مظہر کہلاتے ہیں۔ دوم مضمر جس کو ضمیر بھی کہتے ہیں۔ پھر مضمر کی دو قسمیں ہیں۔ اول بارز یعنی جو ضمیر لفظوں میں موجود ہو جیسے ظفرتُ کی ت۔ دوم مستتر جو لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو جیسے خالد ذہب میں ذہب میں ضمیر مستتر ھو ہے۔ وہ فاعل ہے اس کا مرجع خالد ہے۔

ف۔ لفظ مستتر کے تلفظ میں عام طور پر یہ غلطی رائج ہے کہ مستتِر بکسر التاء الثانی کے بجائے مستتَر بفتح التاء الثانی تلفظ کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ تلفظ اس لئے غلط ہے کہ بفتح التاء الثانی یہ صیغہ اسم مفعول ہو جاوے گا حالانکہ استتار فعل لازمی ہے اور ظاہر ہے کہ لازمی سے اسم مفعول نہیں آتا۔ **قولہ** چوں فاعل الخ ان موقعوں کا بیان کرتے ہیں کہ جہاں فعل کا مؤنث لانا واجب ہے، وہ تین صورتیں ہیں۔ اول فاعل مفرد مظہر مؤنث حقیقی ہو اور درمیان میں فصل نہ ہو۔ دوم فاعل ضمیر ہو جس کا مرجع مؤنث حقیقی ہو۔ سوئم۔ فاعل ایسی ضمیر ہو جس کا مرجع مؤنث غیر حقیقی ہو تو ان تمام صورتوں میں فعل کو مؤنث لانا واجب ہے، جیسے قامت عائشۃ۔ زینب قامت۔ الشمس طلعت۔ پہلی مثال میں فاعل مؤنث حقیقی ہے۔ دوسری میں فاعل ضمیر ہے جس کا مرجع مؤنث حقیقی یعنی زینب ہے۔ تیسری مثال میں فاعل ضمیر ہے جس کا مرجع الشمس مؤنث غیر حقیقی ہے۔ **قولہ** و در مظہر مؤنث غیر حقیقی۔ یہاں سے ان موقعوں کا بیان ہے جہاں پر فعل کو مؤنث لانا واجب نہیں۔ اول فاعل اسم ظاہر ہو اور مؤنث غیر حقیقی ہو۔ دوسرے اسم ظاہر مؤنث حقیقی فاعل ہو مگر فعل اور فاعل کے درمیان فصل ہو۔ تیسرے فاعل اسم ظاہر جمع تکسیر ہو تو ان صورتوں میں فعل کو مؤنث لانا

وَقَالَ الرِّجَالُ وَقَالَتِ الرِّجَالُ قسم دوم مجهول بدانکه فعل مجهول بجائے فاعل مفعول بہ را برفع کند و باقی را بہ نصب چوں ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْبًا شَدِیْدًا فِیْ دَارِہٖ تَادِیْبًا وَالْخَشْبَةَ

ترجمہ۔ اور قال الرجال اور قالت الرجال۔ دوسری قسم فعل مجهول ہے۔ جاننا چاہیے کہ فعل مجهول بجائے فاعل کے مفعول بہ کو رفع دیا کرتا ہے اور باقی کو نصب۔ جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ یوم الجمعۃ امام الامیر ضرباً شدیداً فی دارہ تادیباً والخشبۃ

واجب نہیں جیسے طلع الشمس۔ جاء المفتی امراۃٌ قام الرجالُ پہلی مثال میں فاعل مؤنث غیر حقیقی ہے۔ دوسری مثال میں فاعل مؤنث حقیقی مگر فاصلہ ہے۔ تیسری مثال میں فاعل جمع تکسیر مذکر ہے اس لئے فعل کو مؤنث

تشریح قولہ قال الرجال وقالت الرجال الخ یہ دونوں مثالیں اس بات سے متعلق ہیں کہ جب فاعل جمع تکسیر مذکر ہو تو فعل کو مذکر واحد اور مؤنث واحد دونوں لانا درست ہے اور اگر فاعل جمع تکسیر مؤنث ہو تو فاعل کی رعایت کرتے ہوئے فعل کو مؤنث ہی لایا جائے گا۔ جیسے قالت نسوۃ نسوۃ جمع تکسیر مؤنث ہے اس کا واحد امرأۃ ہے۔ **قولہ** فعل مجهول الخ جس فعل کا فاعل معلوم نہ ہو اور مفعول بہ کو فاعل کے قائم مقام بنایا جائے ایسے فعل کو فعل مجهول کہا جاتا ہے جیسے نُصِرَ زید۔ اس مفعول بہ کو مفعول مالم یسم فاعلہ کہتے ہیں۔ یاد رکھو کہ فعل مجهول ہمیشہ فعل متعدی سے آتا ہے لازمی سے نہیں آتا۔

قولہ بجائے فاعل مفعول بہ را الخ۔ مراد یہ ہے کہ فعل مجهول میں مفعول بہ چونکہ قائم مقام فاعل ہے اس لئے فعل مجهول اس کو رفع دیا کرتا ہے اور اگر مفعول بہ کے علاوہ دوسرے مفاعیل مفعول فیہ۔ مفعول معہ وغیرہ موجود ہوں تو ان سب کو فعل مجهول بھی نصب دیا کرتا ہے۔ جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ یومَ الجمعۃ۔ امام الامیر ضرباً شدیداً فی دارہ تادیباً والخشبۃ (زید کو مارا گیا شدید طریقہ پر جمعہ کے دن امام کے سامنے۔ زید کے گھر میں لکڑی سے ادب سکھانے کے لئے۔ دیکھو اس مثال میں زید بوجہ نائب فاعل ہونے کے مرفوع ہے بقیہ مفعول سب منصوب ہیں۔ اس مثال میں یوم الجمعۃ مفعول فیہ ظرف زمان ہے۔ امام الامیر مفعول فیہ ظرف مکان۔ ضرباً مفعول مطلق شدیداً اس کی صفت ہے۔ فی دارہ جار مجرور متعلق ضرب۔ والخشبۃ مفعول معہ ہے۔

ف۔ فعل مجهول کا اگر مفعول بہ موجود نہ ہو اور دوسرے مفاعیل موجود ہوں تو اختیار ہے کہ جس مفعول کو چاہو قائم مقام فاعل قرار دے کر مرفوع کر دو۔ اس میں ایک مفعول کو دوسرے کے مقابلہ میں کوئی ترجیح نہیں ہوتی ہے۔

وفعل مجہول را فعل مالم یسم فاعلہ گویند و مرفوعش را مفعول مالم یسم فاعلہ گویند۔ فصل بدانکہ فعل متعدی بر چہار قسم ست اوّل متعدی بیک مفعول چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا دوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد چوں اَعْطیٰ و آنچہ در معنی او باشد چوں اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْہَمًا

ترجمہ:۔ اور فعل مجہول کو فعل مالم یسم فاعلہ بھی کہتے ہیں اور اسکے مرفوع کو مفعول مالم یسم فاعلہ کہتے ہیں (فصل) جاننا چاہیے کہ فعل متعدی کی چار قسمیں ہیں۔ اوّل فعل متعدی ایک مفعول کے ساتھ ہو جیسے ضرب زیدٌ عمروًا۔ دوم فعل متعدی دو مفعول کے ساتھ ہو اور ایک مفعول پر اختصار جائز ہو جیسے اعطیٰ اور ہر وہ فعل کہ اس کے معنی میں ہو جیسے اعطیتُ زیدًا درہمًا۔

تشریح قولہ وفعل مجہول را الخ۔ مراد یہ ہے کہ دوسرا نام فعل مجہول کا فعل مالم یُسَمَّ فاعلہٗ ہے یعنی وہ فعل کہ جس کا فاعل معلوم نہیں ہے۔ **قولہ ومرفوعش را الخ** یعنی فعل مجہول جس مفعول کو رفع دیتا ہے اس کا لقب مفعول مالم یسمّ فاعلہ ہے اور اس کو نائب فاعل بھی کہتے ہیں۔

مشقی سوالات

ذیل کے جملوں میں فاعل کی قسمیں اور مفعول مالم یسم فاعلہٗ کو بتاؤ اور ہر جملہ کی ترکیب بھی کرو:۔

قالت نسوۃٌ۔ ضَمِنَ اللہُ رزقَ کلِّ احدٍ۔ ضاقت الارض۔ کُتِبَ علیکم القصاص۔ یاایہا الذین آمنوا کُتِبَ علیکم الصیام اُحِلَّ لکم لیلۃَ الصیام الرفثُ۔ اقترب الوعد الحق۔ خرّ موسیٰ صَعِقًا۔ ضُرِبَ ابنُ مریمَ مثلًا۔ یُرَدُّوْنَ الیٰ اشدّ العذاب۔ یُرِیْدُ اللہُ بکم الیُسْرَ۔

قولہ فعل متعدی بر چہار قسم است الخ یعنی تعداد مفعول کے اعتبار سے فعل متعدی کی چار قسمیں ہیں۔

قولہ اوّل متعدی بیک مفعول۔ یعنی وہ فعل جو ایک مفعول کے ساتھ متعدی ہو جیسے ضرب زیدٌ عمرًا (زید نے عمرو کو مارا) یہاں ضَرَبَ فعل متعدی ہے جو ایک مفعول یعنی عمر کے ساتھ متعدی ہو رہا ہے۔

قولہ دوم متعدی بدو مفعول۔ یعنی دوسرا وہ فعل ہے جو کہ دو مفعولوں کے ساتھ متعدی ہو جیسے اعطیٰ وغیرہ۔ یاد رکھو کہ ایسے فعل متعدی کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ اوّل ایسا متعدی بدو مفعول جس کا اگر ایک مفعول بہ کو حذف کر دیں تو کلام میں خلل واقع نہ ہو جیسے اعطیٰ۔ وھب کہ اگر ان کا ایک مفعول بہ حذف کر دیا جائے تو اس حذف کر دینے سے کلام میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ جیسے اعطیتُ اخاکَ دینارًا۔ اب اگر ایک مفعول بہ ذکر کریں اور کہدیں اعطیت اخاک تو تب بھی کلام میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ خوب سمجھ لو۔

قولہ وآنچہ در معنی او باشد۔ یعنی ایک مفعول بہ کو حذف کرنا یہ خصوصیت صرف فعل اعطیٰ کے لئے نہیں ہے بلکہ ان تمام افعال متعدیہ بدو مفعول کی ہے۔ جو کہ باعتبار ذات کے ایک دوسرے سے مغایرت رکھتے ہوں جیسے کسانی اللہ لباسًا۔ یہاں پر کسانی اللہ بھی کہنا درست ہے کیونکہ دونوں مفعول بہ

وانجا اَعْطَیْتُ زَیْدًا نیز جائز است. سوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بریک مفعول روا نباشد وایں در افعال قلوب ست چوں عَلِمْتُ و ظَنَنْتُ و حَسِبْتُ و خِلْتُ و زَعَمْتُ و رَأَیْتُ و وَجَدْتُ چوں عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا و ظَنَنْتُ زَیْدًا عَالِمًا

ترجمہ۔ اور اس جگہ اَعْطَیْتُ زَیْدًا بھی جائز ہے۔ سوم فعل متعدی دو مفعول کے ساتھ ہو لیکن ایک مفعول پر اختصار درست نہ ہوگا اور یہ افعال قلوب میں ہے جیسے عَلِمْتُ و ظَنَنْتُ و حَسِبْتُ و خِلْتُ و زَعَمْتُ و رَأَیْتُ اور وَجَدْتُ جیسے عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا اور ظَنَنْتُ زَیْدًا عَالِمًا۔

ذات کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مغائر ہیں۔ اسی طرح اعطیت زیدا درھما میں بھی ایک مفعول کا حذف کرنا درست ہے۔ یوں کہہ سکتے ہیں۔ اعطیتُ زیدًا۔ اور اس طرح بھی درست ہے اعطیت درھمًا۔

تشریح۔ قولہ۔ سوم متعدی بدو مفعول۔ مراد یہ ہے کہ فعل متعدی کی تیسری قسم یہ ہے کہ وہ متعدی دو مفعول کی طرف ہو اور ایک مفعول پر اکتفا نا جائز ہو۔ جیسے دو مفعول افعال قلوب کے کہ وہ دونوں مصداق کے لحاظ سے ایک ہی ذات سے وابستہ ہیں اور دونوں ملکر حکم میں ایک ہی شے کے ہیں۔

قولہ وایں در افعال قلوب ست۔ یعنی ایک مفعول بہ کو باقی رکھنا اور دوسرے مفعول بہ کو حذف نہ کرنا افعال قلوب کا خاصہ ہے۔ دوسرے افعال متعدیہ میں ایک مفعول بہ کا حذف کر دینا درست ہوتا ہے۔ افعالِ قلوب ایسے افعال کو کہا جاتا کہ جن کا صدور اعضائے جسمانی کے بجائے صرف قلوب سے ہوتا ہے۔ جیسے یقین کرنا، گمان کرنا۔ وغیرہ۔

قولہ چو علمت زیدا فاضلا۔ اس مثال میں دو مفعول بہ ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو حذف کر دینا جائز نہیں۔

قولہ زیدا فاضلا۔ ان میں ایک کو حذف نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں باہم مغایرت نہیں بلکہ اتحاد ہے اس لئے کہ معنی ہیں علمت فضل زید۔ لہذا ایک مفعول بہ کو حذف کر دینا ایسا ہے جیسے کہ مرکب اضافی میں سے مضاف یا مضاف الیہ کو حذف کیا جائے۔

ف۔ یاد رکھو کہ یہاں پر افعال قلوب سات مذکور ہیں جن میں سے عَلِمَ۔ رَأَی۔ وَجَدَ تو یقین کے معنی ادا کرتے ہیں۔ اور حَسِبَ۔ ظَنَّ۔ خَالَ۔ یہ تینوں گمان اور ظن کے معنے دیتے ہیں جیسے خلت اباک عالما (میں نے تیرے باپ کو عالم گمان کیا) اور زعم یہ یقین اور گمان دونوں معنے میں مشترک ہے ان افعال کو افعال الشک والیقین بھی کہا جاتا ہے۔

چہارم متعدی بسہ مفعول چوں أَعْلَمَ وأَرٰی وأَنْبأَ وأَخْبَرَ وخَبَّرَ ونَبَّأَ وحَدَّثَ چوں أَعْلَمَ اللّٰهُ زَیْدًا عَمْرًا فَاضِلًا بدانکہ ایں ہمہ مفعولات مفعول بہ اند ومفعول دوم در باب عَلِمْتُ ومفعول سوم در باب أَعْلَمْتُ

ترجمہ۔ اور چوتھے فعل متعدی تین مفعولوں کے ساتھ جیسے اعلم وأری وأنبأ وأخبر وخبّر ونبّأ اور حدّث جیسے اعلم اللہ زیداً عمروا فاضلا۔ جاننا چاہئے کہ یہ تمام مفعولات مفعول بہ ہیں لیکن دوسرا مفعول باب علمتُ میں اور تیسرا مفعول باب اعلمتُ میں

تشریح۔ قولہ۔ چہارم متعدی بسہ مفعول الخ۔ فعل متعدی کی چوتھی قسم یہ ہے کہ اس کے تین مفعول آتے ہوں وہ افعال یہ ہیں۔ أَعْلَمَ۔ أَرٰی۔ (یقین دلایا) أَنْبَأَ۔ أَخْبَرَ۔ خَبَّرَ۔ نَبَّأَ۔ (اس نے اطلاع دی)۔ حَدَّثَ (اس نے بیان کیا۔ حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نقل کی)

(مثال) أَعْلَمَ اللّٰهُ زَیْدًا عَمْرًا فَاضِلًا (خدا تعالیٰ نے زید کو یقین دلایا کہ عمرو فاضل ہے)۔ اس مثال میں اعلم کا فاعل اللہ ہے۔ زیداً مفعول اول عمرواً مفعول ثانی۔ فاضلاً مفعول بہ ثالث ہے فعل اپنے فاعل اور تینوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہے۔

قولہ۔ ایں ہمہ مفعولات الخ۔ مراد یہ ہے کہ فعل متعدی کے دو یا تین جو مفعول ہوتے ہیں وہ مفعول بہ ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں سے ہر ایک کو نائب فاعل بنانا درست نہیں۔ لہٰذا یہاں سے تفصیل بیان کرتے ہیں کہ کسی مفعول کو نائب فاعل بنانا درست نہیں۔

قولہ مفعول دوم در باب علمت۔ مراد یہ ہے کہ علمت اور اس کے مشابہ افعال متعدی کے مفعول دوم کو نائب فاعل بنانا درست نہیں کیونکہ مفعول دوم حکم میں مسند کے ہے اور مفعول اول حکم میں مسند الیہ کے۔

اور ظاہر ہے کہ نائب فاعل مسند الیہ ہی ہوتا ہے اور وہ مفعول اول ہے لہٰذا مفعول دوم جو کہ حکم میں مسند ہے اس کا نائب فاعل بنانا درست نہیں۔ لہٰذا عُلِمَ خَالِدٌ فَاضِلًا تو درست ہے اور عُلِمَ فَاضِلٌ خَالِدًا درست نہیں ہے۔ **قولہ** ومفعول سوم در باب اعلمت۔ مراد یہ ہے۔ اعلم اور اس کے ہم معنی افعال متعدی کے تیسرے مفعول کو نائب فاعل نہیں بنایا جاسکتا ہے۔

وجہ یہ ہے کہ وہ بھی مسند ہوتا ہے اور ابھی بیان کیا گیا کہ مسند کو نائب فاعل نہ بنایا جائے گا۔ جیسے اعلم اللّٰهُ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ۔ اس کی اصل عبارت یہ ہے اعلم اللّٰه سیدنا محمدا رحمۃً للعالمین تو ظاہر ہے کہ رحمۃ للعالمین جو کہ مفعول بہ سوئم ہے وہ مسند ہے لہٰذا اس کو نائب فاعل نہ بنایا جائے گا۔

ومفعول لہٗ ومفعول معہٗ را بجائے فاعل نتوانند نہاد و دیگر ہا را شاید و در باب اعطیت مفعول اول بمفعول مالم یسم فاعلہ لائق تر باشد از مفعول دوم

ترجمہ۔ اور مفعول لہٗ اور مفعول معہٗ کو فاعل کا قائم مقام نہیں بنا سکتے ان کے سوا دوسروں کو قائم مقام فاعل بنایا جاسکتا ہے در باب اعطیتُ میں پہلا مفعول مفعول مالم یسم فاعلہ کے زیادہ لائق ہے بہ نسبت مفعول دوم کے۔

تشریح قولہ۔ ومفعول لہٗ الخ اُن مفاعیل کا بیان کرتے ہیں جو کہ نائب فاعل نہیں بن سکتے وہ یہ ہیں۔ مفعول لہٗ۔ مفعول معہٗ۔

مفعول لہٗ تو اس لئے نائب فاعل نہیں ہو سکتا ہے کہ مفعول لہٗ فعل کی غرض کو بیان کرتا ہے لہٰذا وہ فاعل کا قائم مقام کیسے بن سکتا ہے۔ اس لئے ضُرِبَ تادیبٌ کہنا جائز نہیں۔

قولہ ومفعول معہٗ الخ مفعول معہٗ کو اس لئے نائب فاعل نہیں بناتے ہیں کہ اس میں شرط ہے کہ وہ بعد الواو واقع ہو اور واو کا مابعد بمنزلہ معطوف کے ہوتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت ہوا کرتی حالانکہ فاعل نائب فاعل کے ساتھ بہت زیادہ متحد ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ فعل بغیر فاعل کے تمام نہیں ہوتا۔ لہٰذا مفعول معہٗ اس قابل نہیں کہ وہ نائب فاعل بن سکے۔

قولہ و در باب اعطیتُ الخ حاصل کلام یہ ہے کہ جو افعال متعدیہ بدو مفعول ہیں اُن کا مفعول اول اولیٰ ہے کہ اس کو نائب فاعل بنایا جائے۔ مگر جائز ہے کہ جس مفعول کو چاہو نائب فاعل قرار دے کر مرفوع پڑھو۔ جیسے وُہِبَ خالدٌ مالاً عطیۃً اولیٰ ہے۔ اور وُہِبَ مالٌ عطیۃً خالداً بھی درست ہے۔

یاد رکھو کہ جس طرح مفعول لہٗ اور مفعول معہٗ نائب فاعل نہیں بن سکتا ہے۔ اسی طرح حال اور تمیز بھی نائب فاعل نہیں بن سکتے۔

مشقی سوالات

امثلۂ ذیل میں فعل متعدی کی قسمیں اور اس کے مفعول بتاؤ۔ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ۔ وَلَقَدْ آتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ۔ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا۔ رَأَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا۔ اَللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ رَسُوْلُہٗ۔ ظَنَنَ زَیْدٌ بَکْرًا عَالِمًا۔ اِتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرَاہِیْمَ خَلِیْلًا۔ کَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِیْنَ۔ رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّا اِلَیْکُمْ لَمُرْسَلُوْنَ۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا۔ یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ یَذْہَبُوْا۔ یُرِیْہِمُ اللّٰہُ اَعْمَالَہُمْ حَسَرَاتٍ۔ رَأَیْتُ بَکْرًا فَاضِلًا۔ ظَنَنْتُہٗ جَاہِلًا۔ اَرَاکَ صَائِمًا۔ اَخَالُ۔ اَنَّکَ مَرِیْضٌ۔ لَا تَحْسَبُوْنِیْ کَاذِبًا۔ اُوْتِیَ مُوْسَی الْکِتَابَ۔ اُعْطِیَ زَیْدٌ ثَوْبًا۔ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا۔ اِنِّیْ رَأَیْتُ

فصل بدانکہ افعال ناقصہ سیزدہ اند کان وصار وظل وبات واصبح واضحی وامسی وعاد وآض وغدا وراح

ترجمہ: جاننا چاہئے کہ افعال ناقصہ تیرہ ہیں۔ کان۔ صار۔ ظل۔ بات۔ اصبح۔ اضحی۔ امسی۔ عاد۔ آض۔ غدا۔ راح

احد عشر کوکبا۔ والشمس والقمر رأیتہم لی ساجدین۔ حسبتہ لجۃ۔ انی وجدت امرأۃ تملکہم۔ اوجدنا علیہ آباءنا

بیت رب المسلمین۔ لا یجدون لہم من دون اللہ ولیا ولا نصیرا۔

تشریح قولہ۔ افعال ناقصہ الخ۔ جاننا چاہئے کہ فعل کی معنی کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں فعل تام، فعل ناقص۔ فعل ناقص ایسے فعل کو کہتے ہیں جو اپنے فاعل کے لئے اپنے مصدر کے علاوہ کوئی دوسری صفت ثابت کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہوں اور فعل تام اس کو کہتے ہیں کہ وہ اپنے فاعل کے لئے اپنے مصادر کی صفات کو ثابت کرتے ہیں چنانچہ ضرب زید میں ضرب اپنے فاعل یعنی زید کے لئے صفت ضرب ثابت کرتا ہے۔

بخلاف کان زید عالما کہ فعل کان اپنے فاعل یعنی زید کے لئے اپنے مصدری معنے کا ثبوت نہیں کرتا ہے بلکہ کان کی خبر سے جو صفت علم اخذ ہوتی ہے اس کا ثبوت کان اپنے فاعل کے لئے کیا کرتا ہے۔

قولہ کان الخ۔ مصنف نے جس قدر افعال ناقصہ بیان کئے ہیں ان کی لفظی تحقیق اور ترجمہ لکھا جاتا ہے تاکہ مبتدی طلبہ کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

اول کان ماضی مصدر کون از باب نصر۔ صار مصدر صیرورۃ از باب ضرب بمعنے ہونا۔ جیسے صار خالد غنیا۔ ظل۔ از باب سمع بمعنے صار اور بمعنے دن بھر رہا جیسے ظل شاھد امیرا۔ بات۔ از باب ضرب مصدر بیتوت۔ بمعنے تمام رات رہا۔ جیسے بات شاھد نائما اور بمعنے صار۔ اصبح از افعال بمعنے صبح کو ہوا۔ اور بمعنے صار جیسے اصبح خالد مریضا اضحی۔ از باب افعال بمعنے چاشت کے وقت سفر کیا۔ اور بمعنے صار جیسے اضحی شاھد کاتبا۔ امسی۔ از باب افعال بمعنے شام کے وقت کام کیا۔ عاد۔ آض۔ غدا۔ راح بمعنے صار۔ ما زال بمعنے ہمیشہ رہا۔ ما انفک جدا نہیں ہوا یعنی ہمیشہ رہا جیسے ما انفک خالد قریبا منہ۔ ما برح۔ از باب سمع مصدر براح ما نافیہ۔ (زائل نہیں ہوا یعنی ہمیشہ رہا جیسے ما برح محمد کریما (محمد ہمیشہ سخی رہا)

ما فتئ۔ از باب سمع مصدر فتوء۔ ما نافیہ (ہمیشہ رہا) جیسے ما فتئ خالد جالسا

تنبیہ۔ ہم نے افعال ناقصہ کی جملہ مثالیں مشقی سوالات میں درج

وما زال وما انفک وما برح وما فتی ومادام ولیس ایں افعال بفاعل تنہا تمام نہ شوند و محتاج باشند بخبری بدیں سبب اینہا را ناقصہ گویند و در جملہ اسمیہ روند

ترجمہ۔ مازال اور ماانفک وما برح۔ مافتی۔ مادام۔ لیس۔ اور یہ افعال (ناقصہ) تنہا فاعل پر پورے نہیں ہوتے بلکہ ایک خبر کے محتاج ہوتے ہیں اسی سبب سے ان افعال کو افعال ناقصہ کہتے ہیں اور جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں

کردیں ہیں طلبہ کو چاہیے کہ ان کا ترجمہ اور ترکیب غور و فکر کے ساتھ لکھ کر استاذ کو دکھلائیں۔

مادام۔ اس میں ما مصدریہ ہے۔ دام فعل از نصر مصدر دوام ہمیشہ رہنا مادام کا اردو ترجمہ با محاورہ (جب تک رہا) جیسے اِجْلِسْ مَادَامَ شَاهِدٌ جَالِسًا تو بیٹھ جائے جب تک شاہد بیٹھا رہے)۔

(ترکیب مثال)

اِجْلِسْ فعل با فاعل۔ مادام فعل ناقص۔ شاہد اس کا اسم۔ جالسا خبر۔ فعل ناقص با اسم و خبر جملہ فعلیہ بتاویل مفرد ظرف فعل اجلس کا۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

قولہ لیس۔ اس فعل ناقص کا صرف صیغہ ماضی مستعمل ہے اصل میں لَیِسَ بروزن سَمِعَ تھا غرض تخفیف یا کو ساکن کیا۔

قولہ بفاعل تنہا تمام نہ شوند الخ۔ حاصل عبارت یہ ہے کہ افعال ناقصہ باوجودیکہ فعل لازم ہیں مگر صرف فاعل پر تمام نہیں ہوتے بلکہ ایک اور اسم کے محتاج ہیں جس کو خبر کہا جاتا ہے۔ اس نقصان کی وجہ سے ان کا لقب ہی افعال ناقصہ ہے۔

قولہ و در جملہ اسمیہ روند الخ۔ مطلب یہ ہے کہ یہ افعال جملہ اسمیہ میں عمل کیا کرتے ہیں اس طرح کہ مبتدا کو مرفوع کر دیتے ہیں۔ اس لئے وہ اسم فعل ناقص کہلاتا ہے اور خبر کو نصب دیتے ہیں اس لئے کہ وہ خبر ہے فعل ناقص کی۔ فعل تام سے عمل میں یہ مشابہت ہے کہ مفعول بہ کو منصوب کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ افعال بھی عمل کرتے ہیں۔ البتہ یہاں فاعل اور مفعول بہ نہیں کہلاتے بلکہ مسند مسند الیہ یعنی اسم اور خبر کہلاتے ہیں۔ اور فعل ناقص دونوں کا محتاج ہوتا ہے۔

ومسند الیہ را رفع کنند و مسند را نصب چوں کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا و مرفوع را اسم کان گویند و منصوب را خبر کان و باقی را بریں قیاس کن۔ بدانکہ بعضی ازیں افعال در بعضی احوال بفاعل تنہا تمام شوند چوں کَانَ مَطَرٌ شد باراں بمعنی حصل و اوراکان تامہ گویند و کان زائدہ نیز باشد فصل بدانکہ افعال مقاربہ چہار است

ترجمہ اور مسند الیہ کو رفع دیتے ہیں اور مسند کو نصب۔ جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا اور مرفوع کو کان کا اسم کہتے ہیں اور منصوب کو کان کی خبر اور باقی کو ان ہی (طریقوں) پر قیاس کرو۔ جاننا چاہیے کہ ان میں سے بعض افعال بعض حالات میں فقط فاعل پر پورے ہو جاتے ہیں جیسے کَانَ مَطَرٌ بمعنے حصل اور اس کو کَانَ تامہ کہتے ہیں اور کَانَ زائدہ بھی ہوتا ہے۔ فصل۔ جاننا چاہیے کہ افعال مقاربہ چار ہیں

تشریح قولہ چوں کان زیدٌ قائمًا (زید کھڑا ہونے والا تھا) اس میں کَانَ فعل ناقص، زیدٌ اسم، قائمًا خبر۔ فعل ناقص مع اسم و خبر جملہ فعلیہ خبریہ ہے۔

قولہ اوراکان تامہ گویند الخ۔ مراد یہ ہے کہ کان جس طرح ناقصہ ہوتا ہے اسی طرح کَانَ تامہ بھی ہوتا ہے اس وقت کان صرف فاعل ہی کو چاہتا ہے لیکن اس کے معنے اس صورت میں حصل کے ہوتے ہیں۔ جیسے عرب بولتے ہیں کان مطرٌ (بارش ہوگی) دیکھو یہاں پر کَانَ حصل کے معنے ہیں اس لئے تامہ کہلائے گا

قولہ زائدہ نیز باشد۔ مراد یہ ہے کہ بعض مرتبہ کَانَ زائد بھی ہوتا ہے یعنی اگر کَانَ کو حذف کر دیا جائے تو کلام کے معنے میں کوئی خلل واقع نہ ہو گو کلام میں جو حسن و لطافت تھی اس میں کمی واقع ہو جائے۔ جیسے قرآن پاک میں ہے کیف نکلم من کان فی المھد صبیا دیکھو اس میں کَانَ زائدہ ہے چنانچہ اگر اس کو نکالدیں تب بھی معنے درست ہیں۔ ترجمہ آیت (بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے۔ قولہ افعال مقاربہ۔ جو افعال اس مقصود سے وضع کئے گئے ہیں یہ بتاویں کہ فاعل کے لئے خبر کا حصول قریب ہے ان کو افعال مقاربہ کہتے ہیں۔ یاد رکھو کہ افعال مقاربہ کا استعمال تین حالات میں ہوتا ہے۔ اول۔ متکلم کو حصول خبر کا یقین نہیں ہے صرف توقع اور امید ہے اس کے لئے عَسٰی کا استعمال ہوتا ہے جیسے عسٰی خالدٌ ان یذھب (امید ہے کہ خالد عنقریب چلا جاوے)

دوم متکلم کو قرب حصول خبر کا یقین ہو اور اس کو بیان کرے اس کے لئے کَادَ استعمال ہوگا جیسے کاد الفقر ان یکون کفرًا۔ سوم متکلم کو قرب حصول خبر کا یقین ہو اور یہ بیان کرنا چاہے کہ فاعل تحصیل خبر کے لئے سعی کر رہا ہے اس کے لئے کَرَبَ اور اَخَذَ استعمال ہوتا ہے جیسے اوشك خالدٌ یسافر (خالد نے بلا شبہ سفر کرنا شروع کر دیا)۔

فائدہ۔ افعال مقاربہ کل سات ہیں اور مشہور صرف چار ہیں جن کو مصنف نے بیان کیا لیکن تین غیر مشہور یہ ہیں۔ طفق، اخذ، جعل (بمعنے شروع کیا)۔

عسیٰ و کادَ و کَرُبَ و اَوشَکَ و ایں افعال در جملۂ اسمیہ روند چوں کان اسم را برفع کنند و خبر را منصوب الّا آنکہ خبر اینہا فعل مضارع باشد با اَن چوں عَسیٰ زَیدٌ اَن یَخرُجَ و گاہے اَن حذف کنند چوں عَسیٰ زَیدٌ یَخرُجُ و شاید کہ فعل مضارع با اَن فاعل عسیٰ باشد و احتیاج بخبر نیفتد چوں عَسیٰ اَن یَخرُجَ زَیدٌ در محل رفع بمعنے مصدر۔

ترجمہ: عسیٰ۔ کادَ۔ کَرُبَ۔ اور اَوشَکَ۔ اور یہ جملہ اسمیہ پر اس طرح داخل ہوتے ہیں جیسا کہ کانَ فعل ناقص اسم کو رفع دیتے ہیں اور خبر کو نصب دیا کرتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ اِن افعال کی خبر فعل مضارع مع اَن ہوتی ہے جیسے عَسیٰ زَیدٌ اَن یَخرُجَ یا بغیر اَن کے جیسے عَسیٰ زَیدٌ یَخرُجُ اور ہو سکتا ہے کہ فعل مضارع اَن کے ساتھ عسیٰ کا فاعل واقع ہو اور پھر خبر کی ضرورت باقی نہ رہے جیسے عَسیٰ اَن یَخرُجَ زَیدٌ۔ یہ محل رفع میں ہے۔ مصدر کے معنی میں ہے۔

تشریح قولہ - چوں عسیٰ زید ان یخرج (زید کا نکلنا قریب ہے) یہاں فعل مضارع خبر ہے جس پر اَن مصدریہ آرہا ہے۔ **(ترکیب مثال)** عسیٰ۔ فعل مقاربہ۔ زید۔ اسم۔ اَن ناصبہ۔ یخرج۔ فعل مضارع ضمیر ھو مستتر فاعل جو اسم یعنی زید کی طرف لوٹتی ہے۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر بتاویل مصدر ہو کر خبر۔ عسیٰ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ (تنبیہ) چونکہ عسیٰ کے معنیٰ میں لَعَلَّ کی طرح امید کا مفہوم پایا جاتا ہے اسلئے جملہ انشائیہ ہوگا۔ **قولہ** احتیاج بخبر نیفتد الخ مطلب یہ ہے کہ اگر فعل مضارع مع اَن مصدریہ عسیٰ کا فاعل واقع ہو تو اس وقت عسیٰ تام ہوتا ہے اور اس کے لئے خبر کی ضرورت باقی نہیں رہتی **قولہ** چوں عسےٰ ان یخرج زید (قریب ہے کہ زید نکل آوے) دیکھو ان یخرج زید بتاویل خروج زید عسیٰ کا فاعل اور عسیٰ کو اس وقت احتیاج خبر نہیں ہے **ف** عسیٰ ایسا فعل ہے کہ اس کی ماضی کے سوا اور افعال کی گردان نہیں ہوتی اس لئے عسےٰ کو فعل غیر متصرف کہا جاتا ہے۔

(ترکیب مثال) عسیٰ۔ فعل مقاربہ۔ اَن مصدریہ۔ یخرج فعل مضارع۔ زید فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر بتاویل مصدر ہو کر فاعل۔ عسیٰ اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

مشقی سوالات

ذیل کے جملوں میں افعال ناقصہ کے اسم و خبر کو بتاؤ اور افعال مقاربہ کے اسم و خبر کو بھی بیان کرو اور ہر جملہ کی ترکیب کرو۔ کَانَ اللّٰہُ علیماً حکیماً۔ اَصبحَ زیدٌ ذاکراً۔ ما کادوا یفعلون۔ وَاِن لَّم تَغفِر لَنَا وَتَرحَمنَا لَنَکُونَنَّ مِنَ الخٰسِرِینَ کونوا عباد اللّٰہ اخواناً۔ لَاَکُن مِنَ القانتین۔ عَسیٰ اَن یَبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحمُوداً۔ اِنَّ الباطِلَ کَانَ زَہُوقاً۔ کونوا انصار اللّٰہ۔ اصبحوا نادمین۔ اَمسیٰ زیدٌ قارئاً۔ لَیسَ عَلَی الاَعمیٰ حَرَجٌ۔ لَستُم بِآخِذِیہِ۔ لَستَ عَلَیہِم بِمُصَیطِرٍ۔ اصبحتم من الخاسرین۔ عَسیٰ اَن یَکُونُوا خَیراً مِّنہُم عَسیٰ اَن یَکُنَّ خَیراً مِّنہُنَّ۔ لاتکونوا کالذین کفروا۔ ما کانوا اولیاءہ۔ اَصبَحتُم بِنِعمَتِہٖ اِخوَاناً۔ لَن اَبرَحَ الاَرضَ۔ ظَلَّ زَیدٌ مُّصَلِّیاً۔ یَبِیتُونَ لِرَبِّہِم سُجَّداً۔ ظَلَّت اَعنَاقُہُم لَہَا خَاضِعِینَ

فصل۔ بدانکہ افعال مدح وذم چہار ست نعم وحبذا برائے مدح وبئس وساء برای ذم و ہر چہ مابعد فاعل باشد آں را مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند وشرط آن ست کہ فاعل معرف بلام باشد چوں نعم الرجل زید۔

ترجمہ۔ فصل۔ جاننا چاہئے کہ افعال مدح وذم چار ہیں۔ نعم۔ حبذا۔ مدح کے لئے آتے ہیں۔ اور بئس وساء ذم کے لئے مستعمل ہیں اور جو فاعل کے مابعد اسم ہوتا ہے اس کو مخصوص بالمدح یا بالذم کہتے ہیں اور اس کی شرط یہ ہے کہ فاعل معرف باللام ہو جیسے نعم الرجل زید۔

لم یکن لہ کفوا احد۔ یا زید ان یجئ طفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ۔ یوشک زید ان یدخل المسجد۔ عسی ربکم ان یرحمکم۔ ما زال عمرو فاضلا۔ اجلس ما دام زید قائما۔ ما زلت قاعدا ما انفک غلام بکر مطیعا۔

تشریح قولہ افعال مدح وذم۔ جو افعال انشائے مدح یا مذمت کے لئے وضع کئے گئے ہیں ان کو افعال مدح وذم کہا جاتا ہے وہ چار فعل ہیں۔ دو انشائے مدح کے لئے یعنی نعم۔ حبذا۔ اور دو انشائے مذمت کے لئے یعنی بئس ساء۔ اس تفصیل سے یہ بات بھی بخوبی معلوم ہوگئی کہ جن افعال سے مدح یا مذمت کی خبر دی جائے ان کو افعال مدح وذم نہیں کہتے ہیں اس لئے مدح زید عمرا۔ ذممت خالدا۔ مدح۔ ذم کو افعال مدح وذم میں شمار نہیں کرتے کیونکہ ان سے مدح ومذمت کی خبر دی جاتی ہے۔ انشائے مدح وذم نہیں ہے۔ اسی وجہ سے یہ دونوں جملے خبریہ ہیں۔ اور تمام افعال مدح وذم جملہ انشائیہ ہیں کیونکہ ان میں انشائے مدح یا ذم ہوا کرتا ہے

قولہ وہر چہ مابعد فاعل الخ۔ مطلب یہ ہے کہ فعل مدح وذم کے بعد اول فاعل آتا ہے اس کے بعد مخصوص بالمدح یعنی اس شخص کا نام جس کی مدح کی جارہی ہو یا مخصوص بالذم (یعنی اس شخص کا نام جس کی مذمت کی جارہی ہو) آتا ہے۔

قولہ فاعل معرف بلام باشد الخ۔ فعل مدح وذم کے فاعل کے لئے شرط یہ ہے کہ معرف باللام ہو یا معرف باللام کی طرف مضاف ہو یا فاعل ضمیر مستتر اس کی تمیز نکرہ منصوبہ واقع ہو۔ یاد رکھو کہ یہ شرائط حبذا کے فاعل میں نہیں کیونکہ حب فعل ہے اور ذا فاعل ہے۔

قولہ نعم الرجل زید (کیا خوب آدمی ہے زید)۔ (ترکیب مثال) نعم۔ فعل مدح۔ الرجل فاعل زید مخصوص۔ بالمدح مبتدا مؤخر اور نعم الرجل جملہ فعلیہ خبر مقدم۔ مبتدا وخبر جملہ انشائیہ ہوا ف۔ بعض علماء نے اس کی ترکیب اس طرح کی ہے۔ نعم فعل الرجل فاعل جملہ فعلیہ۔ ھو ضمیر مرفوع محذوف وہ مبتدا زید خبر۔ مبتدا وخبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ لیکن یہ ترکیب مرجوح ہے۔

یا مضاف بسوی معرف بلام چوں نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ یا ضمیر مستتر ممیز بنکرہ منصوبہ چوں نِعْمَ رَجُلاً زَیْدٌ فاعل نِعْمَ ھُوَ است مستتر در نعم و رجلاً منصوب ست بر تمیز زیرا کہ ھو مبہم ست و حَبَّذَا زَیْدٌ حَبَّ فعل مدح ست و ذا فاعل او و زید مخصوص بالمدح و ہمچنیں بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ و سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو **فصل** بداں کہ افعال تعجب دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد یا

ترجمہ۔ یا معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے نعم صاحب القوم زید یا ضمیر مستتر ممیز بنکرہ منصوبہ ہو جیسے نعم رجلاً زید۔ نعم کا فاعل ھو ہے جو کہ نعم میں پوشیدہ ہے۔ رجلاً منصوب ہے تمیز کی بنا پر اس لئے کہ ھو مبہم ہے اور حَبَّذَا زَیْدٌ۔ حَبَّ فعل مدح اور ذا فاعل اور زید مخصوص بالمدح اور ایسے ہی بئس الرجل زیداً اور ساء الرجل عمرو (فصل) جاننا چاہئے کہ افعال تعجب کے دو صیغے ہر ثلاثی مجرد کے مصدر سے ہوتے ہیں۔

تشریح۔ **قولہ** صاحب القوم زید (زید قوم کا کیا ہی اچھا ساتھی ہے) یہ مثال ہے اس کی نعم کا فاعل معرف باللام (القوم) کی طرف مضاف ہو رہا ہے۔ (ترکیب) نعم۔ فعل مدح، صاحب مضاف، القوم مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل، فعل فاعل سے مل کر خبر مقدم، زید مبتدا مؤخر (مخصوص بالمدح) مبتدا خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ **قولہ** نعم رجلاً زید (زید مرد ہونے کے اعتبار سے اچھا ہے) یہ اسکی مثال ہے کہ نعم کا فاعل ھو ضمیر مستتر ہے اور نکرہ منصوبہ (رجلاً) سے اس کی تمیز آ رہی ہے۔ (ترکیب مثال) نعم۔ فعل ضمیر ھو مستتر ممیز، رجلاً تمیز ممیز تمیز سے ملکر فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر خبر مقدم، زید مبتدا مؤخر۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

قولہ حبذا زید (زید اچھا شخص ہے) (ترکیب) حب فعل مدح ذا فاعل۔ فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبر مقدم۔ زید مخصوص بالمدح مبتدا مؤخر۔ مبتدا خبر سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

قولہ و ہمچنیں بئس الرجل زید۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح افعال مدح عمل کرتے ہیں۔ اسی طرح افعال ذم بئس اور ساء بھی عمل کیا کرتے ہیں۔ (ترکیب مثال) بئس فعل ذم۔ الرجل فاعل جملہ فعلیہ خبر مقدم۔ زید مخصوص بالذم مبتدا مؤخر۔ مبتدا خبر سے ملکر فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ف۔ افعال مدح و ذم افعال غیر متصرفہ میں داخل ہیں اس لئے ان افعال کی گردان ہیں مستعمل نہیں ہیں صرف ماضی کے صیغے استعمال ہوتے ہیں اور ان میں بھی صرف دو صیغے واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب یعنی نعم۔ نعمت۔ بئس۔ بئست۔ ساء۔ ساءت۔ اور حبذا میں تا تانیث بھی لاحق نہیں ہوتی۔

قولہ۔ افعال تعجب۔ جن افعال سے مقصود انشائے تعجب ہو ان کو افعال تعجب کہتے ہیں۔ لہذا عجبتُ۔ تعجبتُ وغیرہ سے۔ چونکہ مقصد اخبار تعجب ہے اس لئے یہ فعل تعجب نہیں ہیں۔

یاد رکھو کہ فعل تعجب سے جملہ انشائیہ بنتا ہے۔

قولہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد۔ مطلب یہ ہے کہ فعل تعجب کے دو وزن ثلاثی مجرد سے مستعمل

اول مَا اَفْعَلَهٗ چوں مَا اَحْسَنَ زَیْدًا چہ نیکوست زید تقدیرش اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَیْدًا مَا بمعنی ای شئ است در محل رفع بابتدا و اَحْسَنَ در محل رفع خبر مبتدا و فاعل احسن ھُوَ است در و مستتر و زیدًا مفعول بہ دوم اَفْعِلْ بِہٖ چوں اَحْسِنْ بِزَیْدٍ۔ اَحْسِنْ صیغہ امر است بمعنی خبر تقدیرش اَحْسَنَ زَیْدٌ ای صَارَ ذَا حُسْنٍ و با زائدہ است +

باب سوم در عمل اسمائی عاملہ و آں یازدہ قسم است

ترجمہ۔ اول مَا اَفْعَلَهٗ جیسے مَا اَحْسَنَ زَیْدًا زید کتنا اچھا ہے اس کی اصل (عبارت یوں ہے) اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَیْدًا مَا اَیُّ شَیْءٍ کے معنی میں ہے محل رفع میں ہے مبتدا ہونے کی وجہ سے اور اَحْسَنَ (بھی) محل رفع میں ہے خبر ہونے کی وجہ سے۔ اور اَحْسَنَ کا فاعل ھو ہے جو کہ اس میں پوشیدہ ہے اور زیدًا مفعول بہ ہے۔ دوم اَفْعِلْ بِہٖ جیسے اَحْسِنْ بِزَیْدٍ اَحْسِنْ امر کا صیغہ ہے بمعنی خبر اس کی اصل (عبارت یوں ہے) اَحْسَنَ زَیْدٌ یعنی صَارَ ذَا حُسْنٍ اور با زائدہ ہے۔ تیسرا باب اسمائے عاملہ کے عمل میں ہے اور ان اسماء کی گیارہ قسمیں ہیں۔

ہوتے ہیں بشرطیکہ اس فعل کے معنے کسی عیب ظاہری یا کسی رنگ پر دلالت نہ کرتے ہوں وہ دو وزن یہ ہیں۔ اول مَا اَفْعَلَهٗ۔ دوم اَفْعِلْ بِہٖ اور اگر وہ فعل کسی عیب ظاہری یا رنگ پر دلالت کرے یا وہ فعل ثلاثی مزید یا رباعی ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے شدت ضعف سے مَا اَفْعَلَ کا وزن بنا کر اس فعل کے مصدر کو منصوب کرکے ذکر کرتے ہیں جیسے مَا اَشَدَّ مُقَاتَلَةً۔ وَمَا اَضْعَفَ حُمْرَتَهٗ وغیرہ

تشریح۔ قولہ مَا اَحْسَنَ زَیْدًا (زید کتنا اچھا ہے) مَا بمعنی اَیُّ شَیْءٍ (مرکب اضافی) مبتدا۔ اَحْسَنَ۔ فعل ماضی ضمیر ھو مستتر جو راجع ہے مبتدا کی طرف۔ اس کا فاعل زیدًا مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ قولہ اَحْسِنْ بِزَیْدٍ (زید کتنا حسین ہے) یہ صیغہ اگرچہ امر حاضر کا ہے مگر معنی کے لحاظ سے ماضی کے معنے دیتا ہے جیسا کہ صاحب نحو میر نے فرمایا کہ احسن بزید معنے میں احسن زید کے ہے لہذا اَحْسِنْ صیغہ امر جملہ انشائیہ اَحْسَنَ فعل ماضی جملہ خبریہ کے معنی دیتا ہے

ف۔ یاد رکھو کہ کلام عرب میں جملہ خبریہ جملہ انشائیہ کے معنے میں اور جملہ انشائیہ جملہ خبریہ کے معنے میں بشرط قرائن بکثرت مستعمل ہوتا ہے۔

مشقی سوالات

امثلۂ ذیل میں افعال مدح و ذم اور افعال تعجب بتاؤ اور ہر جملہ کی ترکیب بھی کرو۔ نِعْمَ الْعَبْدُ اَیُّوْبُ۔ نِعْمَتِ الصَّلٰوۃُ ھٰذِہٖ۔ بِئْسَ الْمِھَادُ جَھَنَّمُ۔ اَبْصِرْ بِہٖ وَاَسْمِعْ۔ مَا اَصْبَرَھُمْ عَلَی النَّارِ۔ مَا اَحْسَنَ الدِّیْنَ وَالدُّنْیَا اِذَا اجْتَمَعَا۔ سَاءَ الرَّجُلُ تَارِکُ الصَّلٰوۃِ۔ بِئْسَ الْعَبِیْدُ عَبْدٌ طَغٰی۔ بِئْسَتِ الْمَرْاَۃُ نَاشِزَۃُ الزَّوْجِ۔ حَبَّذَا زَیْدٌ رَاکِبًا۔ مَا اَحْلَمَ زَیْدًا۔ مَا اَقْنَعَ عَمْرًوا۔ نِعْمَ الْعَابِدُ زَیْدٌ۔ نِعْمَتِ الشَّابَّۃُ ھِنْدٌ۔ بِئْسَ الْعَالِمُ غَیْرُ عَامِلٍ عَلٰی عِلْمِہٖ۔ بِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ۔ نِعْمَ الْمَاھِدُوْنَ۔ سَاءَتِ الْمَرْاَۃُ حَرِیْصَۃُ الْمَالِ۔

قولہ باب سوم (الی قولہ) یازدہ قسم ست۔ یعنی تیسرا باب اسمائے عاملہ کے عمل میں ہے اور ان اسماء کی گیارہ قسمیں ہیں۔

اول اسمائے شرطیہ بمعنی اِن آں نُہ است مَن و مَا و اَین و مَتٰی و اَیّ و اَنّٰی و اِذْمَا و حَیثُمَا و مَہمَا فعل مضارع را بجزم کنند چوں مَن تَضرِب اَضرِب و مَا تَفعَل اَفعَل و اَینَ تَجلِس اَجلِس و مَتٰی تَقُم اَقُم و اَیُّ شَیءٍ تَاکُل اٰکُل اَنّٰی تَکتُب اَکتُب اِذْمَا تُسَافِر اُسَافِر و حَیثُمَا تَقصِد اَقصِد و مَہمَا تَقعُد اَقعُد

ترجمہ۔ اوّل اسمائے شرطیہ جو اِن کے معنیٰ میں ہیں اور وہ نو ہیں۔ مَن، مَا، اَینَ، مَتٰی، اَیّ، اَنّٰی، اِذْمَا، حَیثُمَا اور مَہمَا فعل مضارع کو جزم کرتے ہیں جیسے مَن تَضرِب اَضرِب اور مَا تَفعَل اَفعَل اور اَینَ تَجلِس اَجلِس اور مَتٰی تَقُم اَقُم اور اَیُّ شَیءٍ تَاکُل آکُل اور اَنّٰی تَکتُب اَکتُب اور اِذْمَا تُسَافِر اُسَافِر اور حَیثُمَا تَقصِد اَقصِد اور مَہمَا تَقعُد اَقعُد۔

تشریح قولہ اسمائے شرطیہ الخ جو اسماء عمل کرنے والے ہیں ان کی پہلی قسم اسمائے شرطیہ ہیں ان کو کلم المجازات بھی کہتے ہیں۔ مجازاۃ بمعنے بدلہ دینا۔ جزا دینا۔ چونکہ اسمائے شرطیہ کے لئے جزا کا ہونا ضروری ہے اس لئے ان اسماء کا کلم المجازاۃ لقب ہوا۔

قولہ وآں نہ است۔ یعنی اسمائے شرطیہ نو ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ اسماء اگر اِن شرطیہ کے معنے میں مستعمل نہ ہوں تب یہ عمل نہ کریں گے مثلاً مَن اگر استفہام کے معنے میں مستعمل ہو جیسے مَن ربُّکَ (تیرا پروردگار کون ہے) یا مَن موصولہ مستعمل ہو جیسے مَن یَعبُدُ اللہَ (جو شخص حق تعالیٰ کی عبادت کرے)

قولہ من تضرب اضرب (جسے تو مارے گا میں بھی ماروں گا)

(ترکیب مثال) مَن اسم شرط۔ تَضرِب فعل بافاعل جملہ فعلیہ شرط۔ اَضرِب فعل بافاعل جملہ فعلیہ جزائے شرط۔ جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

قولہ۔ ما تفعل افعل (جو تو کرے گا میں بھی کروں گا) مَا۔ اسم شرط مفعول بہ مقدم۔ باقی ترکیب وہ ہے جو پہلی مثال میں ہے۔

قولہ این تجلس اجلس (جہاں تو بیٹھے گا میں بھی بیٹھوں گا) اَینَ اسم شرط مفعول فیہ (ظرف مکان) مقدم۔ باقی ترکیب حسب سابق ہے

قولہ متی تقم اقم (جب تو کھڑا ہو گا تو میں بھی کھڑا ہوں گا) مَتٰی۔ اسم شرط مفعول فیہ (ظرف زمان) مقدم۔ باقی ترکیب حسب سابق ہے

ف۔ این اور متی کے بعد مَا زائدہ بھی آجایا کرتا ہے چنانچہ اَینَمَا اور مَتٰی مَا استعمال کیا جاتا ہے اور معنیٰ یا عمل میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ **قولہ** ایُّ شیءٍ تاکل آکل (جو چیز تو کھائے گا میں بھی کھاؤں گا) اَیُّ شَیءٍ مرکب اضافی ہے اور مفعول بہ مقدم ہے۔ باقی ترکیب پہلے کی طرح ہے۔ **قولہ** انّی تکتب اکتب۔ (جہاں تو لکھے گا میں بھی لکھوں گا) اَنّٰی اسم شرط (ظرف مکان) مفعول فیہ مقدم ہے۔ باقی ترکیب حسب سابق ہے **قولہ** اذما تسافر اسافر۔ (جب تو سفر کرے گا میں بھی سفر کروں گا) اِذْمَا۔ اسم شرط مفعول فیہ (ظرف زمان) مقدم ہے۔ باقی ترکیب حسب سابق ہے۔ **قولہ** حیثما تقصد اقصد (جہاں کا تو ارادہ کرے گا میں بھی ارادہ کروں گا) حیثما اسم شرط (ظرف مکان) مقدم ہے۔ باقی ترکیب بدستور سابق ہے۔ **قولہ** مہما تقعد اقعد۔ (جس وقت تو بیٹھے گا میں بھی بیٹھوں گا) مہما اسم شرط (ظرف زمان) مقدم ہے۔ **ف۔** یاد رکھو کہ اسماء شرطیہ میں سے

دوم اسمائے افعال بمعنی ماضی چوں ھَیْھَاتَ وشَتَّانَ وسَرْعَانَ اسم را بنا بر فاعلیت بر رفع کنند چوں ھَیْھَاتَ یومُ العِیدِ ای بَعُدَ سوم اسمائے افعال بمعنی امر حاضر چوں رُوَیْدَ وبَلْہَ وحَیَّھَلْ وعَلَیْکَ ودُوْنَکَ وھَا اسم را بنصب کنند بنا بر مفعولیت چوں رُوَیْدَ زَیْدًا ای اَمْھِلْہُ

ترجمہ۔ دوسرے اسمائے افعال جو ماضی کے معنی میں آتے ہیں جیسے ھَیْھَاتَ، شَتَّانَ اور سَرْعَانَ۔ یہ اسم کو فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دیتے ہیں جیسے ھیھات یوم العید یعنی بَعُدَ۔ تیسرے اسمائے افعال بمعنے امر حاضر جیسے رُوَیْدَ، بَلْہَ، حَیَّھَلْ، عَلَیْکَ، دُوْنَکَ اور ھَا۔ یہ سب اسم ظاہر کو نصب دیتے ہیں مفعول ہونے کی وجہ سے جیسے رُوَیْدَ زَیْدًا یعنی اَمْھِلْہُ (اس کو مہلت دے)۔

متن۔ مَا، اَیٌّ کے اعراب تین ہو سکتے ہیں۔ اول ان کو مرفوع پڑھا جائے اس وجہ سے کہ یہ مبتدا قرار دیے جائیں۔ دوم منصوب پڑھا جائے اس وجہ سے کہ ان کو فعل شرط جو ان کے بعد مذکور ہے ان کا مفعول بہ مقدم قرار دیا جائے۔ سوم ان کو مضاف الیہ بنایا جائے یا ان پر حرف جر داخل کیا جائے تو ان دونوں صورتوں میں یہ مجرور ہوں گے جیسے مالتیم اقتدیتہ اھتدیتہ بمعنی تاکل۔ اکل۔ اور ان کے سوا دوسرے اسمائے شرطیہ کی دو حالت ہوتی ہے اول مفعول فیہ ہونے کی بنا پر منصوب جیسے متی تقعد اقعد۔ دوم ان اسماء پر حرف جر داخل کرنے سے مجرور کہا جائے۔

تشریح۔ اسمائے افعال کے متعلق ایک تفصیل اسم غیر متمکن کی بحث میں گذر چکی ہے کیونکہ وہاں مصنفؒ نے اسم مبنی کے اقسام ذکر کیے ہیں اور چونکہ اسمائے افعال بھی مبنی ہوتے ہیں بوجہ مشابہت مبنی الاصل (یعنی ماضی اور امر حاضر)۔ اس لئے وہاں اس کی بحث مناسب تھی۔ یہاں پر مصنف نے اسمائے افعال کو دوبارہ اس مقصد سے بیان فرمائے ہیں کہ اسمائے افعال ان اسماء میں داخل ہیں جو عمل کرنے والے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ اسماء کو رفع و نصب دیا کرتے ہیں۔ اس عامل ہونے کے اعتبار سے اسمائے افعال کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم کے اسمائے افعال تو وہ ہیں جو ماضی کے معنی میں آیا کرتے ہیں اور ان کا فاعل اسم ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ اسماء یہ ہیں۔ ھیھات جیسے ھیھات یوم العید ھیھات یہاں بَعُدَ کے معنی میں ہے۔ ترجمہ یہ ہے۔ "عید کا دن دور ہو گیا"۔

(ترکیب مثال) ھیھات۔ اسم فعل۔ یوم مضاف، العید مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل اسم فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ شَتَّانَ بمعنے اِفْتَرَقَ جیسے شَتَّانَ زَیْدٌ یعنی افترق زید (زید جدا ہو گیا)۔

(ترکیب مثال) شتان۔ اسم فعل زید فاعل اسم فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اور سَرْعَانَ بمعنے سَرُعَ جیسے سَرْعَانَ زَیْدٌ خُرُوْجًا یعنی سرع زید خروجاً (زید نے نکلنے کے اعتبار سے جلدی کی)۔

(ترکیب مثال) سرعان۔ اسم فعل زید ممیز۔ خروجاً منصوب بنا بر تمییز برائے رفع ابہام نسبت۔ ممیز تمیز سے ملکر فاعل۔ اسم فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

دوم وہ اسمائے افعال ہیں جو فاعل کو رفع دینے کے علاوہ ایک اسم کو بھی نصب دیا کرتے ہیں۔ مفعول بہ ہونے کی

چہارم اسم فاعل بمعنے حال یا استقبال

ترجمہ چوتھے اسم فاعل جو حال و استقبال کے معنی میں ہوتا ہے

اعتبار سے جیسے رُوَید بمعنے امہل (یعنی مہلت دے)

(ترکیب مثال)۔ رُوَیدَ فعل با فاعل، زیداً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ اور باقی اسمائے افعال کی ترکیب و ترجمہ وغیرہ تفصیل کے ساتھ اسمائے افعال کی بحث میں جو اسم غیر متمکن کے ذیل میں بیان کی گئی گذر چکی ہے اس لئے اعادہ نہیں کیا گیا۔

مشقی سوالات

امثلہ ذیل کی ترکیب کرو اور شرط و جزاء کو بتاؤ اور اسمائے شرطیہ کا عمل بتاؤ اور اسمائے افعال کے اقسام متعین کرو اور ہر مثال کی ترکیب بھی کرو۔ مَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِکُمْ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مَتٰی تَعْصِ اللّٰہَ یَسْوَدَّ قَلْبُکَ۔ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰہُ۔ اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ۔ حَیْثُمَا تَذْہَبُوْا یَعْلَمْکُمُ اللّٰہُ۔ مَہْمَا تُخْفُوْا یَحْضُرْکُمُ اللّٰہُ۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔ اَنّٰی لَکِ ہٰذَا۔ اَیْنَ تَذْہَبُوْنَ۔ اَیَّ شَیْئٍ تَشْتَہِیْ۔ عَلَیْکُمْ بِالصَّبْرِ۔ شَتَّانَ زَیْدٌ وَ عَمْرٌو۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی ہُوَ۔

تشریح قولہ۔ اسم فاعل جس اسم کے ساتھ معنئے مصدری بطور حدوث کے قائم ہوں اس کو اسم فاعل کہتے ہیں۔ جیسے زیدٌ ناصِرٌ میں نصر کے معنئے مصدری ذات زید کے ساتھ بطور حدوث کے موجود ہیں۔ اسم فاعل اور صفت مشبہ میں یہ فرق ہے کہ اسم فاعل میں معنئے مصدری بطور حدوث کے پائے جاتے ہیں اور صفت مشبہ میں سے معنی بطور دوام اور استمرار کے پائے جاتے ہیں۔

قولہ بمعنے حال یا استقبال الخ مطلب یہ ہے کہ اسم فاعل کے عامل ہونے کے لئے صرف دو شرطیں ہیں۔

اول اسم فاعل کے معنی کا تعلق زمانہ حال یا استقبال سے ہو۔ اگر زمانہ ماضی سے تعلق ہوگا تو اسم فاعل عامل نہ ہوگا۔

دوم۔ اسم فاعل سے قبل ایک اسم موجود ہو جو مبتدا ہو اور یہ اسم فاعل اس کی صفت ہو یا وہ اسم موصوف ہو۔ یا وہ اسم ذوالحال ہو اور یہ اسم فاعل حال ہو۔ یا اس اسم فاعل سے قبل ہمزہ استفہام یا مَا نافیہ ہو۔

ان شرطوں کے بعد اسم فاعل عامل ہوگا ورنہ نہیں۔ اس شرط ثانی کو صاحب نحو میر نے ان الفاظ سے ادا کیا ہے۔ بشرطآنکہ اعتماد کردہ باشد بر لفظے کہ پیش ازو باشد و آں لفظ یا مبتدا باشد الخ

عمل فعل معروف کند بشرط آنکه اعتماد کردہ باشد بر لفظے کہ پیش ازو باشد و آں لفظ یا مبتدا باشد در لازم چوں زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ و در متعدی چوں زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًا یا موصوف چوں مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوْهُ بَکْرًا یا موصول چوں جَاءَنِی الْقَائِمُ اَبُوْهُ

ترجمہ۔ وہ فعل معروف جیسا عمل کرتا ہے۔ بشرطیکہ اس کا اعتماد ایک ایسے لفظ پر ہو جو اس سے پہلے ہو اور وہ لفظ یا مبتدا ہو گا فعل لازم میں جیسے زیدٌ قائمٌ ابوہ اور فعل متعدی میں جیسے زیدٌ ضاربٌ ابوہٗ عمروًا یا (وہ لفظ) موصوف ہو جیسے مررت برجلٍ ضاربٍ ابوہ بکراً یا موصول ہو جیسے جاءنی القائم ابوہ۔

تشریح قولہ۔ فعل معروف کند الخ۔ مطلب یہ ہے کہ جب اسم فاعل میں دو شرطیں جن کا بیان ابھی گذرا پائی جائیں تو جو عمل اسم فاعل کا فعل معروف کیا کرتا ہے وہ اسم فاعل کرے گا یعنی اگر وہ فعل لازم ہے تو صرف فاعل کو رفع دے گا اور اگر فعل متعدی ہے تو فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے گا۔ **قولہ** چوں زیدٌ قائم ابوہ (زید کا باپ کھڑا ہے) یہ مثال اسی اسم فاعل کی ہے جس سے قبل مبتدا واقع ہے اور چونکہ اسکا فعل لازم ہے اس لئے یہ اسم فاعل فقط فاعل کو رفع دیگا (ترکیب مثال) زید مبتدا۔ قائمٌ۔ اسم فاعل۔ اب۔ مضاف۔ ہ۔ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قولہ چوں زیدٌ ضاربٌ ابوہ عمروًا (زید کہ اس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے)۔ اس مثال میں اسم فاعل متعدی ہے اس لئے مفعول بہ کو بھی نصب دے رہا ہے۔ (ترکیب مثال)۔ زید۔ مبتدا۔ ضاربٌ۔ اسم فاعل۔ ابوہ (مرکب اضافی) فاعل۔ عمروًا۔ مفعول بہ۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **قولہ**۔ مررت برجلٍ ضاربٍ ابوہ بکراً (میں ایک ایسے آدمی کے ساتھ گذرا جس کا باپ بکر کو مارنے والا ہے) یہ اس کی مثال ہے کہ اسم فاعل اپنے سے پہلے لفظ پر جو موصوف ہے اعتماد کر رہا ہے اور اسم فاعل اس کی صفت۔

(ترکیب مثال) مررتُ۔ فعل با فاعل۔ ب۔ حرف جارہ۔ رجلٍ۔ موصوف۔ ضاربٍ۔ اسم فاعل۔ ابوہ (مرکب اضافی) فاعل۔ بکراً مفعول بہ۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صفت۔ موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور۔ ب۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق فعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ جاءنی القائم ابوہ۔ (میرے پاس وہ شخص آیا جس کا باپ کھڑا ہونے والا ہے)۔ اس مثال میں اسم فاعل سے پہلے الف، لام بمعنی الذی آرہا ہے جو اسم موصول ہے اور اسم فاعل اس پر اعتماد کئے ہوئے ہے مذکورہ بالا مثال اسم فاعل لازم کی ہے۔ (ترکیب مثال) جاءَ۔ فعل۔ ن۔ وقایہ۔ ی۔ متکلم مشابہ مفعول۔ الف، لام بمعنی الذی اسم موصول۔ قائمٌ۔ اسم فاعل۔ ابوہ (مرکب اضافی) فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ۔ موصول اپنے صلہ سے

وجاءنی الضارب ابوہ عمروا یا ذوالحال چوں جاءنی زید راکبا غلامہ فرسا یا ہمزہ استفہام چوں اضارب زید عمروا یا حرف نفی چوں ما قائم زید ہماں عمل کہ قام وضرب میکرد قائم وضارب می کند۔ پنجم اسم مفعول بمعنی حال و استقبال

ترجمہ۔ اور جاءنی الضارب ابوہ عمرو یا ذوالحال ہو جیسے جاءنی زید راکبا غلامہ فرسا یا ہمزہ استفہام ہو جیسے اضارب زید عمروا یا حرف نفی ہو جیسے ما قائم زید جو عمل کہ قام و ضرب کرتے تھے۔ قائم و ضارب بھی وہی عمل کرتے ہیں۔ پانچویں اسم مفعول جو حال و استقبال کے معنی میں ہو

مل کر جاء فعل کا فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مشابہ مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تشریح۔ قولہ۔ جاءنی الضارب ابوہ عمروا (میرے پاس وہ شخص آیا جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے)۔ اس مثال میں اسم فاعل متعدی ہے۔ (ترکیب مثال) جاء۔ فعل۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر متکلم مشابہ مفعول۔ الف لام۔ بمعنی الذی اسم موصول۔ ضارب۔ اسم فاعل۔ ابوہ (مرکب اضافی) فاعل۔ عمروا۔ مفعول بہ۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صلہ۔ اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر جاء کا فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مشابہ مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ **قولہ۔** جاءنی زید راکبا غلامہ فرسا۔ (زید میرے پاس اس حال میں آیا کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار ہونے والا ہے)۔ اس مثال میں اسم فاعل ایک ایسے لفظ پر اعتماد کر رہا ہے جو کہ ذوالحال ہے۔ (ترکیب)۔ جاء۔ فعل۔ ن۔ وقایہ۔ ی ضمیر متکلم۔ مشابہ مفعول۔ زید۔ ذوالحال۔ راکبا۔ اسم فاعل۔ غلامہ (مرکب اضافی)۔ فاعل فرسا مفعول۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل فعل اپنے فاعل اور مشابہ مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ اضارب زید عمروا (کیا زید عمرو کو مارنے والا ہے) یہ مثال اس کی ہے کہ اسم فاعل ہمزہ استفہام پر اعتماد کئے ہوئے ہے اور اسم فاعل فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے رہا ہے۔ یاد رکھو کہ یہ اسم فاعل مع فاعل و مفعول بہ جملہ انشائیہ نہیں ہے ہمزہ استفہام کی وجہ سے۔ بلکہ شبہ جملہ انشائیہ کہلاتا ہے۔ **قولہ** ما قائم زید (زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے) یہاں پر اسم فاعل ما نافیہ پر اعتماد کئے ہوئے ہے اور اسم فاعل مع فاعل زید کے جملہ اسمیہ خبریہ نہیں ہے بلکہ شبہ جملہ اسمیہ خبریہ ہے خوب سمجھ لو۔ **قولہ** ہماں عمل کہ قام و ضرب می کرد الخ: مطلب یہ ہے کہ اسم فاعل کا عمل اپنے فعل کے مطابق ہوا کرتا ہے یعنی اگر فعل لازم ہے تو صرف فاعل کو مرفوع کرے گا۔ اور اگر فعل متعدی ہے تو فاعل کو مرفوع اور مفعول بہ کو منصوب کرے گا۔ **قولہ** اسم مفعول جس ذات پر معنی مصدری کا وقوع ہو وہ مفعول ہے اور جو اسم ایسی ذات پر دلالت کرے اس کو اسم مفعول کہتے ہیں جیسے منصور (مدد کیا ہوا) تو جس پر نصرت واقع ہوئی اس کو منصور کہتے ہیں۔ اور نصرت کرنے والے کو ناصر کہا جائے گا۔ **قولہ** بمعنے حال و استقبال۔ مطلب یہ ہے کہ

اسم مفعول کے عامل ہونے کے لئے صرف دو شرطیں ہیں اول یہ ہے کہ اس کا تعلق زمانۂ حال سے ہو یا زمانۂ استقبال سے اگر زمانۂ ماضی سے ہوگا تو اسم مفعول عامل نہ ہوگا دوسرے اسم مفعول سے قبل ان چھ چیزوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے جس کا بیان تفصیل سے اسم فاعل کی بحث میں گذر چکا ہے۔ یاد رکھو کہ اسم مفعول فعل مجہول کا عمل کرتا ہے۔

لہذا اگر وہ متعدی بیک مفعول ہے تو اسم مفعول اس کو نائب فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دے گا اور اگر متعدی بدو مفعول ہے تو پہلے مفعول بہ کو مرفوع اور دوسرے کو منصوب کرے گا۔ لہذا فعل متعدی کے اقسام کی طرح اسم مفعول کے بھی اقسام ہوں گے۔

ہم طلبہ کی سہولت کے لئے چند امثال ذکر کرتے ہیں۔ طلبہ کو چاہئے کہ ان مثالوں کی ترکیب کریں اور غور کریں کہ اسم مفعول کے عمل کی شرطیں بھی ان میں پائی جاتی ہیں یا نہیں اور یہ کہ اسم مفعول نے کیا عمل کیا ہے۔

(١) زیدٌ منصورٌ ابوہٗ۔

(٢) خالدٌ مُعطی ابنُہٗ درھمًا۔

(٣) شاھدٌ معلومٌ اخوہٗ ذکیًا۔

(٤) سیدٌ مُخبرٌ ابنُہٗ عمرًا فاضلًا۔

(٥) جاءنی شاھدٌ منصورًا ابوہٗ۔

(٦) جاءنی خالدٌ معطی ابنہٗ درھمًا

(٧) امنصورٌ خالدٌ۔

(٨) اَمُخبرٌ شاھدٌ خالدًا فاضلًا۔

(٩) مامعلومٌ سیدٌ فاسقًا۔

(١٠) ما مخبرٌ شاھدٌ عمرًا فاضلًا۔

عمل فعل مجہول کند بشرط اعتماد مذکور چوں زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ وعَمْرٌو مُعْطًی غُلَامُہٗ دِرْہَمًا وبَکْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُہٗ فَاضِلًا وخَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُہٗ عَمْرًا فَاضِلًا ہماں فعل کہ ضُرِبَ و اُعْطِیَ و عُلِمَ و اُخْبِرَ می کرد مَضْرُوْبٌ و مُعْطًی و مَعْلُوْمٌ و مُخْبَرٌ می کند۔ ششم صفت مشبہ

ترجمہ۔ فعل مجہول جیسا عمل کیا کرتا ہے بشرطیکہ اعتماد مذکور اس کو حاصل ہو جیسے زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ اور عَمْرٌو مُعْطًی غُلَامُہٗ دِرْہَمًا۔ اور بَکْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُہٗ فَاضِلًا۔ اور خَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُہٗ عَمْرًا فَاضِلًا۔ وہی عمل کہ ضُرِبَ اور اُعْطِیَ و عُلِمَ اور اُخْبِرَ کرتے تھے۔ مَضْرُوْبٌ اور مُعْطًی اور مَعْلُوْمٌ اور مُخْبَرٌ بھی کرتے ہیں۔ چھٹے صفت مشبہ۔

تشریح قولہ زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ (زید کا باپ پیٹا ہوا ہے) اسم مفعول متعدی بیک مفعول کی مثال ہے۔

(ترکیب مثال) زَیْدٌ۔ مبتدا۔ مَضْرُوْبٌ۔ اسم مفعول۔ اَبُوْہُ۔ (مرکب اضافی) نائب فاعل۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے ملکر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **قولہ** عَمْرٌو مُعْطًی غُلَامُہٗ دِرْہَمًا (عمرو کہ عطا کیا گیا ہے اس کے غلام کو ایک درہم) اسم مفعول متعدی بدو مفعول کی مثال ہے جس کے ایک مفعول پر بھی اختصار جائز ہے۔

(ترکیب مثال) عَمْرٌو۔ مبتدا۔ مُعْطًی۔ اسم مفعول۔ غُلَامُہٗ۔ (مرکب اضافی) نائب فاعل۔ دِرْہَمًا۔ مفعول۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور مفعول سے ملکر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قولہ بَکْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُہٗ فَاضِلًا (بکر کہ اس کا بیٹا فاضل جانا گیا ہے)۔ بکر۔ اسم مفعول متعدی بدو مفعول کی مثال جس کے ایک مفعول پر اختصار جائز نہیں ہے۔ (ترکیب مثال) بَکْرٌ۔ مبتدا۔ مَعْلُوْمٌ۔ اسم مفعول۔ اِبْنُہٗ (مرکب اضافی) نائب فاعل۔ فَاضِلًا۔ مفعول بہ۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے ملکر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **قولہ** خَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُہٗ عَمْرًا فَاضِلًا (خالد کے بیٹے کو خبر دی ہوئی ہے کہ عمرو فاضل ہے)۔ اسم مفعول متعدی بسہ مفعول کی مثال ہے۔ (ترکیب مثال) خَالِدٌ۔ مبتدا۔ مُخْبَرٌ۔ اسم مفعول۔ اِبْنُہٗ (مرکب اضافی) نائب فاعل۔ عَمْرًا۔ مفعول اول۔ فَاضِلًا۔ مفعول ثانی۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **قولہ** صفت مشبہ۔ صفت مشبہ اس اسم مشتق کا لقب ہے جو اس ذات پر دلالت کرے جس میں معنیٰ مصدری بطور ثبوت و دوام کے پائے جاتے ہوں جیسے حَسَنٌ لَئِیْمٌ۔ جَبَانٌ۔ اسی ذات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کے معنیٰ مصدری حُسن۔ لُؤم۔ جُبن۔ اس میں دواماً اور مستقلاً پائے جاتے ہیں۔ صفت مشبہ اور اسم فاعل میں نمایاں فرق یہ ہے کہ اسم فاعل میں وصف عارضی پر دلالت ہوتی ہے اور صفت مشبہ وصف دائمی پر دلالت کرتا ہے جیسے سَامِعٌ سُننے والا اور سَمِیْعٌ ہمیشہ سُننے والا پہلا صیغہ اسم فاعل ہے اور دوسرا صفت مشبہ ہے۔ نیز یہ بھی یاد رکھو کہ صفت مشبہ صرف فعل لازم سے بنایا جاتا ہے صفت مشبہ کے اوزان مختلفہ کلام عرب میں مستعمل ہوتے ہیں جن کو علم الصیغہ میں مفصل ذکر کیا گیا ہے۔ اس کو

عمل فعل خود کند بشرط اعتماد مذکور چوں زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ ہماں عمل کہ حَسُنَ می کرد حَسَنٌ نیز می کند

ترجمہ۔ اپنے فعل کا عمل کرتی ہے بشرطیکہ اعتماد مذکور اس کو حاصل ہو جیسے زید حَسَنٌ غُلَامُہٗ وہی عمل جو حَسُنَ فعل (ماضی) کرتا تھا حَسَنٌ بھی کرتا ہے۔

اس کو صفت مشبہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح اسم فاعل کے صیغے مستعمل ہوتے ہیں اسی طرح صفت مشبہ کے صیغے (فاعل) کے بجائے ہیں تو اس صفت کے صیغے اسم فاعل کی مشابہت کی وجہ سے صفت مشبہ کہلاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

تشریح قولہ عمل فعل خود کند الخ۔ مراد یہ ہے کہ جس فعل سے صفت مشبہ مستعمل ہو اسی جیسا عمل صفت مشبہ کا ہوگا چونکہ صفت مشبہ فعل لازم ہی سے استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا صفت مشبہ فقط فاعل کو رفع دے گا اور کچھ عمل نہ کرے گا۔

قولہ بشرط اعتماد مذکور الخ۔ مراد یہ ہے کہ صفت مشبہ کے عامل ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس سے قبل پانچ چیزوں میں سے ایک موجود ہو کیونکہ الف ولام بمعنے الذی صفت مشبہ پر داخل نہیں ہو سکتا اور دوسری شرط جو کہ اسم فاعل میں تھی کہ اس کے معنیٰ کا تعلق زمانہ حال یا استقبال سے ہو وہ یہاں پر نہیں ہے کیونکہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ صفت مشبہ میں معنے استمرار دوام کے پائے جاتے ہیں۔ اور حال یا استقبال کے معنے کے ساتھ اس کی خصوصیت نہیں ہوتی جیسے زید حسن غلامُہٗ میں حسن صفت مشبہ عامل ہے غلامُہٗ اس کا فاعل ہے اور شرط عمل موجود ہے کیونکہ اس سے قبل مبتدا ہے جس پر صفت مشبہ کا اعتماد ہے۔

ف۔ صفت مشبہ کے استعمال کی چند صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ان میں بعض نہایت ہی موزوں ہیں ان کو احسن کہتے ہیں اور بعض اس سے کم درجہ کی ہوتی ہیں ان کو حسن کہتے ہیں اور بعض مختلف فیہ۔ اور بعض صورتیں قبیح ہیں اور بعض ممتنع اور ناجائز ہیں۔ ہم اختصار کے ساتھ ان کی تھوڑی سی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ صفت مشبہ یا معرّف باللام ہوگا یا مضاف ہوگا یا نہ مضاف ہوگا اور نہ معرف باللام اور صفت مشبہ کا معمول اعراب کے لحاظ سے تین قسم کا ہوگا۔ اول مرفوع فاعل ہونے کی وجہ سے یا منصوب ہوگا بوجہ مشابہت مفعول بہ کے اگر وہ اسم منصوب معرفہ ہو یا منصوب تمیز کے بنا پر جبکہ منصوب نکرہ ہو یا صفت مشبہ مضاف ہوگا معمول کی جانب۔ اس صورت میں اس کا معمول مجرور ہوگا۔ ان صورتوں میں بعض صورتیں تو احسن ہیں جیسے زَیْدٌ الْحَسَنُ وَجْہُہٗ۔ زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْہُہٗ۔ زَیْدٌ الحسن الوجہ۔ زَیْدٌ الحسنُ وَجْہًا۔ زَیْدٌ حَسَنٌ الوجہ۔ زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْہٍ۔ زَیْدٌ حَسَنُ الوجہ اور بعض صورتیں استعمال صفت مشبہ کی حسن ہیں جیسے زَیْدٌ الحسنُ وَجْہَہٗ

ہفتم اسم تفضیل و استعمال او بر سہ وجہ است بہ مِن چوں زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو ویا بالف و لام چوں جَاءَنِیْ زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ یا باضافت چوں زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ

ترجمہ۔ ساتویں قسم اسم تفضیل ہے اور اس کا استعمال تین قسم پر ہوتا ہے حرف مِنْ کے ساتھ جیسے زید افضل من عمرو اور یا الف ولام کے ساتھ جیسے جاءنی زید نِ الافضل یا اضافت کے ساتھ جیسے زید افضل القوم۔

زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهُہٗ۔ اور بعض صورتیں قبیح ہیں ان کا استعمال نہ کرنا اولیٰ ہے جیسے زَیْدٌ الحسنُ الوجہُ۔ زَیْدٌ الحسنُ وجہٌ۔ زَیْدٌ حَسَنٌ الوجہُ۔ زَیْدٌ حَسَن وجہٌ۔ اور بعض صورتیں ممنوع ہیں۔ جیسے زَیْدٌ الحسنُ وجہِہٖ۔ زَیْدٌ الحسنُ وجہٍ۔ اور ایک صفت مختلف فیہ ہے جیسے زَیْدٌ حسنُ وجہہ۔ طلبہ کو چاہیے کہ ان مثالوں کو محفوظ کر لیں۔ مزید تفصیلات علم نحو کی اعلیٰ کتابوں میں مذکور ہیں۔

تشریح۔ قولہ۔ اسم تفضیل۔ باب تفعیل کا مصدر ہے کسی کو کسی پر فوقیت دینا۔ اسم تفضیل اصطلاح میں اس اسم مشتق کا لقب ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ مصدری معنی اس میں دوسرے اشخاص کی نسبت زیادتی کے ساتھ پائے جائیں جیسے محمد افضل الانبیاء (محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے بہتر ہیں)۔ اس جملہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام انبیاء کے اعتبار سے بیان کی گئی ہے بخلاف صیغہ مبالغہ کے کہ اس میں فضیلت کا بیان اپنی ذات کے اعتبار سے ہوتا ہے دوسرے شخص کا اس میں لحاظ نہیں ہوتا جیسے کہا جاتا ہے کہ خَالِدٌ ضَرَّابٌ (خالد بہت مارنے والا ہے) اس میں زیادتی فی نفسہ بیان کی گئی ہے۔

قولہ۔ زید افضل من عمرو (زید عمرو سے افضل ہے) یہ اسم تفضیل کے استعمال کی پہلی صورت ہے یعنی مُفَضَّل علیہ (جس پر فضیلت دی گئی ہو) اس پر حرف جار مِنْ داخل کیا گیا ہے۔ (ترکیب مثال)۔ زید۔ مبتدا۔ افضل۔ اسم تفضیل ضمیر ھو۔ مستتر فاعل۔ مِنْ حرف جر۔ عمرٍو مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **قولہ** جاءنی زید نِ الافضل (میرے پاس زید آیا جو سب سے افضل شخص ہے) اس مثال میں اسم تفضیل معرف باللام ہے اور مفضل کی صفت واقع ہے۔ (ترکیب مثال)۔ جَاءَ فعل نِ وقایہ۔ ی متکلم مشابہ مفعول بہ۔ زید موصوف۔ الافضل صفت۔ موصوف صفت سے ملکر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مشابہ مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ زید افضل القوم (زید قوم میں سب سے افضل ہے) اس مثال میں اسم تفضیل مفضل علیہ یعنی جس پر فضیلت دی گئی ہے مضاف کر کے لایا گیا ہے (ترکیب مثال) زید مبتدا۔ افضل مضاف القوم مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر۔ مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

وعمل او در فاعل باشد و آں ھو است فاعل افضل کہ در و مستتر ست۔ ہشتم مصدر بشرطیکہ مفعول مطلق نباشد

ترجمہ۔ اور اس کا عمل فاعل پر ہوتا ہے اور وہ ھو ہے۔ افضل کا فاعل ضمیر ھو اس میں مستتر ہے۔ آٹھواں مصدر ہے بشرطیکہ [illegible]

تشریح قولہ۔ وعمل او در فاعل باشد الخ۔ یعنی اسم تفضیل صرف فاعل ہی میں عمل کرتا ہے اگر فاعل ضمیر ہو تو عمل کرنے کے لئے کوئی شرط نہیں اور اگر اسم ظاہر ہو تو پھر عمل کے لئے شرط ہے جس کی تفصیل علم نحو کی بڑی کتابوں میں موجود ہے یاد رکھو کہ اسم تفضیل مفعول بہ میں کسی طرح بھی عمل نہیں کرتا۔

ف ١۔ اسم تفضیل پر تنوین نہیں آتی کیونکہ وہ اسم غیر منصرف ہے۔ دو وجہ سے ایک وزن فعل۔ دوسرے صفت اور یہ دونوں سبب اسباب منع صرف میں بیان کئے جا چکے ہیں اور ظاہر ہے کہ اسم غیر منصرف پر تنوین نہیں آیا کرتی۔

ف ٢۔ اسم تفضیل میں تفضیل اکثر فاعلیت کے اعتبار سے ہوتی ہے جیسے اضرب (بہت مارنے والا) لیکن کبھی کبھی مفعولیت کے اعتبار سے تفضیل ہوا کرتی ہے جیسے اعرف (بہت معروف) اشھر (بہت مشہور)۔

ف ٣۔ یاد رکھو کہ اسم تفضیل کے صیغے حروف ثلاثی مجرد کے ابواب سے مستعمل ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ ان میں لون یا عیب کے معنے نہ ہوں۔

ف ٤۔ جو افعال ثلاثی مجرد لون یا عیب کے معنی میں ہوتے ہیں ان کے صیغے اگرچہ اسم تفضیل کے صیغوں کے وزن پر ہوتے ہیں مگر اسم تفضیل نہیں کہلاتے بلکہ صیغہ صفت کہلاتے ہیں۔

ف ٥۔ اگر اسم تفضیل ثلاثی مجرد کے علاوہ سے بنانا چاہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس فعل کے مصدر کو اشد کے بعد منصوب کر کے بیان کرو جیسے اشدُّ اعوجاجًا اشدُّ انتقامًا وغیرہ۔

ف ٦۔ کبھی اسم تفضیل کے صیغوں میں خلاف قیاس تبدیلی بھی واقع ہوتی ہے مگر معنے میں کوئی فرق نہیں ہوتا جیسے خیر اور شر کہ اصل میں اخیر اور اشر تھا۔

ف ٧۔ مفضل علیہ اگر ایسا ہو کہ حذف کر دینے کے بعد قرینہ سے معلوم ہو سکتا ہے تو اس کا حذف کر دینا کلام کو بلیغ بناتا ہے جیسے اللہ اعلیٰ۔ اللہ اکبر۔ کہ اصل میں اللہ اعلیٰ مِن کُلِّ شَیءٍ اَللّٰہُ اَکبَرُ مِن کُلِّ شَیءٍ۔

قولہ بشرط آنکہ مفعول مطلق نباشد الخ۔ مراد یہ ہے کہ مصدر اس وقت عامل ہوتا ہے کہ وہ فعل کا معمول نہ ہو ورنہ اگر مصدر مفعول مطلق بنا ہو تو چونکہ فعل کا معمول ہے اس لئے عامل نہ ہوگا۔ ورنہ یہ خرابی لازم آوے گی کہ اصل عامل کی موجودگی میں فرع اور ادنیٰ کو عامل بنا یا گیا۔ کیونکہ فعل اصل عامل ہے اور مصدر عمل میں فعل کے تابع ہے۔

عمل فعلش کند چوں اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا۔ نہم اسم مضاف مضاف الیہ را بجر کند چوں جَاءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ بدانکہ اینجا لام بحقیقت مقدر است زیرا کہ تقدیرش آن ست کہ غُلَامٌ لِزَیْدٍ

ترجمہ۔ وہ اپنے فعل کا عمل کرتا ہے جیسے اعجبنی ضرب زید عمروا۔ نویں قسم اسماء عاملہ کی اسم مضاف ہے کہ مضاف الیہ کو جر دیتا ہے جیسے جاءنی غلام زید۔ جاننا چاہئے کہ اس جگہ درحقیقت لام محذوف ہے کیونکہ اس کی اصل عبارت غلام لزید ہے

تشریح قولہ عمل فعلش کند۔ مراد یہ ہے کہ اگر مصدر کا فعل لازم ہوگا تو مصدر فقط فاعل کو رفع دے گا جیسے اعجبنی جلوس زید۔ اور اگر فعل متعدی ہے تو فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے گا جیسے صاحب نحو میر نے مثال دی کہ اعجبنی ضرب زید عمروا

اس مثال میں مصدر کا فاعل یعنی زید مضاف الیہ بنایا گیا مگر معنٰی کے لحاظ سے فاعل ہے اور اکثر استعمال مصدر کا فاعل کی طرف مضاف ہو کر ہی ہوتا ہے۔ یاد رکھو کہ کبھی مصدر بجائے فاعل کے مفعول بہ کی طرف بھی مضاف استعمال ہوتا ہے جیسے اضحکنی ضرب الجدار الصبی۔ ظاہر ہے کہ الجدار معنٰے مفعول بہ ہے اور ضرب کا مضاف الیہ ہے اور الصبی فاعل ہے۔

(ترکیب مثال) ضحک فعل۔ ن وقایہ ی متکلم مفعول بہ۔ ضرب مصدر مضاف الجدار مضاف الیہ۔ الصبی مصدر کا فاعل۔ مصدر مضاف الیہ اور فاعل سے ملکر فاعل اضحک کا فعل فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ نہم اسم مضاف الخ۔ مراد یہ ہے کہ مضاف بھی عامل ہوتا ہے اور اس کا عمل مضاف الیہ پر ظاہر ہوتا ہے کہ کسرہ دیتا ہے مضاف اور مضاف الیہ میں تعلق اضافت ہوتا ہے اضافت باب افعال کا مصدر ہے اصطلاح میں اضافت اس نسبت تقییدی کا لقب ہے جو ایک اسم کو دوسرے اسم کے ساتھ ہوتی ہے اور پہلا اسم دوسرے اسم کو جر دیتا ہے اول کو مضاف۔ دوسرے کو مضاف الیہ کہا جاتا ہے **ف**۔ مضاف کو عامل قرار دینا مجازاً ہے کیونکہ مضاف الیہ دراصل حرف جار سے مجرور ہوتا ہے جو مضاف کے بعد مقدر ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ کبھی مضاف کے بعد لام مقدر ہوتا ہے جیسے غلام زید اصل میں غلام لزید تھا اور کبھی فی مقدر ہوتا ہے جیسے مسلوم مصر اصل میں مسلمون مصر تھا اور کبھی من مقدر ہوتا ہے جیسے خاتم فضۃ اصل میں خاتم من فضۃ تھا

قولہ چوں غلام زید (زید کا غلام) اس میں زید کو غلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ وہ زید کا ہے لہذا غلام مضاف ہوگا اور زید مضاف الیہ۔ **ف**۔ جاننا چاہئے کہ اضافت کی تین قسمیں ہیں۔ اول۔ اضافت تملیکی جس میں نہ تو مضاف مضاف الیہ کی جنس سے ہوتا ہے یعنی مضاف الیہ مضاف پر صادق نہیں آتا اور نہ ہی مضاف الیہ مضاف کا ظرف ہوتا ہے

دہم اسم تام تمیز را نصب کند

ترجمہ۔ دسویں قسم اسم تام ہے تمیز کو نصب دیتا ہے

بلکہ مضاف اور مضاف الیہ میں مالک و مملوک کا علاقہ ہوتا ہے ایسے مضاف مضاف الیہ کے درمیان لام جارہ مقدر ہوا کرتا ہے جیسے غلامُ زیدٍ میں غلام زید کی جنس سے بھی نہیں یعنی غلام پر زید کا لفظ صادق نہیں آتا اور نہ ہی زید غلام کا ظرف ہے۔ مصنف نے اس قسم کی مثال دی ہے اور اس کی اصل بیان کردی ہے۔ چنانچہ یہاں ایک لام مقدر ہوگا اور اس کی اصل غلامٌ لزیدٍ ہوگی۔ دوم اضافت بیانیہ جس میں مضاف مضاف الیہ کی جنس سے ہوتا ہے یعنی مضاف الیہ مضاف پر صادق آتا ہے۔ ایسی صورت میں مِن حرف جار مضاف مضاف الیہ کے درمیان مقدر ہوا کرتا ہے جیسے خاتمُ فضةٍ (چاندی کی انگوٹھی) کہ اس مثال میں خاتم فضہ کی جنس سے ہے یعنی انگوٹھی پر چاندی کا لفظ صادق آتا ہے۔ لہٰذا یہاں ایک حرف مِن مقدر ہوگا اور اس کی اصل خاتمٌ من فضةٍ ہوگی۔ سوم۔ اضافت ظرفیہ۔ جس میں مضاف الیہ مضاف کا ظرف ہوتا ہے جیسے ضربُ الیوم (آج کی مار) کہ یہاں الیوم ضرب کا ظرف ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں حرف جار فی مقدر ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی اصل عبارت ضربٌ فی الیوم ہوگی۔

ف ۲۔ مضاف پر لام تعریف کبھی داخل نہیں ہوتا اور مضاف کا نون تنوین اور نون تثنیہ اور نون جمع مذکر سالم حذف کردیا جاتا ہے چنانچہ غلامُ زیدٍ، غلاما زیدٍ اور مُسلِمُو بَلَدٍ کہا جاتا ہے کہ اصل میں غلامٌ زیدٍ، غلامانِ زیدٍ اور مسلمونَ بلدٍ تھا اضافت کی وجہ سے یہ نون حذف کردیئے گئے ہیں۔

مشقی سوالات

امثلۂ ذیل میں اسماء عاملہ کے عمل میں غور کرو اور ان کے معمول بتاؤ۔ نیز ترکیب کرو۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں میں سے کس طریقہ سے ہوا ہے۔ کَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ۔ اَشْرَفُ الْحَدِيْثِ ذِكْرُ اللهِ۔ اَشْرَفُ الموتِ قتل الشهداءِ۔ خيرُ العلمِ ما نفعَ۔ خيرُ الانبياءِ مُنْفِقٌ مَالَهُ فِى سَبِيْلِ اللهِ۔ جاءنى عمرٌو مُعْطِيًا غلامَهُ دِرْهَمًا۔ اِنَّ رَبِّيْ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ۔ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ شاهدٌ احسن من اخيه۔ زَيْدٌ اَحْسَنُ من عمرٍو۔ احسن الهَدْيِ هَدْيُ محمدٍ۔ هٰذا المسجد ارفع واطول مِن ذلك۔ اكثرهم كافرون هٰذا الطَّعَامُ اَقَلُّ۔ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ هُوَ اَهْدٰى منه۔ مَن اصدق من الله حَدِيْثًا۔ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ۔ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ۔ تَطْهِيْرُ بَدَنِكَ خَيْرٌ اِلَى اُذُنِكَ۔ اُمُّكَ مَعْصِيَةٌ كَبِيْرَةٌ۔ زَيْدٌ جَائِعٌ بَطْنُهُ وعمرٌو عَارٍ بَدَنُهُ من الثَّوْبِ۔ اَبُوْكَ مُعَطَّى رَأْسُهُ۔ عمرٌو مُطَهَّرٌ ثَوْبُهُ۔

تشریح۔ قولہ۔ اسم تام۔ وہ اسم تام ہوتا ہے جو مندرجہ ذیل چار چیزوں میں سے کسی ایک کے ساتھ تمام ہوجائے۔ وہ یہ ہیں۔ تنوین۔ خواہ لفظاً ہو خواہ تقدیراً۔ نون تثنیہ۔ نون جمع۔ اور اضافت یہ چاروں باتیں اس چیز کی علامت

و تمامی اسم یا بتنوین باشد چوں مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا یا بتقدیر تنوین چوں عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا وَ زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا یا بنون تثنیہ چوں عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا۔

ترجمہ:۔ اور اسم کا تام ہونا یا تنوین کے ساتھ ہوتا ہے جیسے مافی السماء قدرُ راحةٍ سحابًا یا تقدیر تنوین سے جیسے عندی احد عشر رجلًا اور زیدٌ اکثر منک مالًا۔ یا نون تثنیہ کے ساتھ جیسے عندی قفیزانِ بُرًّا۔

یں کہ اب اس اسم کا متمم یا ضمیمہ بنکر کسی دوسرے اسم کے آنے کی توقع باقی نہیں رہی ہے۔

تشریح قولہ تمامی اسم الخ مراد یہ ہے کہ چار مذکورہ اشیاء کے ساتھ اسم تام کہلاتا ہے تام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ تین چیزوں میں سے ایک کی موجودگی میں کسی اسم کی جانب مضاف نہیں ہو سکتا۔ اور جب اس اسم کو مضاف کرنا چاہیں تو ان تین چیزوں میں سے کوئی چیز بھی باقی نہ رہے گی۔ چنانچہ اضافت کے وقت علمائے نحو کے نزدیک اگر مضاف پر تنوین ہو تو اس کا حذف کرنا ضروری ہے اسی طرح نون تثنیہ اور نون جمع کا حذف بھی واجب ہے۔ اور وہ اسم قبل اضافت تام ہوگا ان اشیاء ثلاثہ کی وجہ سے اور اضافت کے بعد تام یہ اسم مضاف الیہ کے ساتھ کہلائے گا تنہا تام نہ ہوگا خوب سمجھ لو۔

قولہ مافی السماء الخ (آسمان پر ہتھیلی کے برابر بھی بادل نہیں)۔ اس جملہ میں لفظ راحةٍ اسم تام ہے اور تمام ہونے کی علامت اس کی تنوین ہے اور اس کے بعد سحابًا تمیز ہے۔ (**ترکیب مثال**) ما۔ مشابہ بلیس۔ فی السماء۔ جار مجرور مل کر متعلق ثابتًا کے ہو کر خبر مقدم۔ قدرُ راحةٍ۔ (مرکب اضافی) ممیز۔ لفظ سحابًا تمیز۔ ممیز تمیز سے مل کر اسم مؤخر ما۔ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قولہ عندی اَحَدَ عَشَرَ رجلًا (میرے پاس گیارہ مرد ہیں)۔ اس جملہ میں اَحَدَ عَشَرَ مرکب بنائی اسم تام ہے اور تمام ہونے کی علامت تنوین مقدرہ ہے جو مبنی ہونے کی وجہ سے حذف ہوگی۔ (**ترکیب مثال**)۔ عندی۔ (مرکب اضافی) ظرف ثابت کا ہو کر خبر مقدم۔ احد عشر۔ (مرکب بنائی) ممیز۔ رجلًا۔ تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **قولہ**۔ زید اکثر الخ (مال کے اعتبار سے زید تجھ سے بڑھا ہوا ہے)۔ اس جملہ میں اکثر اسم تام ہے جس کی علامت تنوین مقدرہ ہے کیونکہ اسم تفضیل پر لفظاً تنوین نہیں آسکتی۔ (**ترکیب مثال**)۔ زیدٌ مبتدا اکثر اسم تام۔ منک۔ جار مجرور متعلق اکثر کے۔ مالًا تمیز۔ اسم تام اپنے متعلق اور تمیز سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **قولہ** عندی قفیزان بُرًّا۔ (میرے پاس گیہوں کے دو قفیز ہیں)۔ اس جملہ میں قفیزان اسم تام ہے اور تمام ہونے کی علامت نون تثنیہ ہے کیونکہ قفیزان قفیز کا تثنیہ ہے جو عرب کا ایک مشہور پیمانہ کا نام جس کا وزن ساڑھے صاع ہوتا ہے (**ترکیب مثال**) عندی (مرکب اضافی) ظرف ثابتٌ کا ہو کر خبر مقدم۔ قفیزان

یا بنون جمع چوں هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا یا بمشابہ نون جمع چوں عِندِی عِشْرُونَ دِرْهَمًا تا تِسْعُونَ یا باضافت چوں عِندِی مِلْؤُهٗ عَسَلًا

ترجمہ۔ یا جمع کے نون کے ساتھ جیسے ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً۔ یا مشابہ بہ نون جمع کے ساتھ جیسے عندی عشرون درہماً۔ تسعون تک یا اضافت کے ساتھ جیسے عندی ملؤہ عسلاً۔

ممیز۔ بُرًّا۔ تمیز۔ ممیز تمیز سے مل کر مبتدا موخر۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تشریح۔ قولہ ہل ننبئکم۔ الخ۔ کیا میں بتاؤں کہ کون لوگ اعمال کے اعتبار سے خسارہ میں ہیں) اس مثال میں اخسرین اسم تام ہے اور تام ہونے کی علامت نون جمع ہے۔ (ترکیب مثال) ہل۔ حرف استفہام۔ ننبئ فعل بافاعل۔ کم۔ مفعول بہ۔ ب حرف جر۔ اخسرین۔ ممیز۔ اعمالاً تمیز۔ ممیز تمیز سے ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق فعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

قولہ یا بمشابہ نون جمع الخ۔ مراد یہ ہے کہ اگر نون جمع نہ ہو بلکہ مشابہ نون جمع کے ہو تب بھی اسم تام کہلاتا ہے اور اسکے بعد جو اسم منصوب واقع ہوگا اس کو تمیز سے تعبیر کرینگے جیسے کہ اعداد میں عشرون سے لیکر تسعون تک۔ کیونکہ عشرون کی صورت اگرچہ مشابہ جمع مذکر سالم کے ہے مگر وہ درحقیقت عشر کی جمع نہیں ورنہ اس کے معنے میں اس کی رعایت ضرور ہوتی اور عشرون کے معنے تیس ۳۰ ہوتے کیونکہ عشر کے معنے دس ہیں اور جمع کا اطلاق کم از کم تین فرد پر ضرور ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح اربعون اربع کی جمع نہیں۔ وعلی ہذا القیاس خمسون ستون وغیرہ۔

قولہ۔ عندی عشرون درہماً الخ۔ (میرے پاس بیس درہم ہیں)۔ اس مثال میں عشرون اسم تام ہے اور تام ہونے کی علامت نون مشابہ بنون جمع ہے۔ (ترکیب مثال) عندی۔ (مرکب اضافی) ظرف ثابت مقدر کا ہو کر خبر مقدم عشرون۔ اسم تام ممیز۔ درہماً تمیز۔ ممیز تمیز سے مل کر مبتدا موخر۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قولہ تا تسعون۔ یعنی عشرون سے لیکر تسعون تک جتنی دہائیاں ہیں (عشرون، ثلاثون، اربعون، خمسون، ستون، سبعون، ثمانون اور تسعون) ان سب کا حکم یکساں ہے۔ یعنی ان کا نون مشابہت بنون جمع رکھنے کی وجہ سے اسم تام کی علامت بن سکتا ہے۔

قولہ عندی ملؤہ عسلاً (میرے پاس شہد برتن بھر ہے) اس تام کی مثال ہے جو کہ اضافت کی وجہ سے تام کہلاتا ہے۔ (ترکیب مثال) عندی مرکب اضافی ظرف۔ ثابت محذوف کے ساتھ خبر مقدم۔ ملؤہ ممیز عسلاً تمیز۔ ممیز تمیز سے ملکر مبتدا۔ مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ف۔ یاد رکھو کہ تمیز کا ناصب کبھی فعل ہوا کرتا ہے جیسے طَابَ خَالِدٌ نَفْسًا۔ اور کبھی بجائے فعل کے اسم تام ہوتا ہے جس کی مثالیں ابھی گذری ہیں۔

یازدہ اسمای کنایہ از عدد و آں دو لفظ است کم و کذا۔ کم بر دو قسم است استفہامیہ و خبریہ کم استفہامیہ تمیز را بہ نصب کند و کذا نیز چوں کَمْ رَجُلًا عِنْدَکَ وعِنْدِیْ کَذَا دِرْهَمًا وکم خبریہ تمیز را جر کند چوں کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ وکَمْ دَارٍ بَنَيْتُ

ترجمہ۔ گیارھویں قسم اسمائے کنایہ میں عدد ہے اور وہ دو لفظ ہیں کم اور کذا۔ کم دو قسم پر ہے استفہامیہ اور خبریہ کم استفہامیہ تمیز کو منصوب کرتا ہے اور کذا بھی جیسے کَمْ رَجُلًا عِنْدَکَ اور عِنْدِیْ کَذَا دِرْهَمًا اور کم خبریہ تمیز کو مجرور کرتا ہے جیسے کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ اور کَمْ دَارٍ بَنَيْتُ۔

تشریح قولہ کم وکذا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ کم کی دو قسمیں ہیں۔ اول کم خبریہ۔ دوئم کم استفہامیہ۔ کم استفہامیہ تمیز کو نصب دیا کرتا ہے یاد رکھو کہ کذا صرف خبریہ ہی ہوتا ہے اور تمیز کو نصب دیا کرتا ہے۔

قولہ کَمْ رَجُلًا عِنْدَکَ (تیرے پاس کتنے آدمی ہیں) (**ترکیب مثال**) کم استفہامیہ۔ ممیز رجلاً۔ تمیز۔ ممیز تمیز سے ملکر مبتدا۔ عندک (مرکب اضافی) ظرف ثابت مقدر کے ساتھ ملکر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

قولہ عِنْدِیْ کَذَا دِرْهَمًا (میرے پاس اتنے اتنے درہم ہیں) کذا کی مثال ہے جو خبر کیلئے آرہا ہے۔ (**ترکیب مثال**) عندی (مرکب اضافی) ظرف ثابت مقدر کا ہوکر خبر مقدم۔ کذا خبریہ ممیز۔ درہماً تمیز۔ ممیز تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر۔ خبر مبتدا سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قولہ کم خبریہ تمیز را جر کند۔ یعنی کم استفہامیہ کی طرح کم خبریہ تمیز کو منصوب نہیں کرتا۔ بلکہ مجرور کرتا ہے اور اس کے ساتھ تمیز مضاف الیہ بن کر آتی ہے جیسے **قولہ** کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ (میں نے کس قدر (یعنی بہت زیادہ) مال خرچ کر دیا) یہاں مال تمیز ہے مگر مضاف الیہ واقع ہے۔ (**ترکیب مثال**) کم مضاف ممیز۔ مالٍ مضاف الیہ تمیز۔ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ مقدم۔ اَنْفَقْتُ۔ فعل بافاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ گاہے مِنْ جارہ الخ مراد یہ ہے کہ کم خبریہ کی تمیز پر کبھی حرف مِنْ جارہ آیا کرتا ہے جس کی وجہ سے تمیز مجرور ہو جاتی ہے۔

چنانچہ مصنف نے اس کی مثال قرآن کریم سے پیش فرمائی ہے۔ بعض علمائے نحو کا مسلک یہ ہے کہ مِنْ جارہ کم استفہامیہ کی تمیز پر بھی داخل ہوتا ہے۔

اور بعض علمائے نحو اس کے منکر ہیں لہذا مصنف نے اختصار کے پیش نظر اس کو ذکر نہیں فرمایا۔ اور لفظ گاہے سے اس طرف اشارہ کیا کہ استعمال اکثری تو یہ ہے کہ کم خبریہ کی تمیز منصوب ہو مگر کبھی حرف جارہ داخل ہونے سے مجرور ہو جاتی ہے۔

وگاہے من جار بر تمییز کم خبریہ آید چوں قولہ تعالیٰ کم من ملکٍ فی السمٰوٰت قسم دوم در عوامل معنوی۔ بدانکہ عوامل معنوی بر دو قسم ست اول ابتدا یعنی خلو اسم از عوامل لفظی کہ مبتدا و خبر را رفع کند چوں زیدٌ قائمٌ و اینجا گویند کہ زید مبتدا مرفوع بابتدا و قائم خبر مبتدا است مرفوع بابتدا و اینجا دو مذہب دیگر ست یکی آنکہ ابتدا عامل ست در مبتدا و مبتدا در خبر دیگر آنکہ ہر یکے از مبتدا و خبر عامل ست در دیگرے دوم خلو فعل مضارع از ناصب و جازم فعل مضارع را رفع

ترجمہ اور کبھی مِن (حرف) جار کم خبریہ کی تمیز پر آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے کم من ملکٍ فی السمٰوٰت۔ دوسری قسم عوامل معنوی میں ہے۔ جاننا چاہئے کہ عوامل معنوی دو قسم پر ہیں۔ اوّل ابتداء یعنی اسم کا خالی ہونا عوامل لفظی سے یہ خلو مبتدا اخبر کو رفع دیا کرتا ہے جیسے زیدٌ قائمٌ اور اس جگہ کہتے ہیں کہ زید مبتدا ہے مرفوع ہے ابتداء کی وجہ سے۔ اور قائم مبتدا کی خبر ہے مرفوع ہے ابتداء کی وجہ سے اور یہاں دو مذہب دوسرے بھی ہیں۔ ایک یہ کہ ابتداء عامل ہے مبتدا میں اور مبتدا عامل ہے خبر میں۔ دوسرے یہ کہ ہر ایک مبتدا و خبر ایک دوسرے میں عامل ہیں دوم فعل مضارع کا خالی ہونا ناصب و جازم سے فعل مضارع

تشریح۔ قولہ کم من ملکٍ (آسمانوں میں بہت زیادہ فرشتے ہیں) کم خبریہ کی تمیز پر حرف مِن زائد کر کے استعمال کیا گیا ہے۔ **قولہ** عوامل معنوی الخ عامل معنوی اس عامل کو کہتے ہیں جو لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ معنی اور حکم کے لحاظ سے عمل کرے اس کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل وہ عامل جو مبتدا و خبر کو رفع دیتا ہے وہ ان کا خلو عوامل ہے یعنی ان دونوں کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا ان کے لئے ایسی کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ عامل بنجاتا ہے چنانچہ زیدٌ قائمٌ میں زید اور قائم کو رفع دینے والی چیز ان دونوں کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا ہے چنانچہ اگر کوئی عامل آموجود ہوگا تو پھر ان پر عامل لفظی کے مطابق اعراب ہوگا کیونکہ اب وہ دونوں عوامل لفظی سے خالی نہیں رہے جیسا کہ کان زیدٌ قائمًا میں کان کے عمل کے مطابق دونوں پر اعراب آجاتا ہے یہ مذہب بصرہ کے نحویوں کا ہے اور اس مذہب پر مبتدا و خبر دونوں کا عامل معنوی ہوتا ہے۔

قولہ و ایں جا دو مذہب دیگر ست۔ مراد یہ ہے کہ مبتدا اور خبر کے عامل ہونے میں دو مذہب اور بھی ہیں۔ اول ابتدا عامل ہے مبتدا میں۔ اور مبتدا خبر کا عامل ہے۔ دوسرے مبتدا عامل ہے خبر میں اور خبر عامل ہے مبتدا میں اس تیسرے مسلک کے مطابق مبتدا اور خبر کا عامل معنوی نہ ہوگا بلکہ عامل لفظی ہوگا جیسے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلٌ میں محمد مبتدا ہونے کی وجہ سے رسولٌ خبر میں عامل ہے اور رسول خبر ہونے کی وجہ سے محمدٌ مبتدا میں عامل ہے۔

قولہ دوم خلو الخ۔ یعنی فعل مضارع جب عامل ناصب اور جازم سے خالی ہوتا ہے یہ خلو فعل مضارع کو رفع دیتا ہے۔ الحاصل مضارع کا عامل ناصب اور جازم تو لفظی ہوگا اور فعل مضارع کا عامل رافع معنوی ہوگا۔

مشقی سوالات۔ ان مثالوں میں غور کر کے امورِ ذیل کا جواب لکھو۔ ہر اسم کا تام ہونا کہ شے سے ہوتا ہے تم

چون یَضْرِبُ زَیْدٌ اینجا یضرب مرفوع ست زیراکہ خالی ست از ناصب و جازم تمام شد عوامل نحو بتوفیق اللہ تعالیٰ و عونہٖ خاتمہ در فوائد متفرقہ کہ دانستن آں واجب ست و آں سہ فصل ست فصل اول در توابع بدانکہ تابع لفظے ست کہ دومی از لفظ سابق باشد باعراب سابق از یک جہت و لفظ سابق را متبوع گویند

ترجمہ جیسے یضرب زید۔ اس جگہ یضرب مرفوع ہے اس لئے کہ ناصب و جازم سے خالی ہے۔ اب نحو کے سارے عامل ختم ہو گئے اللہ کی توفیق اور مدد سے۔ خاتمہ متفرق فائدوں کے بیان میں جن کا جاننا ضروری ہے اس کی تین فصلیں ہیں۔ فصل اوّل تابع کے بیان میں جاننا چاہئے کہ تابع وہ لفظ کہلاتا ہے کہ لفظ سابق سے دوسرے نمبر پر ہو اور پہلے کلمہ کے اعراب کے ساتھ موصوف ہو اور وجہ اعراب بھی ایک ہو اور لفظ سابق کو متبوع کہتے ہیں

استفہامیہ و خبریہ کو معین کرو۔ مضارع کے عامل کو بیان کرو اور ہر مثال کی ترکیب بھی کرو۔ من احسن قولا ممن دعا الی اللہ۔ ان تستغفر لھم سبعین مرۃ۔ فلن یغفر اللہ لھم۔ نار جھنم اشد حرا

عندی علوۃ عسلا۔ کم مصلٍ عن صلوتہ غافلون۔ کم من ملکٍ فی السموات۔ لا تغنی شفاعتہم ھم اکثرون منکم مالا۔ عندی کذا وکذا۔ ھذا ذکر مبارک۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ اللہ یعلم وانتم لا تعلمون یعلم ما تبدون وما تکتمون۔ کم من قریۃ اھلکنھا۔ کاین من اٰیۃ فی السموات والارض۔ یمرون علیھا وھم عنھا معرضون۔

تشریح۔ قولہ۔ در توابع۔ توابع تابع اسم فاعل کی جمع ہے اس کے معنی اتباع کرنے والے کے آتے ہیں معنی وصفیت سے اسمیت کے معنی کی طرف منتقل کر لیا گیا ہے۔ اب ایک خاص اسم کا نام ہے جو کہ کلمہ سابق کے مطابق ہوتا ہے اعراب وغیرہ میں۔ **قولہ** تابع لفظی ست الخ حاصل کلام یہ ہے کہ تابع وہ اسم کہلاتا ہے جو کسی اسم کے بعد ہو اور جو اعراب پہلے اسم پر آ رہا ہو وہی اعراب اسی اسم پر آتا ہو اور وجہ اعراب دونوں اسم کی ایک ہی ہو یعنی مثلاً پہلے اسم پر رفع فاعل ہونے کی وجہ سے ہو تو دوسرے اسم پر بھی رفع فاعل ہونے کے لحاظ سے ہو جیسے جاءنی رجل عالم میں رجل متبوع اور عالم تابع ہے اور رجل پر رفع فاعل ہونے کی وجہ سے آتا ہے تو عالم پر بھی رفع اسی وجہ سے ہے کیونکہ رجل موصوف ہے اور عالم صفت ہے اور موصوف صفت سے ملکر جاء کا فاعل ہے۔ **قولہ** از یک جہت الخ۔ یہ قید احترازی ہے اس کی وجہ سے وہ تمام اسماء تابع کی تعریف سے خارج ہو جاتے ہیں۔ جو کہ اپنے ماقبل اسم کے مطابق اعراب رکھتے ہوں مگر وجہ اعراب مختلف ہو جیسے علمت زیدًا فاضلًا میں زیدًا۔ فاضلًا کا ایک ہی اعراب ہے مگر فاضل زید کا تابع نہیں ہے کیونکہ زیدًا منصوب ہے۔ مفعول بہ اولیٰ ہونے کے لحاظ سے۔ اور فاضلًا منصوب ہے مفعول ثانی ہونے کے لحاظ سے۔ **قولہ** لفظ سابق را متبوع گویند الخ۔ متبوع پہلے اسم کو

وحکم تابع آن ست کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد و تابع پنج نوع ست اول صفت واو تابعی ست کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد چوں جاءنی رجلٌ عالمٌ یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد چوں جاءنی رجلٌ حسنٌ غلامُہٗ یا ابوہٗ مثلاً قسم اول در دہ چیز موافق متبوع باشد

ترجمہ اور تابع کا حکم یہ ہے کہ ہمیشہ اعراب میں موافق متبوع کے ہوتا ہے اور تابع کی پانچ قسمیں ہیں۔ اول صفت۔ اس تابع کا نام ہے جو اس وصف پر دلالت کرتا ہے جو متبوع میں ہوتا ہے جیسے جاءنی رجلٌ عالمٌ۔ یا اس وصف پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں ہوتا ہے۔ جیسے جاءنی رجلٌ حسنٌ غلامُہٗ یا ابوہٗ مثلاً۔ قسم اول دس چیزوں میں متبوع کے موافق ہوتی ہے۔

اسلئے کہا جاتا ہے کہ بعد والے اسم کو اسکی وجہ سے اعراب دیا جاتا ہے اسلئے بعد والے کو تابع کہتے ہیں۔ تابع صیغہ اسم فاعل ہے جسکے معنی اتباع کرنے والا

تشریح۔ قولہ صفت۔ او تابعی ست الخ۔ صفت وہ تابع ہوتا ہے جو اپنے متبوع کے ساتھ مل کر ایسے معنی پر دلالت کرتا ہے جو متبوع یا متعلق متبوع میں پائے جاتے ہوں جیسے جاءنی رجلٌ عالمٌ (میرے پاس ایک عالم آدمی آیا) میں عالم کا لفظ وصف علم پر دلالت کر رہا ہے جو رجل میں موجود ہے۔

(ترکیب مثال) جاء۔ فعل۔ ن وقایہ یائے متکلم مشابہ مفعول بہ۔ رجلٌ موصوف۔ عالمٌ صفت۔ موصوف صفت ملکر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہاں عالمٌ تابع ہے یعنی صفت ہے جو اپنے متبوع یعنی رجلٌ کے بعد آرہا ہے دونوں پر اعراب بھی ایک ہی ہے اور وجہ اعراب یعنی وجہ فاعلیت بھی ایک ہی ہے۔ ایسی صفت کو صفت بحال موصوف کہتے ہیں کیونکہ اس سے صرف موصوف کی حالت معلوم ہوتی ہے۔

قولہ جاءنی رجلٌ حسنٌ غلامُہٗ (میرے پاس ایک شخص آیا جس کا غلام خوبصورت ہے) میں حسن کا لفظ معنی حسن پر دلالت کر رہا ہے جو متبوع موصوف یعنی رجلٌ کے متعلق (غلام) میں موجود ہے ایسی صفت کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہیں کیونکہ اس سے موصوف کا حال معلوم نہیں ہوتا بلکہ موصوف کے ایک متعلق کا حال معلوم ہوتا ہے۔

(ترکیب مثال) جاء۔ فعل۔ ن وقایہ یائے متکلم مشابہ مفعول۔ رجلٌ۔ موصوف۔ حسنٌ۔ صفت مشبہ۔ غلامُہٗ (مرکب اضافی) فاعل صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر صفت۔ موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مشابہ مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ قسم اول در دہ چیز الخ۔ مراد یہ ہے کہ جو صفت موصوف کی ذات سے وابستہ ہے اس میں شرط یہ ہے کہ وہ موصوف کے ساتھ چار چیزوں میں مطابق ہوگی۔ اول تعریف و تنکیر یعنی معرفہ اور نکرہ ہونے میں۔ دوم تذکیر و تانیث یعنی مذکر و مؤنث ہونے میں۔ سوم افراد و تثنیہ۔ جمع یعنی واحد ہونے اور تثنیہ ہونے اور جمع ہونے میں۔ چہارم اعراب یعنی رفع۔ نصب۔ جر میں۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ موصوف کا اعراب اگر لفظی ہو تو صفت کا بھی لفظی ہو بلکہ اس میں صفت موصوف کے تابع نہیں جیسے رأیت امراۃً حُبلی دیکھو المراۃ کا اعراب

در تعریف وتنکیر وتذکیر وتانیث وافراد وتثنیہ وجمع ورفع ونصب وجر چوں عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ وَامْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ وَنِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ اما قسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز تعریف وتنکیر ورفع ونصب وجر چوں جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْهُ

ترجمہ معرفہ ہونے میں نکرہ ہونے میں، مذکر ہونے میں، مؤنث ہونے میں، واحد ہونے میں، تثنیہ ہونے میں، جمع ہونے میں اور حالت اعراب یعنی رفع نصب اور جر میں جیسے عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ، وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَامْرَأَةٌ عَالِمَةٌ وَامْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ وَنِسْوَةٌ عَالِمَاتٌ۔ رہی دوسری قسم صفت میں تو وہ پانچ چیزوں میں متبوع کے مطابق ہوا کرتی ہے اول معرفہ ہونا نکرہ ہونا اور اعراب یعنی حالت رفع حالت نصب حالت جر جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْهُ

لفظی ہے اور جملہ کا اعراب تقدیری ہے۔

ف - یاد رکھو کہ جو اسماء مذکر اور مؤنث کے لئے یکساں مستعمل ہوتے ہیں جیسے فعیل کے وزن پر چند اسماء مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے یکساں مستعمل ہیں یا فعول کے وزن پر۔ تو ان میں بلا علامت تانیث صفت اور موصوف میں مطابقت ہوگی۔ اور جن اسماء میں ت تانیث کے معنے میں نہ استعمال ہو جیسے علّامۃ ان کو مذکر شمار کریں گے اور جو اسماء بغیر تائے تانیث مؤنث کے لئے آویں جیسے حائض طالق تو باوجودیکہ ان میں علامت تانیث نہیں مگر ان کو حکماً مؤنث شمار کیا جائے گا۔

تشریح قولہ - واما قسم دوم موافق متبوع باشد الخ مراد یہ ہے کہ صفت کی دوسری قسم وہ ہے جو کہ صفت ذات موصوف میں موجود نہ ہو بلکہ متعلق متبوع میں ہو یہ صفت متبوع کے ساتھ پانچ چیزوں میں سے دو میں مطابق ہوتی ہے۔ وہ پانچ یہ ہیں۔ تعریف، تنکیر، رفع، نصب، جر۔ اور باقی چیزوں میں یہ صفت حکم میں فعل کے ہوگی یعنی جس طرح فاعل اور فعل میں مطابقت کا قانون ہے ایسا ہی صفت اور اس کے فاعل میں مطابقت کا لحاظ ہوگا۔ موصوف کے ساتھ مطابقت شرط نہ ہوگی۔ جیسے جاءنی رجل عالمۃ اختہ، دیکھو رجلٌ موصوف اور عالمۃ صفت تنکیر واعراب میں مطابق موصوف ہے اور افراد اور تانیث میں مطابق فاعل ہے۔ وعلی ہذا القیاس جاءنی امرأۃٌ عالمٌ زوجھا میں امرأۃ موصوف اور عالم صفت اعراب اور تنکیر میں مطابق ہیں اور تذکیر و تانیث میں صفت عالم اپنے فاعل کے مطابق ہے نہ کہ موصوف کے۔ خوب سمجھ لو۔

قولہ چوں جاءنی رجل عالم ابوہ۔ (میرے پاس وہ مرد آیا جس کا باپ عالم ہے)۔ صفت بحال موصوف کی مثال ہے جس میں وہ اپنے موصوف کے ساتھ تنکیر اور رفع میں موافق ہے۔ (ترکیب) جاء، فعل۔ ن وقایہ۔ ی متکلم مشابہ مفعول رجلٌ موصوف۔ عالم صیغہ صفت۔ ابوہ۔ اس کا فاعل صیغہ صفت اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت۔ موصوف

بدانکہ نکرہ را بجملہ خبریہ صفت تواں کرد چوں جَاءَنِیْ رَجُلٌ اَبُوْهُ عَالِمٌ و در جملہ ضمیرے عائد بنکرہ لازم باشد دوم تاکید و او تابعی ست کہ حال متبوع را مقرر گرداند در نسبت یا در شمول تا سامع را شک نماند و تاکید بر دو قسم ست لفظی و معنوی

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ نکرہ کی صفت میں جملہ خبریہ آسکتا ہے جیسے جاءنی رجل ابوہ عالم اور اس جملہ میں ایک ضمیر ہوا کرتی ہے جو نکرہ موصوفہ کی طرف ضرور لوٹا کرتی ہے۔ دوسرا تابع تاکید ہے وہ ایسا تابع ہے کہ متبوع کی حالت کو ثابت کرتا ہے نسبت کے لحاظ سے یا شمول کے اعتبار سے تاکہ سننے والے کو شک نہ رہے اور تاکید کی دو قسمیں ہیں۔ لفظی، معنوی۔

صفت ہے نکرہ فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مشابہ مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس ترکیب میں تنکیر اور ربط پایا جاتا ہے کیونکہ جملہ خبریہ اور اسی طرح شبہ جملہ خبریہ حکم میں نکرہ کے ہوا کرتا ہے۔

تشریح قولہ نکرہ را بجملہ خبریہ الخ۔ مراد یہ ہے کہ اگر موصوف اسم نکرہ ہو تو اس کی صفت میں جملہ خبریہ آسکتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جملہ خبریہ حکم میں نکرہ کے ہوتا ہے لیکن جب جملہ صفت واقع ہو تو اس میں ایک ضمیر ایسی ہونی چاہیے کہ جس کا مرجع وہ اسم نکرہ موصوف ہو۔

قولہ جاءَ رجلٌ عالمٌ ابوہ۔ اس مثال میں ابوہ عالم مبتدا، خبر، جملہ خبریہ ہے جو کہ رجلٌ کی صفت ہے اور ابوہ کی ضمیر مضاف الیہ کا مرجع نکرہ موصوفہ یعنی رجل ہے۔

(ترکیب) جاءَ فعل۔ رجلٌ موصوف۔ عالمٌ اسم فاعل۔ ابوہ مرکب اضافی فاعل۔ اسم فاعل سے فاعل کے صفت۔ موصوف با صفت جاءَ کا فاعل۔ فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ تاکید۔ مصدر ہے بمعنے مضبوط کرنا۔ ثابت کرنا۔

قولہ واو تابعیست کہ حال متبوع را الخ مراد یہ کہ اصطلاح میں تاکید اس تابع کا لقب ہے جو اپنے متبوع کی حالت کو مزید پختہ اور مستحکم بنائے۔ اس تاکید کی دو قسمیں ہیں۔ اول تاکید نسبت یعنی متبوع ہی واقعی طور پر منسوب الیہ ہے کوئی اور نہیں۔ دوئم یہ کہ متبوع تمام افراد کو شامل ہے کوئی فرد اس سے نکلا ہوا نہیں ہے۔ اس تاکید سے سننے والے کو اطمینان ہو جاتا ہے اور کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔

اول کی مثال زید زید قائم ہے کہ اس تکرار سے معلوم ہو گیا کہ مسند الیہ شخص زید ہے اور کوئی نہیں ایسا نہیں کہ زید کا بھائی یا اس کا بیٹا یا کوئی دوست قائم ہو اور مجازاً قیام زید کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

دوم کی مثال جاءنی القوم کلھم اس مثال میں کلھم سے معلوم ہوا کہ قوم تمام افراد پر حاوی ہے کوئی فرد اس سے خارج نہیں ہے تو کلھم سے معلوم ہوا کہ آنے میں سارے افراد قوم کے شریک ہیں۔

تاکید لفظی بتکرار لفظ است چوں زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ وضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ در اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ تاکید معنوی بہ ہشت لفظ است نفسٌ وعینٌ وکِلَا وکِلْتَا وکُلٌّ واَجْمَعُ واَکْتَعُ واَبْتَعُ واَبْصَعُ چوں جَاءَنِیْ زَیْدٌ نَفْسُہٗ وجَاءَنِی الزَّیْدَانِ اَنْفُسُہُمَا وجَاءَنِی الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُہُمْ

ترجمہ۔ تاکید لفظی تکرار لفظ سے حاصل ہوتی ہے جیسے زید زید قائم ضرب ضرب زید ان ان زیداً قائم۔ تاکید معنوی کے لیے ۸ الفاظ مقرر ہیں نفس، عین، کلا، کلتا، کل، اجمع، اکتع، ابتع، ابصع۔ جیسے جاءنی زید نفسہ۔ وجاءنی الزیدان انفسہما وجاءنی الزیدون انفسہم

تشریح قولہ بتکرار لفظ است الخ: تاکید لفظی وہ تابع تاکید ہے جو کہ لفظ کو مکرر لانے سے حاصل ہوتی ہے خواہ وہ لفظ اسم ہو جیسے زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ میں۔ خواہ فعل ہو جیسے ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ۔ خواہ حرف ہو جیسے اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

قولہ تاکید معنوی الخ: جو تاکید معنے متبوع کو مستحکم بنانے کے لیے کسی کلمہ سے کی جائے اُس کو تاکید معنوی کہتے ہیں۔ یوں تو تاکید معنوی کے لیے مختلف کلمات کا استعمال ممکن ہے مگر کلام عرب میں تاکید معنوی کے لیے صرف آٹھ الفاظ پائے جاتے ہیں۔ اُن ہی کے ذریعہ سے تاکید معنوی حاصل ہوتی ہے فصحاء کے کلام میں تاکید معنوی کا استعمال بکثرت ہے اور تاکید لفظی استعمال تاکید معنوی کے لحاظ سے کم ہے۔ قرآن کریم میں تاکید معنوی کا استعمال چند مواقع میں ہے۔

قولہ نفس وعین۔ یہ دونوں مفرد، تثنیہ، جمع تمام کی تاکید معنوی کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں اسی طرح کہ مفرد کی تاکید کے لیے ان کو مفرد لایا جائے گا۔ اور یہ مضاف ہوں گے ضمیر کی جانب جس کا مرجع متبوع ہوگا یہ ضمیر متبوع کے مطابق ہوگی۔ اور تثنیہ کی تاکید کے لیے ان کو جمع لایا جائے گا۔ اور ضمیر کو تثنیہ اور جمع کی تاکید کیلیے متبوع کے مطابق لایا جائیگا یعنی اگر وہ تثنیہ ہے تو ضمیر تثنیہ۔ اور اگر وہ جمع ہو تو ضمیر کو جمع لایا جائیگا جیسے جاءنی خالدٌ نفسہ وجاء الرجلان انفسہما۔ جاءنی الرجال انفسہم رأیت ھندا نفسہا وذھبت امرءتان انفسہما۔ وجاءتنی النساء انفسھنّ عین کی مثالیں بھی نفس کی مثالوں کے مطابق ہوں گی۔

ان جملوں میں تابع تاکید تبع متبوع موکد کے فاعل یا مفعول بہ ہوں گے۔

وھمیں را بریں قیاس کن وجاءنی الزیدان کلاھما والھندان کلتاھما صنف دوم مختص بجمع وجاءنی القوم اجمعون واکتعون وابتعون وابصعون بدانکہ اکتع وابتع وابصع اتباع اند باجمع پس بدون اجمع ومقدم باجمع نباشند سوم بدل واوتابعی ست کہ مقصود بنسبت او باشد

ترجمہ. عین کو بھی نفس پر قیاس کرو اور جاء الزیدان کلاھما والھندان کلتاھما اور کلا کلتا تثنیہ کے ساتھ خاص ہیں اور جاء القوم کلھم اجمعون اکتعون ابتعون ابصعون. جاننا چاہئے کہ اکتع ابتع ابصع اجمع کے تابعدار ہیں لہذا بدون اجمع کے مستعمل نہیں ہوتے اور اجمع پر مقدم بھی نہیں ہوتے. تیسری قسم بدل ہے وہ تابع ہے کہ مقصود نسبت سے وہی ہوتا ہے

تشریح قولہ کلا وکلتا. یہ دونوں کلمے تثنیہ کی تاکید کے لئے آتے ہیں مذکر کے لئے کلا اور مؤنث کے لئے کلتا. جیسے جاءنی الزیدان کلاھما (دونوں زید میرے پاس آئے) جاءتنی الھندان کلتاھما (دونوں ہندہ میرے پاس آئی)

قولہ کُل. یہ لفظ جمع اور مفرد دونوں کی تاکید کے لئے مستعمل ہوتا ہے تثنیہ کی تاکید کے لئے نہیں. لفظ کل عموماً ضمیر کی طرف اضافت ہوکر آتا ہے اور اس ضمیر کا مرجع متبوع ہوتا ہے. اس کے مطابق یہ ضمیر لائی جاتی ہے. جیسے قرأت القرآن کُلَّہٗ. اشتریت الامۃ کُلَّھا. سجد الملائکۃ کُلُّھم. ذھبت النساء کلھُنّ

قولہ اجمع اکتع ابتع ابصع الخ یہ کلمات واحد اور جمع دونوں کی تاکید معنوی کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں. اور متبوع کے مطابق اس کے صیغے لائے جاتے ہیں ذھبت النساء جمع کتع بصع وغیرہ. **ف** یاد رکھو کہ کل. اجمع. اکتع. ابتع. ابصع. سے تاکید ایسے اشیاء کی درست ہے جن کے اجزاء ہوں اور ان کو الگ الگ کیا جاسکتا ہو. خواہ حقیقۃً خواہ حکماً جیسے اشتریت البقرۃ کلھا. بعت الامۃ جمعاء کتعاء بصعاء. وغیرہ. **قولہ** بدانکہ اکتع. ابتع. ابصع الخ مراد یہ ہے کہ یہ تینوں کلمے اجمع کے تابع ہیں کیونکہ اجمع. جمعیت کے معنے پر دلالت واضحہ کرتا ہے. اس لئے یہ کلمات بغیر اجمع کے مستعمل نہیں ہوتے اور جب اجمع کے ہمراہ ہوں تو اس پر ان کلمات کی تقدیم درست نہیں ہے بلکہ ہمیشہ اجمع کے بعد ہی لائے جائیں گے. **قولہ** بدل واو تابعی ست. بدل اس تابع کو کہتے ہیں جو کلام میں مقصود ہوتا ہے اور متبوع کا ذکر بطور تمہید کے ہوا کرتا ہے. اور اقسام توابع میں متبوع مقصود ہوا کرتا ہے تابع مقصود نہیں ہوتا.

قولہ مقصود بہ نسبت او باشد. اس قید سے تمام توابع بدل کی تعریف سے خارج ہو گئے کیونکہ تابع تاکید اور عطف بیان میں مقصود فقط متبوع ہوتا ہے.

اسی طرح تابع معطوف بحرف بھی خارج ہو گیا کیونکہ معطوف بحرف اور معطوف علیہ دونوں نسبت میں مقصود ہوا کرتے ہیں. خوب سمجھ لو.

وبدل بر چہار قسم ست بدل الکل وبدل الاشتمال وبدل الغلط وبدل البعض بدل الکل آن ست کہ مدلولش مدلول مبدل منہ باشد چوں جَاءَنِی زَیْدٌ اَخُوكَ وبدل البعض آن ست کہ مدلولش جزو مبدل منہ باشد چوں ضُرِبَ زَیْدٌ رَأْسُہٗ وبدل الاشتمال آن ست کہ مدلولش متعلق بمبدل منہ باشد چوں سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ

ترجمہ۔ بدل کی چار قسمیں ہیں۔ بدل کل۔ بدل اشتمال۔ بدل غلط۔ بدل بعض۔ بدل کل وہ ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا کل ہو۔ جیسے جاءنی زید اخوک۔ اور بدل بعض وہ ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ کا جزو ہو جیسے ضُرِبَ زیدٌ رأسُہٗ۔ اور بدل اشتمال وہ ہے کہ اس کا مدلول مبدل منہ سے متعلق ہوتا ہے جیسے سُلِبَ زیدٌ ثوبُہٗ۔

تشریح۔ قولہ۔ بدل الکل آن ست الخ بدل الکل وہ بدل ہے جس میں بدل کا مصداق بعینہ مبدل منہ کا مصداق ہوتا ہے جیسے جاءنی زید اخوک اس جملہ میں مقصود بالذکر اخوک ہے اور زید کا تذکرہ بطور تمہید کے ہے اور اخوک اور زید کا مصداق ایک ہے

(ترکیب مثال) جاء فعل۔ ن وقایہ۔ یای متکلم مشابہ مفعول بہ۔ زید مبدل منہ۔ اخوک مرکب اضافی بدل الکل۔ مبدل منہ اور بدل جاء کا فاعل۔ فعل۔ فاعل اور مشابہ مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قولہ بدل البعض آن ست۔ بدل کی دوسری قسم بدل البعض ہے اس میں مبدل منہ کل اور بدل اس کا جزو ہوتا ہے اور مقصود بالذکر بدل ہوتا ہے جیسے ضُرِبَ خَالِدٌ وَجْهُہٗ اس میں ضرب کی نسبت اگرچہ خالد کی طرف اولاً کی گئی ہے لیکن مقصود ضرب کی نسبت وجہ کی طرف ہے لہٰذا اس کو بدل البعض کہا گیا کیونکہ وجہ خالد کا کل نہیں ہے بلکہ بعض ہے۔ ترکیب مثال ظاہر ہے۔

قولہ بدل الاشتمال آن ست۔ بدل کی تیسری قسم بدل اشتمال ہے کہ اس میں بدل مبدل منہ کا نہ کل ہوتا ہے نہ جزو بلکہ مبدل منہ سے متعلق چیز ہوتی ہے۔ جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ اس میں مقصود بالذکر ثوبہ ہے اور زید کا تذکرہ بغرض تمہید کے ہے۔ (ترجمہ) زید کے کپڑے چھین لئے گئے۔

اور ثوب زید کا نہ جزو ہے نہ کل۔ بلکہ زید سے ایک متعلق شئے ہے لہٰذا ثوبہ بدل الاشتمال ہے۔ (ترکیب مثال) سُلِبَ واحد مذکر غائب۔ زیدٌ مبدل منہ۔ ثوبہ مرکب اضافی بدل بدل اور مبدل منہ ملکر نائب فاعل فعل با نائب فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ف۔ چونکہ بدل پر مبدل منہ مشتمل ہوتا ہے اس لئے اس کو بدل الاشتمال کہتے ہیں۔ جیسے زید۔ ثوب پر مشتمل تھا لہٰذا ثوب کو بدل الاشتمال کہا گیا۔

یاد رکھو کہ بدل کی یہ تینوں اقسام اُدبا ر بلغار کے کلام میں رائج ہیں، اور مختلف

وبدل الغلط آن ست کہ بعد از غلط بلفظے دیگر یاد کنند چوں مررت برجل حمارِ چہارم عطف بحرف واد تابعی ست کہ مقصود باشد بہ نسبت با متبوعش بعد از حرف عطف چوں جاءنی زیدٌ وعمروٌ۔

ترجمہ:۔ اور بدل غلط وہ ہے کہ غلطی کے بعد دوسرے لفظ سے بیان کریں جیسے مررت برجلٍ حمارٍ۔ چوتھی قسم عطف بحرف ہے اور یہ وہ تابع ہے کہ اپنے متبوع کے ساتھ مقصود نسبت سے ہوتا ہے حروف عطف کے بعد جیسے جاءنی زیدٌ وعمروٌ۔

فوائد مبدل منہ اور بدل کے ذکر کرنے سے مطلوب ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ان کو کلام میں ذکر کیا جاتا ہے۔ جن کی تفصیل علم معانی میں انشاء اللہ آپ پڑھ لیں گے۔

قولہ بدل الغلط آن ست الخ بدل غلط اس بدل کا لقب ہے جو کہ مبدل منہ سے کوئی تعلق نہ رکھتا ہو غلطی سے متکلم نے مبدل منہ کو بولا اور فوراً جب غلطی کا احساس ہوا تو بدل الغلط سے اس غلطی کا ازالہ کرنا چاہتا ہے جیسے مررت برجلٍ حمارٍ (میں ایک شخص کے پاس سے گذرا نہیں) بلکہ گدھے کے پاس سے) دیکھو متکلم نے غلطی سے برجل کہا تھا جب تنبہ ہوا تو فوراً حمار سے اس غلطی کا ازالہ کر دیا۔

چونکہ اس بدل میں غلطی کا ازالہ ہوتا ہے اس لئے اس کا نام بدل الغلط رکھا۔ اور چونکہ یہ بدل منہ متکلم کی غلطی پر تنبہ کرتا ہے اس لئے اس کا استعمال اہل بلاغت کے کلام میں نہیں ہوتا۔

قولہ چہارم عطف بحرف الخ تابع معطوف بحرف وہ تابع ہے جو کلام میں مقصود ہوا کرتا ہے اور اس کا متبوع بھی مقصود بالنسبت ہوا کرتا ہے۔ اور تابع اور متبوع کے درمیان حرف عطف ہوا کرتا ہے۔

قولہ مقصود باشد بنسبت با متبوعش۔ یاد رکھو کہ مقصود بنسبت کی قید سے تابع تاکید اور عطف بیان سے احتراز ہو گیا کیونکہ وہ مقصود نہیں ہوتے ہیں اور با متبوعش کی قید سے تابع بدل خارج ہو گیا کیونکہ بدل تابع تو مقصود ہوتا ہے لیکن اس کا متبوع مقصود نہیں ہوتا۔ تابع عطف بحرف کا متبوع حرف عطف سے مقدم ہوتا ہے اور تابع معطوف ہمیشہ حرف عطف کے بعد آیا کرتا ہے۔

قولہ چوں جاءنی زیدٌ وعمروٌ (میرے پاس زید اور عمرو آیا) اس مثال میں نسبت سے تابع اور متبوع دونوں مقصود ہیں کیونکہ مجیٔ (آنے) کے حکم میں دونوں شریک ہیں۔ (ترکیب مثال) جاء۔ فعل۔ ن وقایہ۔ یائے متکلم مشابہ

وحروف عطف دہ است در فصل سوم یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ واو را عطف نسق نیز گویند پنجم عطف بیان واو تابعی ست غیر صفت کہ متبوع را روشن گرداند چوں اقسم باللہ ابو حفص عمر و فقیلہ العلم لمشہور تر باشد

ترجمہ۔ اور حروف عطف دس ہیں۔ تیسری فصل میں انشاء اللہ بیان کریں گے اور اس کو عطف نسق بھی کہتے ہیں۔ پانچویں قسم عطف بیان ہے اور وہ تابع ہے غیر صفت کہ متبوع کے حال کو روشن کرتا ہے جیسے اقسم باللہ ابو حفص عمر اس وقت کہ علم کے ساتھ زیادہ مشہور ہو

مفعول بہ۔ زید۔ معطوف علیہ۔ واو حرف عطف۔ عمرو۔ معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تشریح۔ قولہ۔ وحروف عطف دہ است الخ حروف عطف کا بیان آئندہ آئے گا۔ لیکن یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ عطف مصدر ہے اس کے معنے ہیں جھکانا، مائل کرنا۔ چونکہ ان حروف کے ذریعے ایک اسم کو دوسرے اسم کے ساتھ حکم میں شریک کیا جاتا ہے اس لئے ان حروف کو حروف عطف کہا جاتا ہے اور یہ حروف کل دس ہیں ان کا دوسرا نام حروف نسق بھی ہے۔ نسق کے معنے ترتیب دینا ہے۔ چونکہ ان حروف کے ذریعے سے کلام میں ترتیب قائم ہوتی ہے اس لئے یہ حروف نسق کہلاتے ہیں۔

قولہ عطف بیان واو تابعی ست الخ۔ عطف بیان وہ تابع کہلاتا ہے جو کہ اپنے متبوع کی وضاحت کیا کرتا ہے اس لئے اس تابع کے لئے شرط ہے کہ متبوع سے زیادہ مشہور اور واضح ہو کیونکہ اگر وہ متبوع سے خفی ہوگا تو کیسے وضاحت کرے گا۔

قولہ چوں اقسم باللہ ابو حفص عمرؓ۔ (ابو حفص عمرؓ نے خدا کی قسم کھائی) اس میں عمرؓ عطف بیان ہے کیونکہ عمر زیادہ مشہور ہے اور کنیت ابو حفص اس درجہ شہرت نہیں رکھتی ہے۔

صاحب نحو میر نے جو مثال عطف بیان کی بیان فرمائی ہے یہ ایک اعرابی کے اشعار میں سے ایک مصرعہ ہے۔

واقعہ یہ پیش آیا کہ اعرابی نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ میری اونٹنی کی پشت زخمی ناقابل سواری ہے اس لئے سواری کے لئے اونٹنی دلوا دیجئے۔

حضرت عمرؓ نے کسی تحقیق کی بنا پر اس کے جھوٹے ہونے کا یقین فرما کر اعرابی کے جھوٹے ہونے پر قسم کھالی۔

اس اعرابی کو یہ بات نہایت ناگوار ہوئی اس نے اشعار میں اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔

آخری مصرعہ اس اعرابی کے اشعار کا یہ تھا۔ اغفرلہ اللّٰھم ان کان فجر (خدایا اگر

وَجَاءَنِیْ زَیْدٌ اَبُوْ عَمْرٍو وَ قَدْ کَانَتْ کُنْیَتُہٗ مَشْہُوْرَۃً

ترجمہ۔ اور جاء نی زید ابو عمرو اس وقت بولا جائے جبکہ زید کی کنیت زیادہ مشہور ہو

انھوں نے جھوٹی قسم کھائی ہو تو ان کو بخشدے)

اتفاق سے جب یہ اعرابی یہ اشعار جنگل میں پڑھ رہا تھا تو فاروق اعظم بھی جنگل میں تھے اس کا کلام سن کر بہت متأثر ہوئے اور اعرابی کو زادراہ اور ایک اونٹ عطا فرمایا۔

(ترکیب مثال) اَقْسَمَ فعل۔ بِاللّٰہِ جار مجرور متعلق فعل۔ ابو حفص معطوف علیہ مبین۔ عمر تابع عطف بیان مبین اپنے بیان سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تشریح قولہ جاءنی زید ابو عمرو۔ اس مثال میں کنیت عطف بیان ہے بخلاف ابو حفص عمر کے وہاں علم عطف بیان تھا مقصد مثال المصنف تشریح مصنف کا اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ تابع عطف بیان میں یہ قید نہیں کہ وہ علم ہی ہو بلکہ وہ کنیت بھی ہو سکتی ہے کیونکہ عطف بیان کا اس پر ہے کہ زیادہ مشہور ہو تو اگر کسی کی کنیت علم سے زیادہ مشہور ہو تو وہ بھی عطف بیان بن سکتا ہے۔ (ترکیب مثال) جاء فعل ن وقایہ یائے متکلم مشابہ مفعول بہ زید معطوف علیہ مبین۔ ابو عمرو مرکب اضافی عطف بیان۔ مبین اپنے بیان سے مل کر فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ف تابع عطف بیان کا استعمال ایسے اشخاص کے نام اور کنیتوں کے بارے میں ہوتا ہے کہ ایک مشہور ہو اور دوسرا غیر مشہور تو غیر مشہور کو متبوع اور مشہور کو تابع عطف بیان بنایا کرتے ہیں۔

مشقی سوالات

ذیل کی مثالوں میں تابع کی قسمیں بتاؤ، تاکید و بدل کی قسمیں بھی بیان کرو اور صفت و موصوف میں بتاؤ کہ دس چیزوں میں کس کس چیز میں موافقت ہے۔ ہر مثال کی ترکیب سمجھ کر تحریر کرو۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا۔ ھٰذَا الرَّجُلُ عَالِمٌ اَبُوْہُ۔ سَجَدَ الْمَلٰئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ۔ قَالَ مُوْسٰی لِاَخِیْہِ ھٰرُوْنَ۔ اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَعْجَبَنِیْ زَیْدٌ مَالُہٗ۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْہِ۔ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبَّاسٍ ابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اُذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ۔ سَیِّدَۃُ النِّسَاءِ فَاطِمَۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ سَیِّدُ الشُّھَدَاءِ حَمْزَۃُ عَمُّہٗ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ سَیْفُ اللّٰہِ کَانَ عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَیْنِ۔ خَتَنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ وَاذْکُرْ

فصل دوم ۔ در بیان منصرف و غیر منصرف۔ منصرف آن ست کہ ہیچ سبب از اسباب منع صرف درو نہ باشد و غیر منصرف آن ست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد و اسباب منع صرف نہ است عدل و وصف و تانیث و معرفہ و عجمہ و جمع و ترکیب و وزن فعل و الف و نون مزیدتان چنانچہ در عُمَر عدل ست و علم و در ثُلٰث و مَثْلَث صفت ست و عدل و در طلحہ تانیث ست و علم و در زینب تانیث معنوی ست و علم و در حبلیٰ تانیث ست بالف مقصورہ و در حمراء تانیث ست بالف ممدودہ و ایں ہر دو بجائے دو سبب ست و در ابراہیم عجمہ است و علم و در مساجد و مصابیح جمع منتہی الجموع و ایں بجائے دو سبب ست و در بعلبک ترکیب ست و علم و در احمد وزن فعل ست و علم و در سکران الف و نون زائدتان ست و وصف و در عثمان الف و نون زائدتان ست و علم و تحقیق غیر منصرف از کتب دیگر معلوم شود +

ترجمہ ۔ دوسری فصل منصرف اور غیر منصرف کے بیان میں۔ منصرف وہ ہے کہ کوئی سبب اسباب منع صرف میں سے اس میں نہ پائے جائیں۔ اور غیر منصرف وہ ہے کہ دو سبب اسباب منع صرف میں سے اس میں پائے جائیں اور اسباب منع صرف نو ہیں۔ عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزن فعل اور الف و نون زائدتان۔ چنانچہ عمر میں عدل ہے اور علم اور ثلث و مثلث میں وصف ہے اور عدل طلحہ میں تانیث لفظی ہے اور علم زینب میں تانیث معنوی ہے اور علم حبلیٰ میں تانیث ہے الف مقصورہ کے ساتھ اور حمراء میں تانیث ہے الف ممدودہ کے ساتھ اور یہ تانیث دو سبب کے قائم مقام ہے۔ ابراہیم میں عجمہ ہے اور علم اور مساجد و مصابیح میں جمع منتہی الجموع ہے جو قائم مقام دو سبب کے ہے اور بعلبک میں ترکیب ہے، اور علم احمد میں وزن فعل ہے اور علم سکران میں الف و نون زائدتان ہیں اور وصف عثمان میں الف و نون زائدتان ہیں اور علم غیر منصرف کی مکمل تحقیق دوسری کتابوں سے معلوم ہو جائے گی۔

عِبَادَنَا اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ۔ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيْمَ۔ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَانِي الْخُلَفَاءِ۔

تشریح۔ قولہ غیر منصرف ۔ اسم متمکن کے بیان میں غیر منصرف کے متعلق مبتدی کے فہم کے مطابق تفصیل بیان کی جا چکی۔ اس لئے یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں مزید تفصیل نحو کی اعلیٰ کتابوں میں مل سکتی ہے۔

ف ۔ غیر منصرف کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ اسم معرب کے لئے اصل یہ ہے کہ اس پر تینوں حرکتیں رفع، نصب، جر اور تنوین آئے اسی بنا پر اس کو متمکن کہتے ہیں (متمکن اسم فاعل بمعنے جگہ دینے والا) چونکہ اسم معرب اعراب اور تنوین کو قبول کرتا ہے اس لئے اس کو اسم متمکن بھی کہتے ہیں۔ لیکن کچھ اسماء کلام عرب میں ایسے پائے گئے ہیں کہ جن اسماء پر تنوین داخل نہیں ہوتی اور ان پر کسرہ بھی استعمال نہیں ہوتا۔ اور چونکہ یہ بات بنیادی طور سے تسلیم کی گئی ہے کہ زبان قواعد کے تابع نہیں ہوا کرتی بلکہ قواعد زبان کے تابع وضع کئے جاتے ہیں اس لئے علمائے نحو نے ان اسماء کو جن پر تنوین اور زیر کلام عرب

فصل سوم۔ در حروف غیر عاملہ وآں شانزدہ قسم ست۔ اول حروف تنبیہ وآں سہ است اَلَا واَمَا وھَا۔ دوم حروف ایجاب وآں شش ست۔ نَعَم۔

ترجمہ۔ تیسری فصل حروف غیر عاملہ کے بیان میں۔ ان کی سولہ قسمیں ہیں۔ اول حروف تنبیہ ہیں وہ تین ہیں اَلَا۔ اَمَا۔ ھَا۔ دوسرے حروف ایجاب ہیں اور وہ چھ ہیں۔ نَعَم۔

میں استعمال نہیں ہوتا یہ قاعدہ ایجاد کیا کہ اسم معرب کی دو قسمیں ہیں۔ منصرف اور غیر منصرف۔ منصرف وہ ہے جس پر رفع نصب جر اور تنوین آئے جیسے زید وغیرہ۔ غیر منصرف وہ اسم معرب ہے کہ جس پر رفع نصب تو آئے مگر نہ جر آئے اور نہ تنوین۔ غیر منصرف کی تعیین کرنے کے لئے یہ قاعدہ وضع کیا کہ غیر منصرف ہونے کے لئے نو اسباب ہیں۔ ان میں سے دو سبب یا ایک سبب جو قائم مقام دو سبب کے ہو کسی اسم میں پایا جائے گا تو اس کو غیر منصرف کہیں گے چنانچہ اسی مقصد کے لئے یہ فصل بیان کی گئی ہے۔

مشقی سوالات

مندرجہ ذیل امثلہ میں اسم غیر منصرف بتاؤ اور اس کے اسباب بھی لکھو۔ نیز ترکیب بھی تحریر کرو۔

اِنَّ ابراھیم کَانَ اُمَّۃً۔ واذکر فی الکتاب اسمٰعیل۔ جاء سلیمان۔ اسمہ احمد۔ ھذہٖ بقرۃ صفراء۔ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی وثُلٰثَ ورُبٰعَ۔ یعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل۔ جاء زیدٌ عطشان۔ لبس زیدٌ سراویل۔ جاء اخوۃ یوسف۔ اَلْبَسْتُنَا یہ حلل الحُور ذاتُ بَھْجَۃ۔ جَعَل نھارا واسیٰ۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا۔ یٰاَھْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ۔

تشریح۔ فصل سوم میں ان حروف کا بیان ہے جو لفظوں میں عمل نہیں کرتے اور کسی خاص معنی کے لئے وضع کئے گئے ہیں ایسے لفظوں کی بہت تعداد ہے۔ علماء نحو نے ان کو سولہ قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

قولہ حروف تنبیہ۔ جو حروف مخاطب کو متنبہ کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں ان کو حروف تنبیہ کہتے ہیں ان کے استعمال سے غرض یہ ہوتی ہے کہ مخاطب کی توجہ تام متکلم کے کلام کی طرف ہو جائے۔ اس لئے یہ حروف جملے کے شروع میں آتے ہیں۔ اور یہ حروف تین ہیں اول اَلَا جیسے قرآن کریم میں ہے اَلَا اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ۔ یہ جملہ اسمیہ کی مثال ہے۔ دوم اَمَا جیسے اَمَا لَا تَضْرِبُ وغیرہ۔ سوم ھَا۔ جیسے ھٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔

قولہ حروف ایجاب۔ جن حروف سے کسی شئے کا اقرار مقصود ہو تو ان کو حروف ایجاب کہا جاتا ہے وہ چھ ہیں۔ ایجاب مصدر بمعنے ثابت کرنا۔

قولہ نَعَم۔ بمعنے ہاں۔ یہ کلام سابق کے اثبات کے لئے آتا ہے اس لئے اگر کلام سابق مثبت ہے تو نعم

بلیٰ واجل ای وجیر وانّ سوم حروف تفسیر وآں دو است ای وان کقولہ تعالیٰ ونادیناہ ان یا ابراہیم

ترجمہ: بلیٰ، اجل، ای، جیر اور انّ۔ تیسری قسم حروف تفسیر ہیں اور وہ دو ہیں اَیْ اور اَنْ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ونادیناہ ان یا ابراہیم

ہے اس کا ثبوت کیا جائے گا اور اگر منفی ہے تو نعم سے اس نفی کا استحکام ہوگا چنانچہ الم تضرب زیداً؟

کے جواب میں نعم کہنے سے ... کا اثبات مطلوب ہوگا اور اگر ... کے بعد نعم کہنے سے نفی ضرب کی تاکید

تشریح قولہ بلیٰ۔ (کیوں نہیں) یہ لفظ کلام منفی کے جواب میں آتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ کلام منفی کی نفی کو رد کرے اور اس کو مثبت بنائے جیسے اما نصر خالدٌ کے جواب میں بلیٰ کہنے سے نصرت خالد کا اثبات ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ خالد نے واقعی نصرت کی ہے چنانچہ قرآن کریم میں الست بربکم (کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں) اس کے جواب میں بلیٰ ہے جس کے معنے ہیں (کیوں نہیں بیشک آپ ہمارے پروردگار ہیں) تو لفظ بلیٰ کے بعد جملہ انت ربنا مکنون ہے۔

قولہ اِیْ۔ بکسر ہمزہ (ہاں) یہ کلام سابق کو ثابت کرنے کے لئے استفہام کے جواب میں آتا ہے ای کے بعد جملہ قسمیہ بطور تاکید کے واقع ہوتا ہے جیسے ھل رجعت من المدینۃ الیوم اس کے جواب میں کہے ای واللّٰہ۔

قولہ اجل جیر وانّ۔ یہ حروف جملہ خبریہ کے شروع میں تاکید اور تصدیق خبر کے لئے آتے ہیں۔ مثلاً کسی نے کہا ھل نجح شاہدٌ فی الامتحان۔ اس کے جواب میں کہے اجل یا جیر تو مطلب یہ ہوگا کہ واقعی شاہد امتحان میں کامیاب ہوگیا۔

قولہ حروف تفسیر۔ جو حروف ایسے کلام کے شروع میں آتے ہیں جو کسی ابہام کو دور کرے یا اجمال کی توضیح کرے وہ دو حرف ہیں۔ اول اَیْ بفتح ہمزہ بمعنے (یعنی) یہ حرف مبہم چیز کی تشریح کرتا ہے کبھی تشریح مفرد کی کرتا ہے جیسے جاء فی ابو التراب ای علی رضی اللہ عنہ۔ اور کبھی جملہ کی تشریح کرتا ہے جیسے سُقِطَ فی یدیہ ای ندم۔ دوم اَنْ بمعنے (کہ) یہ ایسے فعل کی تفسیر کے موقع میں استعمال کرتے ہیں جو کہ قول کے معنے میں ہو جیسے ناديناه ان یا ابراہیم یہاں پر نادیناہ قلنا کے ہم معنے ہے اس لئے اس کی تفسیر میں اَنْ آیا ہے۔

مگر یاد رکھو کہ قول کے بعد اَنْ تفسیر کے لئے نہیں آتا۔

چہارم حروف مصدریہ و آں سہ است ما و اَن و اَنَّ۔ ما و اَن در فعل روند تا فعل بمعنی مصدر باشد۔ پنجم حروف تحضیض و آں چہار است اَلاّ و ہلّا و لولا و لوما۔ ششم حرف توقع و آں قد است۔

ترجمہ: چوتھے حروف مصدریہ اور وہ تین ہیں، ما، اَن اور اَنَّ۔ ما اور اَن فعل پر داخل ہوتے ہیں تاکہ فعل کے معنی مصدر کے ہو جائیں۔ پانچویں حروف تحضیض ہیں اور وہ چار ہیں اَلاّ و ہلّا و لولا اور لوما۔ چھٹے حرف توقع اور وہ قد ہے۔

پکارا آجا اور دیکھو کہ اَن (یعنی نے مصدر لایا کہ آجا) کہنا صحیح ہوگا کیونکہ تانیث اور تذکیر افعال میں ہوتی ہے کے معنی میں ہے۔

تشریح۔ قولہ حروف مصدریہ یعنی وہ حروف جو مصدر کے معنٰی میں فعل کو کر دیتے ہیں یا اسم کو۔ ان کا لقب حروف مصدریہ ہے وہ تین ہیں۔ دو فعل کو مصدر کے معنٰی میں کرتے ہیں وہ ما اور اَن بفتح ہمزہ ہے جیسے اعجبنی اَن یخرج زید۔ دیکھو اَن یخرج معنٰی میں مصدر ہو کر اعجب کا فاعل ہے اور مراد عبارت یہ ہے اعجبنی خروج زید۔ اور تیسرا حرف اَنَّ بفتح ہمزہ اور تشدید نون ہے۔ یہ جملہ اسمیہ کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے جیسے اضحکنی انک ناعس یہاں پر اَنَّ نے جملہ اسمیہ کو مصدر کے معنٰی میں کر دیا مراد ہے اضحکنی نعاسک۔ نعاس بمعنے اونگھنا۔ اور نعاسک اضحک کا فاعل ہے۔

قولہ حروف تحضیض۔ جو حروف مخاطب ملامت و توبیخ یا ترغیب و تشویق کے لئے جملوں کے شروع میں لائے جاتے ہیں ان کو حروف تحضیض کہتے ہیں۔ یہ چار ہیں۔ یاد رکھو کہ جب یہ حروف فعل ماضی پر داخل ہوتے ہیں تو ملامت اور توبیخ کا فائدہ دیتے ہیں جیسے الا صلیت۔ اور جب فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں تو ترغیب اور شوق دلانے کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جیسے ہلا تؤمن باللہ العظیم فتدخل الجنۃ۔ لیکن دونوں صورتوں میں جملہ انشائیہ بن جاتا ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں خبر دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ انشائے توبیخ یا انشائے ترغیب ہوتی ہے۔

قولہ حرف توقع۔ توقع کے لئے صرف قد آتا ہے۔ قد جب کہ ماضی پر داخل ہو تب بھی توقع کے معنٰی دیتا ہے اور ماضی کو زمانۂ حال سے قریب کرتا ہے۔ اسی وجہ سے ماضی مع قد کا لقب ماضی قریب ہے۔

یاد رکھو کہ اگر مخاطب کو توقع نہ ہو تو قد صرف تحقیق و تقریب کے لئے معنے دے گا اور جب قد مضارع پر داخل ہوتا ہے تو تقلیل کے لئے آتا ہے جیسے الکذوب قد یصدق

برائے تحقیق در ماضی و برائے تقریب ماضی بحال و در مضارع برائے تقلیل ہفتم حروف استفہام وآں سہ است ما و ہمزہ و ہل ہشتم حرف ردع وآں کلا است بمعنی باز گردانید و بمعنی حقا نیز آمدہ است چوں کلا سوف تعلمون نہم تنوین وآں پنج ست تمکن چوں زیدٌ و تنکیر چوں صہٍ ای اسکت سکوتاً ما فی وقت ما

ترجمہ (قد) تحقیق کے لئے ماضی میں اور ماضی کو حال سے قریب کرنے کے لئے اور وہ مضارع میں قلت کے معنی کے لئے مستعمل ہوا کرتا ہے ساتویں حروف استفہام اور وہ تین ہیں ما و ہمزہ اور ہل آٹھویں حرف ردع اور وہ کلا ہے جو ٹالنے اور روکنے کے معنے میں اور حقا کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے جیسے کلا سوف تعلمون نویں تنوین اور اس کی پانچ قسمیں ہیں تنوین تمکن جیسے زیدٌ اور تنوین تنکیر جیسے صہٍ یعنی اسکت سکوتاً ما فی وقت ما (تو کسی وقت تو تھوڑا سا چپ رہ)۔

(جھوٹا آدمی بھی کبھی سچ بولتا ہے) اور کبھی اس صورت میں وہ قد تحقیق کے لئے آتا ہے جیسے قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم۔ (تحقیق جانتے ہیں حق تعالیٰ ان لوگوں کو جو کہ چپکے سے مجلس سے چلے جاتے ہیں۔

تشریح قولہ۔ حروف استفہام۔ جو حروف استفسار اور تحقیق حال کے لئے جملے کے شروع میں آتے ہیں ان کو حروف استفہام کہتے ہیں اور وہ صرف تین ۳ ہیں یہ سب حروف جملوں کے شروع میں آتے ہیں۔ اور ان کے داخل ہونے کی وجہ سے وہ جملے انشائیہ بن جاتے ہیں۔ ان حروف سے علاوہ استفہام کے زجر و توبیخ بھی مطلوب ہوتا ہے۔ تفصیل بڑی کتابوں میں ملاحظہ کروگے۔

قولہ حرف ردع۔ ردع کے معنے جھڑکنا۔ اصطلاح میں وہ حروف ردع کہلاتے ہیں جن سے متکلم کی غرض مخاطب کو دھمکانا ہو۔ یہ لفظ جملہ کے شروع میں آتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے کلا لئن لم ینتہ۔ الآیۃ۔ اور کبھی حقا کے معنی میں آتا ہے جیسے کلا سوف تعلمون (یقیناً تم لوگ عنقریب جان لوگے)۔

قولہ تنوین۔ اصطلاح نحو میں اس نون کو کہا جاتا ہے جو کسی کلمہ کے آخر میں حرکت کے بعد آتا ہے اور اس سے فعل کی تاکید مطلوب نہیں ہوتی ہے یہ نون دو زبر دو زیر دو پیش سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ البتہ حالت نصبی میں اس کے بعد ایک ہمزہ بھی لکھکر اس پر دو زبر لگائے جاتے ہیں جیسے غفوراً۔ رحیماً وغیرہ۔

قولہ تمکن۔ جس تنوین سے اسم کا منصرف ہونا ظاہر کیا جائے اس کو تنوین تمکن کہتے ہیں جیسے محمدٌ۔

قولہ تنکیر۔ وہ تنوین جس سے کلمہ کا نکرہ ہونا ظاہر کیا جائے۔ یہ تنوین فقط اسمائے افعال میں لگتی ہے اور تمام اسمائے افعال میں نہیں۔ بلکہ جن میں اہل عرب سے سُنا گیا ہو جیسے صہٍ

اما صَہٗ بغیر تنوین فمعناہ اُسکُتِ السّکوت الآن وعوض چوں یومئذٍ ومقابلہ چوں مُسلماتٌ وترنم کہ در آخر ابیات باشد شعراً اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالعِتَابَنْ ٭ وقُولِی اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ ۔ وتنوین ترنم در اسم وفعل وحرف رود اما چہار اولین خاص ست باسم

ترجمہ۔ لیکن صَہٗ بغیر تنوین کے اس کے معنی اسکت السکوت الآن (تو اس وقت چپ رہ) اور تنوین عوض جیسے یومئذٍ۔ تنوین مقابلہ جیسے مسلماتٌ۔ تنوین ترنم کہ اشعار کے آخر میں ہوتی ہے جیسے شعر اقلی اللوم عاذل والعتابن ٭ وقولی ان اصبت لقد اصابن اور تنوین ترنم اسم وفعل اور حرف تینوں میں لگتی ہے اور پہلی چار قسم کی تنوین اسم ہی کے ساتھ خاص ہے۔

کے معنے ہیں (کسی وقت تو چپ رہ) یہ تنوین تنکیر ہے اور اگر اس تنوین کو حذف کردیں تو معرفہ ہوگا چنانچہ عرب بولتے ہیں صَہ اس کے معنے ہیں اُسکت السکوت الآن۔ یعنی اس وقت تو چپ رہ۔

تشریح قولہ۔ مقابلہ۔ یہ وہ تنوین ہے جو کہ جمع مؤنث سالم پر داخل ہوتی ہے جیسے مسلمات۔ مؤمنات وغیرہ۔ اس تنوین کو تنوین مقابلہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تنوین دراصل نون جمع کے مقابلہ میں لائی گئی ہے کیونکہ جمع مذکر سالم میں نون جمع اور الف آتا ہے اور جمع مؤنث سالم میں الف جمع اور تنوین آتی ہے اس لیے اس تنوین کو تنوین مقابلہ کہا جاتا ہے۔

قولہ ترنم

جو تنوین اشعار میں کلام کو مزین بنانے اور تحسین صوت کے لیے آتی ہے اس کو تنوین ترنم کہتے ہیں۔

جیسے قول شاعر ؎

اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالعِتَابَنْ ٭ وَقُولِی اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

کہ آخری الفاظ العتابن اور اصابن میں تنوین آرہی ہے کہ اصل میں العتاب اسم تھا اور اصابَ فعل ماضی تھا۔ اس تنوین سے شعر کا وزن درست ہوا اور ترنم کے لئے بھی موزوں ہوا۔

حل شعر۔ اَقِلِّی صیغہ واحد مؤنث حاضر بحث امر مصدر اقلال بمعنی کم کردینا۔ اللَّوم۔ ملامت۔ عاذل اصل میں یا عاذلۃ تھا۔ اسم فاعل مؤنث۔ مصدر عَذْلٌ۔ ملامت کرنا۔ اس میں منادیٰ کی ترخیم کرکے عاذل کیا گیا ہے حرف ندا کو حذف کردیا۔ عتابن۔ عتاب مصدر بمعنی غصہ۔ نون تنوین ترنم۔ قولی۔ صیغہ واحد مؤنث حاضر بحث امر۔ اس کا مصدر قول۔ اَصَبْتُ۔ فعل ماضی۔ اس کا مصدر اصابۃ ہے بمعنی کام کا درست کرنا۔ اصابن۔ اصاب فعل ماضی اس میں نون تنوین ترنم ہے۔ اس شعر کا ترجمہ یہ ہے۔ اے ملامت کرنے والی معشوقہ تو ملامت اور غصّہ کو کم کر اور اگر میں

دہم نون تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ وخفیفہ چوں اِضْرِبَنَّ اِضْرِبَنْ یازدہم حروف زیادت وآں ہشت حروف ست اِنْ واَنْ

ترجمہ۔ دسویں نون تاکید ہے جو کہ فعل مضارع کے آخر میں آتا ہے ثقیلہ ہو یا خفیفہ جیسے اضربَنَّ اور اِضْرِبَنْ۔ گیارھویں حروف زیادت۔ اور وہ آٹھ ہیں۔ اِنْ و اَنْ

کوئی ٹھیک کام کروں تو کہدے کہ واقعی تو نے یہ ٹھیک کیا یعنی میرے معاملہ میں انصاف سے کام لے۔ ہر کام پر خواہ مخواہ اعتراض مت کر۔ حاصل شعر یہ ہے کہ شاعر جریر بن عطیۃ تمیمی اپنی محبوبہ سے مؤدبانہ التجا کر رہا ہے کہ اے ملامت کرنے والی محبوبہ ذرا غصہ وعتاب کم کردے اور ہر بات پر اعتراض نہ کیا کر کسی بات کو تو مدح وستائش کے قابل سمجھ لے۔

ف پہلی چاروں تنوینیں اسم کے ساتھ مخصوص ہیں مگر یہ پانچویں تنوین جو ترنم کے لئے آتی ہے اسم، فعل اور حرف تینوں پر داخل ہوتی ہے۔

تشریح قولہ۔ نون تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ وخفیفہ الخ فعل مضارع کے آخر میں نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ لگایا جاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مضارع میں طلب کے معنے پائے جاتے ہوں اسی وجہ سے یہ نون تاکید فعل امر۔ نہی۔ میں داخل ہوتا ہے جیسے اضربن ولا تقتلن وغیرہ۔

اسی طرح اگر فعل مضارع بعد استفہام واقع ہو اس پر داخل ہوتا ہے اور جو مضارع بمعنے حال ہو اس میں یہ نون تاکید داخل نہیں ہوتا چونکہ فعل امر اور نہی فعل مضارع سے بنتے ہیں اسی وجہ سے غالباً اس بحث میں مصنف نے اُن کو بیان نہ کیا۔ نیز جو فعل مضارع قسم کے جواب میں آوے اُس کے ساتھ ہی نون تاکید آتا ہے۔

جیسے وَاللّٰہِ لَاضربنَّ زیداً تمنی کے بعد فعل مضارع کے آخر میں نون تاکید آتا ہے جیسے لیت زیداً یضربنَّ۔

اور عرض کے بعد بھی جیسے الا تنزلنّ بنا فتصیب خیراً۔

قولہ حروف زیادت الخ چونکہ یہ حروف کلام میں زیادہ ہوتے ہیں یعنی ان کو اگر حذف کر دیا جائے تو اصل معنی مقصود میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا اس لئے ان کو حروف زیادت کہا جاتا ہے لیکن ان حروف سے کلام کے منافع ضرور وابستہ ہوتے ہیں جیسے تحسین کلام تزئین عبارت اور استقامت وزن وغیرہ جن کا مفصل بیان علم بدیع میں مذکور ہے۔

قولہ اِنْ۔ بکسر ہمزہ وسکون نون۔ یہ عموماً ما۔ نافیہ کے ساتھ آیا کرتا ہے اور نفی کی تاکید کیا کرتا ہے جیسے مَا اِنْ رَأَیْتُ زَیْدًا آئی مَا رَأَیْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو نہیں دیکھا)۔

قولہ اَنْ۔ بفتح ہمزہ وسکون نون۔ یہ اکثر لمّا شرطیہ کے ساتھ آیا کرتا ہے جیسے فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ (تو جب خوشخبری

و مَا و لَا و مِن و کاف و با و لام چہار آخر در حروف جر یاد کردہ شد۔ دوازدہم حروف شرط و آں دو است امّا و لو امّا برائے تفسیر است و فا در جوابش لازم باشد کقولہ تعالیٰ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ

ترجمہ: و مَا و لَا و مِنْ و کاف و با و لام۔ ان چاروں آخری حروف کا حروف جر میں تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ بارھویں حروف شرط اور وہ دو ہیں اَمَّا اور لَو۔ امّا تفسیر کے لئے ہے اور فا اس کے جواب میں ضروری ہوتی ہے جیسے فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ۔

قولہ ما۔ یاد رکھو کہ ما زائدہ کلمات شرط کے بعد زائد آیا کرتا ہے جیسے مہما۔ تُصَلِّی اُصَلِّی اذا ما تصوم اصوم۔ اینما تنوم انوم وغیرہ۔

قولہ لا۔ یہ حرف نفی کے معنے بھی دیتا ہے اور زائد بھی آتا ہے۔ واو عاطفہ کے بعد اس کا زائد ہونا کثیر ہے جیسے ما عندی درہم ولا دینار۔ یاد رکھو کہ یہ لَا فعل اقسم مضارع متکلم سے قبل بھی زائد آتا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے متعدد جگہ لَا اُقْسِمُ آیا ہے اس میں علمائے نحو کی ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ یہ لَا زائدہ ہے۔ کما فی قولہ تعالیٰ لَا اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ۔

قولہ من و کاف و باو لام۔ یاد رکھو کہ یہ حروف جارہ ہیں۔ زائدہ ہونے کی صورت میں بھی اپنے مدخول اسم کو خبر دیتے ہیں۔ زائد ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ان کی معانی کلمات کے لحاظ سے کوئی حاجت نہیں۔ اور تحسین کلام اور دوسرے مقاصد کے پیش نظر ان حروف کو استعمال کیا جاتا ہے۔

حضرت مصنف کا ان کو حروف غیر عاملہ میں داخل کرنا بظاہر مسامحت ہے۔

یاد رکھو کہ یہ حروف کلام غیر موجب میں زائد آیا کرتے ہیں۔ اور کلام غیر موجب اس کو کہتے ہیں جس میں نفی۔ نہی یا استفہام ہو۔ جیسے ما رأیت مِنْ اَحَدٍ۔ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ۔ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَهٗ۔ هَلْ زَیْدٌ بِنَائِمٍ۔ رَدِفَ لَکُمْ۔

قولہ امّا۔ بفتح ہمزہ و تشدید میم۔ یہ حرف شرط کلام مجمل یا مبہم کے بعد بطور تفسیر و توضیح آیا کرتا ہے۔ اس کے بعد جو کلام ہوتا ہے اس سے کلام ماسبق کی وضاحت ہوا کرتی ہے۔ جیسے مصنف نے قرآن کریم سے مثال ذکر فرمائی ہے۔ فمنھم شقی و سعید۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ واما الذین سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ (ترجمہ) بعض ان میں سے بدنصیب اور بعض خوش نصیب ہیں پس جو بدنصیب ہیں وہ دوزخ میں ہوں گے اور جو خوش بخت ہیں وہ جنت میں ہوں گے۔ دیکھو۔ فمنھم شقی و سعید کی تفسیر فاما الذین شقوا الآیۃ اما الذین سعدوا الآیۃ سے کی گئی ہے۔

فَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ وَأَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ و لَوْ برائے انتفائے ثانی بسبب انتفائے اول چوں لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا

ترجمہ۔ فَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ وَأَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ۔ اور لو انتفائے ثانی کے لئے آتا ہے بوجہ انتفائے اول کے جیسے لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا

پہلے امّا کا جواب ففی النار ہے اس میں اصل عبارت یہ ہے فهم کائنون فی النار مبتدا کو قرینہ کی وجہ سے حذف کر دیا۔ اور دوسرے اَمّا کا جواب ففی الجنۃ ہے جس کی اصل عبارت فهم کائنون فی الجنۃ۔ یاد رکھو کہ اَمّا حمد و صلوٰۃ کے بعد جو خطبات کلام میں استعمال ہوتا ہے وہ یہ اَمّا شرطیہ نہیں ہے بلکہ دراصل وہ اَمّا حمد و صلوٰۃ کے بعد آغاز کلام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اس امّا کے بعد شرط نہیں لاتی اور بعض علمائے نحو کا مسلک یہ ہے کہ وہ بھی اَمّا شرطیہ اور شرط مقدر ہے اور جزا مذکور ہے جیسے امّا بعد فاقول کی اصل عبارت اس طرح بتاتے ہیں مهما یکن من شئ فاقول یہاں پر فاقول جزا ہے یکن من شئ شرط مقدر ہے واللہ اعلم بالصواب۔ **قولہ لو**۔ لو شرطیہ اس مقصد کے لئے آتا ہے کہ شرط چونکہ واقع نہیں ہوئی اس لئے جزا بھی واقع نہیں ہوئی۔ اور فعل مضارع کو ماضی کے معنی میں کر دیتا ہے بخلاف ان حرف شرط کے کہ فعل ماضی کو مضارع کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے لو تضرب اضرب کا اردو ترجمہ یہ ہے (اگر تو مارتا تو میں مارتا) لَو کا استعمال عموماً ایسے جملوں کے ساتھ ہوتا ہے کہ ان کا وقوع محال یا خلاف عادۃ ہو جیسے اِنْ کا تعلق عموماً ایسے جملوں سے ہوتا ہے جو کہ محتمل الوقوع ہیں۔ **قولہ** لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (اگر بالفرض آسمان و زمین میں چند معبود ہوتے تو یقیناً آسمان و زمین میں فساد برپا ہو جاتا)۔ دیکھو یہاں لو نے یہ بات بتائی کہ شرط یعنی چند معبود نہ ہونے کی بنا پر جزا کا وقوع یعنی فساد واقع نہیں ہوا۔ تو آیت کریمہ کا حاصل یہ ہوا کہ چند معبودوں کا ہونا فساد عالم کو مستلزم ہے۔ کیونکہ نظام عالم میں حسن انتظام اسی وقت رہ سکتا ہے جبکہ نظم ایک ہی ذات واجب الوجود حی قیوم کے ساتھ وابستہ ہو اور اگر ایسا نہ ہوتا تو عالم میں فسادات کا ظہور لازم ہوتا۔

ف۔ حروف شرط میں اِنْ بھی داخل ہے لیکن وہ بعض صورتوں میں عامل بھی ہوتا ہے۔ مگر مصنف نے یہاں اس کو ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ حرف شرط جبکہ شرط و جزا مضارع ہوں تو عامل ہوتا ہے جیسے اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ جن کا بیان مثالوں کے ضمن میں بارہا گذر چکا ہے اس لئے مزید تذکرہ کی ضرورت نہ تھی

سیزدہم لَوْلَا و او موضوع ست برائے انتفاعِ ثانی بسبب وجود اول چوں لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ چہاردہم لام مفتوحہ برائے تاکید چوں لَزَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو و پانزدہم ما بمعنے مادام چوں اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِیْرُ شانزدہم حروف عطف و آں دہ است

ترجمہ۔ تیرھویں لولا ہے اور وہ وضع کیا گیا ہے انتفاءِ ثانی کے لئے بوجہ شئ اول کے موجود ہونے کے جیسے لولا علی رض لہلک عمر
چودھویں لام مفتوحہ جو تاکید کے لئے مستعمل ہوتے ہیں جیسے لزید افضل من عمرو پندرھویں ما بمعنے مادام جیسے اقوم ما جلس الامیر سولھویں حروف عطف ہیں دس ہیں

تشریح۔ قولہ لولا۔ یہ بھی حروف شرط میں سے ہے اور اس کا استعمال اس مقصد کے لئے ہوا کرتا ہے کہ چونکہ شرط پائی گئی ہے اس لئے جزاء نہیں پائی گئی۔ یعنی شرط کا پایا جانا جزا کے نہ ہونے کو مستلزم ہے۔

قولہ چوں لولا علی الخ لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ (اگر حضرت علی رضہ نہ ہوتے تو حضرت عمر رضہ ہلاک ہو جاتے) اس مثال میں لولا نے یہ بتایا کہ چونکہ شرط (یعنی حضرت علی رض کا ہونا) متحقق ہے اس لئے جزاء (یعنی حضرت عمر رض کی ہلاکت) نہیں پائی گئی۔ ف۔ یہ جملہ شرطیہ حضرت عمر فاروق رض کا مقولہ ہے جبکہ آپ نے ایک حاملہ عورت کو زنا کے جرم میں رجم (سنگسار) کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا جب حضرت علی رض کو اس کی اطلاع ملی تو حضرت علی رضہ نے مخالفت فرمائی اور حضرت عمر کو یاد دلایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ حاملہ عورت کو وضع حمل سے پہلے سنگسار نہیں کیا جائیگا اس پر حضرت عمر رض کو تنبہ ہوا اور آپ نے نہایت اعتراف حق کے ساتھ یہ جملہ ارشاد فرمایا جس کا مقصد یہ تھا کہ حضرت علی رض کے وجود گرامی نے حضرت عمر رض کو ہلاکت دینی اور ایک اہم غلطی سے بچا لیا۔

قولہ۔ لام مفتوحہ۔ یہ لام مفتوحہ تاکید کے لئے جملہ اسمیہ کے شروع میں آیا کرتا ہے جیسے لمحمد افضل من جمیع الانبیاء۔ اور جملہ فعلیہ میں عموماً فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے جیسے

اِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ (تیرا پروردگار ضرور فیصلہ کرے گا ان کے درمیان)۔

قولہ ما۔ یہ ما فعل ناقص مادام کے ہم معنے ہوتا ہے اور عمل نہیں کرتا جیسے اقوم ما جلس الامیر میں ما معنے میں مادام کے ہے (ترجمہ مثال، کھڑا رہوں گا جب تک کہ امیر بیٹھا رہے)۔

یہ ما حرف ہے اگرچہ فعل ناقص مادام معنے میں ہے۔ یاد رکھو کہ ما اسم میں تین معنے میں مستعمل ہے۔ شرطیہ۔ موصولہ۔ موصوفہ۔ ما حرف بھی تین معنے میں آتا ہے نافیہ۔ زائدہ۔ بمعنے مادام۔

قولہ حرف عطف۔ حروف عاطفہ کل دس ہیں۔ واو۔ فا۔ ثم۔ حتی۔ اِمّا۔ او۔ اَم۔ لا۔ بل۔ لکن۔ ان

واو وفا وثم وحتّی واِمّا واَو واَم ولا وبل ولکن فقط +

ترجمہ - واو، فا، ثم، حتّی، اِمّا، اَو، اَم، لا، بل، لکن - فقط +

ہیں سے حتّی، لا، لکن عطف کے علاوہ اور معانی میں بھی مستعمل ہوتے ہیں۔

تشریح۔ قولہ۔ واو - بمعنی اور جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ وَعَمْرٌو (میرے پاس زید اور عمرو آئے)۔

قولہ - فاء - بمعنی (پھر) جیسے قَامَ زَیْدٌ فَعَمْرٌو (زید کھڑا ہوا پھر عمرو) فا ترتیب پر بھی دلالت کرتا ہے۔

قولہ - ثم - بمعنی (پھر) جیسے دَخَلَ زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو (زید داخل ہوا پھر عمرو) واضح رہے کہ ثُمَّ ترتیب اور تاخیر دونوں پر دلالت کرتا ہے۔ مگر اردو میں ایک ہی لفظ دونوں کے لئے مستعمل ہے۔ اس لئے ترجمہ میں فرق نہیں کیا جا سکتا۔

قولہ حتّی - بمعنے یہاں تک - جیسے قَدِمَ الحَاجُّ حَتّی المُشَاۃُ (حاجی آگئے یہاں تک کہ پیدل حج کرنے والے بھی واپس آئے۔ مُشاۃ کا واحد ماشی بمعنے پیدل چلنے والا۔

قولہ اِمّا، اَو، اَم - ان سب کے معنے (یا) جیسے ھٰذَا العَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ (یہ عدد یا جفت ہے یا طاق) اَرَجُلٌ عِنْدَكَ اَمِ امْرَاَۃٌ۔ **قولہ** لا - یہ نفی کے معنی بھی دیتا ہے اور عطف کے لئے بھی آتا ہے جیسے مَا جَاءَنِی مِنْ بَشِیْرٍ وَلَا نَذِیْرٍ (میرے پاس نہ خوشخبری دینے والا آیا اور نہ ڈرانے والا) **قولہ بل** - بمعنے بلکہ کلام سابق سے اعراض کی طرف اشارہ کرتا ہے جیسے مَا جَلَسَ عِنْدِی خَالِدٌ بَلْ شَاھِدٌ (میرے پاس خالد نہیں بیٹھا ہوا ہے بلکہ شاہد بیٹھا ہوا ہے۔

تنبیہ - حروف عطف سے متعلق دیگر مسائل اور ان کے استعمال کے طریقے علم نحو کی بڑی کتابوں سے معلوم ہو سکتے ہیں چونکہ ان میں تفصیلی بحث ہے اس لئے مبتدی کے لئے جتنا بیان مفید تھا اس کو تحریر کر دیا گیا ہے۔

مشقی سوالات

امثلہ ذیل میں حروف غیر عاملہ کی قسمیں بتاؤ۔ نیز ترکیب بھی کرو:-

اَلَا اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَاءُ۔ ھٰؤُلَاءِ تُؤْمِنَّا۔ اَمَّا زَیْدٌ فَقَائِمٌ۔ قَالُوْا نَعَمْ۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ قَالُوْا بَلٰی۔ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ اِنَّہٗ لَحَقٌّ۔ اَجَلْ اِنَّہٗ قَائِمٌ۔ جَاءَنِی زَیْدٌ۔ اَیْ اَبُوْ عَمْرٍو۔ ضَاقَتِ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ۔ اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ۔ اَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ سِرَّھُمْ وَنَجْوَاھُمْ۔ عَجِبْتُ اَنْ ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔ لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ۔ قُلْتُمْ مَا یَکُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَکَلَّمَ بِھٰذَا۔ ھَلَّا تُصَلِّی الصَّلَوَاتِ لِوَقْتِھَا۔ اَلَا تَصُوْمُ رَمَضَانَ۔ لَوْمَا تَحُجُّ الْبَیْتَ۔ مَا ھٰذِہِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْ اَنْتُمْ لَھَا عَاکِفُوْنَ۔ اَحَقٌّ ھُوَ۔ ھَلْ اَنْتُمْ شَاکِرُوْنَ۔ کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی۔ فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ اَلْقَاہُ عَلٰی وَجْھِہٖ۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ۔ مَا مَنَعَکَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ۔ مَا زَیْدٌ بِقَائِمٍ۔ اَزَیْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو۔ جَاءَنِی زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو

چوں بحث مستثنیٰ در کتاب نحو میر نبود برائی فائدۂ طلاب افزودہ شد

بدانکہ مستثنیٰ لفظی ست کہ مذکور باشد بعد الّا و اخوات آں یعنی غیر و سوی و حاشا و خلا و عدا و ماخلا و ماعدا و لیس و لا یکون تا ظاہر گردد کہ منسوب نیست بسوی مستثنیٰ آنچہ نسبت کردہ شدہ است بسوی ماقبل وی و آں بر دو قسم ست متصل و منقطع

ترجمہ۔ چونکہ مستثنیٰ کی بحث اصل کتاب نحو میر میں موجود نہیں تھی طلبہ کے فائدہ کیلئے اضافہ کیا جاتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ مستثنیٰ اس لفظ کو کہتے ہیں کہ الّا یا اسکے ہم معنی کلمات کے بعد واقع ہو اور وہ کلمات یہ ہیں یعنی غیر و سوی و حاشا و خلا و عدا و ماخلا و ماعدا و لیس و لا یکون۔ تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ مستثنیٰ کی جانب وہ حکم منسوب نہیں ہے جو کہ مستثنیٰ منہ کی جانب منسوب ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ متصل اور منقطع۔

قَالَ اَنَا اَقَلُّ مِنْكَ۔ اَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ۔ اَكَلْتُ السَّمَكَةَ حَتّٰى رَأْسَهَا۔ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ۔ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ۔ لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔

تشریح۔ قولہ چوں بحث مستثنیٰ در کتاب نحو میر الخ۔ استثناء کا بیان چونکہ اصل کتاب میں موجود نہیں تھا اور بحث بہت مفید اور اہم تھی۔ اس لئے طلبہ کے فائدے کے پیش نظر اس بحث کو بیان کر کے کتاب کی افادیت میں نمایاں اضافہ کیا گیا ہے۔ یاد رکھو کہ استثنا باب استفعال کا مصدر ہے۔ بمعنی (جدا کرنا، الگ کرنا، باہر کرنا) اسی مصدر سے مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ (بصیغہ اسم مفعول) بنائے جاتے ہیں۔ مستثنیٰ بمعنے جدا کیا ہوا اور مستثنیٰ منہ بمعنے وہ اسم جس سے جدا کیا گیا ہے۔

قولہ مستثنیٰ لفظی ست الخ یہاں سے مستثنیٰ کی اصطلاحی تعریف مصنف بیان فرماتے ہیں۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ مستثنیٰ اس اسم کا لقب ہے جو کہ حرف استثناء الّا وغیرہ کے بعد واقع ہو اور اس اسم کو عام حکم سے علیحدہ کیا گیا ہو۔ یاد رکھو کہ جس عام میں اس کو علیحدہ کیا جائے گا اس کو مستثنیٰ منہ کہتے ہیں۔ جیسے اکل الطعام القوم الّا زیدًا (ساری قوم نے کھانا کھایا سوائے زید کے)۔ دیکھو القوم کے مفہوم میں زید بھی شامل تھا مگر اس کو الّا کے ذریعے سے کھانے کے حکم سے علیحدہ کر دیا گیا لہذا القوم مستثنیٰ منہ۔ زید مستثنیٰ ہے۔ **قولہ** وآں بر دو قسم ست۔ مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں۔ اول متصل۔ دوم منقطع۔ مستثنیٰ متصل وہ ہے کہ مستثنیٰ منہ میں شامل ہو اور اسی کا ہمجنس ہو جیسے ذھب القوم الّا خالد۔ دیکھو خالد قوم کا ایک فرد اور اس کا ہمجنس ہے لہذا یہ مستثنیٰ متصل ہے۔ منقطع۔ وہ مستثنیٰ ہے کہ مستثنیٰ منہ میں شامل نہ ہو اور نہ اس کا ہمجنس ہو جیسے جاء نی القوم الّا الفرس ظاہر ہے کہ الفرس۔ بمعنے گھوڑا۔ نہ قوم کا فرد ہے اور نہ اس کا ہمجنس ہے۔ اس لئے ایسے مستثنیٰ کو منقطع کہتے ہیں۔

منقطع بمعنے علیحدہ ہونے والا۔

متصل آن ست کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظ اِلّا و اخوات وی مثل جاءنی القوم اِلّا زیدًا پس زید کہ در قوم داخل بود از حکم مجیٔ خارج کردہ شد۔ و منقطع آں باشد کہ مذکور بعد الّا و اخوات وی و خارج کردہ نہ شود از متعدد بسبب آنکہ مستثنیٰ داخل نباشد در مستثنیٰ منہ مثل جاءنی القوم اِلّا حِمارًا اگر حمار در قوم داخل نہ بود۔ بدانکہ اعراب مستثنیٰ بر چہار قسم ست اول آنکہ اگر مستثنیٰ بعد الّا در کلام موجب واقع شود پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب باشد نحو جاءنی القوم اِلّا زیدًا۔ و کلام موجب آنکہ در آں نفی و نہی و استفہام نباشد و ہمچنیں در کلام غیر موجب اگر مستثنیٰ را بر مستثنیٰ منہ مقدم گردانند منصوب خوانند نحو ما جاءنی اِلّا زیدًا اَحَدٌ و مستثنائے منقطع ہمیشہ منصوب باشد و اگر مستثنیٰ بعد خلا و عدا واقع شود بر مذہب اکثر علماء منصوب باشد و بعد ما خلا و ما عدا و لیس و لا یکون ہمیشہ منصوب باشد نحو جاءنی القوم خلا زیدًا او عدا زیدًا

ترجمہ۔ متصل وہ ہے کہ اسے متعدد سے نکالا جائے لفظ اِلّا اور اس کے ہم معنی کلمات کے ذریعہ سے جیسے جاءنی القوم اِلّا زیدًا۔ دیکھو زید کہ قوم میں فرد ہونے کی حیثیت سے داخل تھا آنے کے حکم سے خارج کر دیا گیا ہے۔ اور مستثنیٰ منقطع اسے کہتے ہیں جو اِلّا اور اس کے ہم معنی الفاظ کے بعد ذکر کیا جائے لیکن اس کو متعدد سے خارج نہ کیا جائے اس وجہ سے کہ وہ مستثنیٰ ہے مستثنیٰ منہ میں داخل نہیں ہوتا ہے جیسے جاءنی القوم اِلّا حمارًا کہ حمار قوم میں داخل نہیں تھا۔ جاننا چاہیے کہ مستثنیٰ کے اعراب چار قسم پر ہیں۔ اول وہ مستثنیٰ جو اِلّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو تو ایسا مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوا کرتا ہے جیسے جاءنی القوم اِلّا زیدًا۔ اور کلام موجب وہ ہے کہ اس میں نہی، نفی اور استفہام نہ ہو اور ایسے ہی کلام غیر موجب میں اگر مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ پر مقدم کر دیں تو مستثنیٰ کو نصب دیا جائے گا جیسے ما جاءنی اِلّا زیدًا اَحَدٌ۔ اور مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب ہوتا ہے اور اگر خلا و عدا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء کے مذہب پر منصوب ہوگا۔ اور ما خلا و ما عدا و لیس و لا یکون کے بعد ہمیشہ منصوب ہوگا جیسے جاءنی القوم خلا زیدًا او عدا زیدًا۔

تشریح۔ قولہ۔ بدانکہ اعراب مستثنیٰ بر چہار قسم الخ۔ مستثنیٰ کے اعراب کی چار صورتیں ہیں ہر صورت کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

قولہ اول اگر مستثنیٰ الخ۔ اول منصوب۔ (۱) مستثنیٰ متصل اِلّا کے بعد کلام موجب میں منصوب ہوتا ہے جیسے جاءنی القوم اِلّا زیدًا (میرے پاس قوم آئی سوائے زید کے) کلام موجب اس کو کہتے ہیں کہ اس میں نفی، نہی اور استفہام نہ پایا جاتا ہو اور کلام غیر موجب وہ ہے کہ اس میں نفی، نہی اور استفہام پایا جاتا ہو۔

(۲) مستثنیٰ منقطع اِلّا کے بعد کلام موجب اور غیر موجب دونوں میں منصوب ہوتا ہے جیسے جاءنی القوم

دوم آنکہ مستثنیٰ بعد الا در کلام غیر موجب واقع شود و مستثنیٰ منہ ہم مذکور باشد پس دراں دو وجہ رواست یکی آنکہ منصوب باشد بر سبیل استثناء و دیگر آنکہ بدل باشد از ماقبل خود چوں مَا جَاءَنِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا وَ اِلَّا زَیْدٌ سوم آنکہ مستثنیٰ مفرغ باشد یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نہ باشد و در کلام غیر موجب واقع شود پس اعراب مستثنیٰ بہ الا دریں صورت بحسب عوامل مختلف باشد۔

ترجمہ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ استثناء کلام غیر موجب میں الا کے بعد واقع ہو اور مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو تو اس میں دونوں صورتیں جائز ہیں اول نصب مستثنیٰ ہونے کی بناء پر دوسرے بدل قرار دینا اپنے ماقبل سے جیسے مَا جَاءَنِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا اور اِلَّا زَیْدٌ۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مستثنیٰ مفرغ ہو یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو اور کلام غیر موجب میں واقع ہو اس وقت میں مستثنیٰ کا اعراب عوامل کے اعتبار سے بدلتا رہے گا۔

(۳) اگر مستثنیٰ منہ پر مستثنیٰ مقدم ہو تو ہمیشہ منصوب ہوگا خواہ وہ متصل ہو خواہ منقطع ہو پھر خواہ کلام موجب میں واقع ہو یا غیر موجب میں جیسے مَا جَاءَنِی اِلَّا خَالِدًا اَحَدٌ۔ (میرے پاس خالد کے سوا کوئی نہیں آیا) جَاءَنِی اِلَّا خَالِدًا الْقَوْمُ۔ جَاءَنِی اِلَّا فَرَسًا الْقَوْمُ۔ مَا جَاءَنِی اِلَّا فَرَسًا الْقَوْمُ

(۴) اگر ماخلا۔ ماعدا۔ لیس۔ لایکون کے بعد مستثنیٰ واقع ہو تو وہ ہمیشہ منصوب ہوگا۔ لیکن ماخلا اور ماعدا کے بعد وجہ نصب یہ ہے کہ ان کا مفعول قرار دیا جائے گا اور لیس۔ لایکون کے بعد وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں چونکہ فعل ناقص ہیں اس لئے مستثنیٰ منصوب بخبر ہونے کی وجہ سے ہوگا

(۵) اگر خلا۔ عدا کے بعد مستثنیٰ واقع ہو تو اکثر نحاۃ کی رائے یہ ہے کہ وہ منصوب ہوگا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے۔ اور بعض نحویوں کا مسلک یہ ہے کہ خلا و عدا چونکہ حرف جار ہیں اس لئے ان کی وجہ سے مستثنیٰ مجرور ہوگا واللہ اعلم۔

تشریح قولہ۔ دوم آنکہ مستثنیٰ بعد الا الخ۔ مراد یہ ہے کہ اگر کلام غیر موجب میں مستثنیٰ واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو اس میں دونوں صورتیں اعراب کی درست ہیں اولی یہ کہ منصوب پڑھا جائے مستثنیٰ ہونے کی وجہ سے دوسرے اس کو مرفوع پڑھا جائے بدل بعض ہونے کی وجہ سے۔ جیسے۔

مَا جَاءَنِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا وَاِلَّا زَیْدٌ۔

قولہ۔ سوم آنکہ مستثنیٰ مفرغ باشد الخ۔ مفرغ باب تفعیل سے تفریغ کا اسم مفعول ہے بمعنی (فارغ کیا ہوا) چونکہ مستثنیٰ مفرغ کا مستثنیٰ منہ عبارت میں موجود نہیں ہوتا اور اس طرح اُسے مستثنیٰ منہ سے چھٹکارا ملا ہوا ہوتا ہے اس لئے اُسے مفرغ کہتے ہیں لہٰذا اگر مستثنیٰ مفرغ ہے (یعنی اس کا مستثنیٰ منہ عبارت

نحو ما جاءنی الا زیدٌ وما رأیتُ الا زیدًا وما مررتُ الا بزیدٍ چہارم آنکہ مستثنیٰ بعد لفظ غیر وسوی وسواء واقع شود پس مستثنیٰ را مجرور خوانند وبعد حاشا بر مذہب اکثر نیز مجرور باشد بعضی نصب ہم جائز داشتہ اند چوں جاءنی القوم غیرَ زیدٍ وسوی زیدٍ وسواءِ زیدٍ وحاشا زیدٍ وبدانکہ اعراب لفظ غیر مثل اعراب مستثنیٰ بالا باشد در جمیع صورتہای مذکورہ چنانکہ گوئی جاءنی القومُ غیرَ زیدٍ وغیرَ حمارٍ وما جاءنی غیرَ زیدٍ القومُ وما جاءَ احدٌ غیرُ زیدٍ وغیرَ زیدٍ وما جاءنی غیرُ زیدٍ وما رأیتُ غیرَ زیدٍ وما مررتُ بغیرِ زیدٍ

ترجمہ جیسے ما جاءنی الا زیدٌ اور ما رأیتُ الا زیدًا اور ما مررت الا بزیدٍ۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ مستثنیٰ لفظ غیر اسوی اور سوار کے بعد واقع ہو تو مستثنیٰ کو مجرور پڑھتے ہیں اور حاشا کے بعد اکثر کے مذہب پر مجرور ہوتا ہے اور بعضوں نے نصب بھی جائز رکھا ہے جیسے ما جاءنی القوم غیر زیدٍ وسوی زیدٍ وسواء زیدٍ وحاشا زیدٍ۔ جاننا چاہیے کہ لفظ غیر کا اعراب مثل الا کے مستثنیٰ جیسا ہوتا ہے تمام مذکورہ صورتوں میں جیسا کہ کہے تو جاءنی القوم غیر زیدٍ یا غیر حمارٍ اور ما جاءنی غیر زیدٍ القوم اور ما جاءنی احدٌ غیرُ زیدٍ وما جاءنی غیرُ زیدٍ وما رأیتُ غیرَ زیدٍ اور ما مررتُ بغیرِ زیدٍ۔

میں موجود نہیں ہے) اور کلام غیر موجب میں الا کے بعد مستثنیٰ واقع ہو تو اس وقت مستثنیٰ کا اعراب عامل کے مطابق ہوتا ہے۔ مثلاً اگر عامل رفع دینے والا ہے تو مستثنیٰ مرفوع ہوگا جیسے ما جاءنی الا خالدٌ۔ اس مثال میں جاء فعل عامل رافع ہے جو کہ فاعل کو رفع دینا چاہتا ہے۔ لہذا مستثنیٰ مرفوع ہوگا اور اگر عامل ناصب ہوگا تو منصوب۔ جیسے ما رأیتُ الا بشیرًا۔ یہاں پر رأیت فعل مفعول بہ کا مقتضی ہے۔ لہذا البشیر مستثنیٰ کو نصب دیا گیا اور اگر عامل خبر دینے والا ہوگا تو مجرور۔ جیسے ما مررتُ الا بحامدٍ۔ یہاں پر اصل عبارت یہ ہے ما مررت باحدٍ الا بحامدٍ۔ اسی طرح اور مثالوں میں لفظ احد مستثنیٰ منہ مقدر ہے۔

تشریح قولہ۔ چہارم آنکہ مستثنیٰ الخ۔ مراد یہ ہے کہ اگر مستثنیٰ لفظ غیر۔ سوی۔ سوار کے بعد واقع ہو تو ایسے مستثنیٰ کو مجرور پڑھا جائے گا۔ کیونکہ اس صورت میں یہ مستثنیٰ مضاف الیہ واقع ہوگا۔ حاشا اور عدا کے بعد جر ہونا اس بنا پر ہے کہ یہ دونوں حرف جر ہیں اور مستثنیٰ ان کی وجہ سے مجرور ہے۔

قولہ بدانکہ اعراب لفظ غیر۔ یہاں سے ایک مفید اور ضروری بات بیان فرماتے ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ غیر جو کہ اسم ہے اس کا کیا اعراب ہوگا اس کی تفصیل بیان فرماتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو حال اعراب کے لحاظ سے حرف الا کے بعد مستثنیٰ کا

وبدانکہ لفظ غیر موضوع ست برائے صفت وگاہ برائے استثناء آید چنانکہ اِلّا برائے استثناء موضوع ست وگاہ در صفت مستعمل شود قولہ تعالیٰ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا۔ یعنی غیر اللہ وہمچنیں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ **تمت**

ترجمہ: جاننا چاہئے کہ لفظ غیر وضع کیا گیا ہے صفت کے لئے ہے اور کبھی استثناء کے لئے بھی آتا ہے جیسے کہ اِلّا استثناء کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ اور کبھی صفت کے لئے مستعمل ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا میں اِلّا بمعنے غیر ہے یعنی غیر اللہ اور ایسے ہی (کلمۂ طیبہ) لا الٰہ الا اللہ میں ہے۔ **تمت**

ہوتا ہے وہ ہی حال غیر کا ہوگا اعراب کے اعتبار سے۔

تو آسانی کے لئے یوں سمجھ لیجئے کہ غیر پر اعراب مستثنیٰ آتا ہے اور اصل مستثنیٰ غیر کا مضاف الیہ قرار دیا جاتا ہے۔

جیسے جاءنی القوم غیرَ زیدٍ۔ ماجاءنی غیرُ شاھدٍ احدٌ۔ وما رأیت احداً غیرَ فرسٍ وغیرہ

تشریح قولہ بدانکہ لفظ غیر موضوع الخ حاصل کلام یہ ہے کہ لفظ غیر کے دو استعمال ہیں۔ اول صفت کے معنے میں کیونکہ غیر دراصل صفت مشبہ ہے بروزن خیر اس لئے صفت کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے جیسے جاءنی رجلٌ غیرُ شاھدٍ۔ یہاں پر غیر شاہد مرکب اضافی رجل کی صفت ہے۔ اس غیر کو غیر وصفی کہا جاتا ہے۔ اور کبھی غیر صفت مشبہ حرف اِلّا کے معنی میں جو کہ استثناء کے لئے آتا ہے جیسے جاءنی القوم غیرَ خالدٍ میں غیر بمعنے اِلّا ہے۔

ف حرف اِلّا دراصل استثناء کے معنے کے لئے وضع کیا گیا ہے جیسا کہ پہلے مفصل اس کا بیان گذرا۔ لیکن کبھی اِلّا بھی غیر وصفی کے معنے میں مستعمل ہوتا ہے۔ اس کی مثال صاحب نحو میر نے قرآن کریم سے ذکر فرمائی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا (اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا کوئی معبود ہوتے تو دونوں تباہ و برباد ہو جاتے) یہاں اِلّا بمعنے غیر وصفی کے مستعمل ہوا ہے اس لئے اِلّا اللہ صفت ہے بمعنی غیر اللہ اور آلہۃٌ موصوف ہے۔ اور اللہ جو کہ بظاہر مستثنیٰ معلوم ہوتا ہے مرفوع ہے۔ کیونکہ یہاں اِلّا استثناء کے لئے مستعمل نہیں ہے بلکہ بمعنے غیر ہونے کی وجہ سے ماقبل کی صفت ہے۔

ف۲ لو کان فیہما آلہۃٌ الا اللہ میں جو ہم نے اِلّا کو صفت کے معنی میں قرار دیا ہے اس کی وجہ

یہ ہے کہ الّا یہاں پر استثناء کے لئے ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ استثنائے متصل نہ استثنائے منقطع اس وجہ سے الّا کو صفت کے معنی میں لیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ الّا بمعنے غیر ہے اور غیر اللہ آلہۃٌ کی صفت ہے تو اس صورت میں معنی درست ہوتے ہیں۔ اور معنے ہوتے ہیں (اگر ہوتے زمین و آسمان میں چند معبود اللہ تعالیٰ کے سوا تو وہ دونوں برباد ہو جاتے)

ف ۳۔ اس جملہ کی ترکیبِ نحوی میں چند اشکالات ہیں ہم ان کو مع جوابات کے نقل کرتے ہیں۔

اوّل شبہ یہ پیش آتا ہے کہ آلہۃٌ جمع ہے اور موصوف ہے اور اِلّا جو غیر کے معنی میں ہے وہ واحد ہے اور صفت ہے لہٰذا صفت اور موصوف میں واحد اور جمع کے اعتبار سے مطابقت موجود نہیں ہے۔

جواب۔ غیر ایسا صفت مشبہ ہے جو کہ واحد اور جمع کے لئے یکساں مستعمل ہوتا ہے۔ لہٰذا صفت موصوف میں مطابقت واحد اور جمع ہونے میں موجود ہے۔

شبہ دوم۔ آلہۃٌ نکرہ ہے۔ اور موصوف ہے۔ اور اِلّا جو غیر کے معنی میں ہے وہ معرفہ کی طرف مضاف ہے۔ کیونکہ اِلّا اللہ معنے میں غیر اللہ کے ہے ظاہر ہے کہ غیر اسم ذات کی طرف مضاف ہے لہٰذا معرفہ ہے پس یہاں پر صفت اور موصوف میں تعریف و تنکیر کے اعتبار سے مطابقت موجود نہیں ہے۔

جواب۔ غیر ایسا نکرہ ہے کہ اگر اس کو اعرف المعارف یعنی ضمیر متکلم کی طرف بھی مضاف کیا جائے تب بھی نکرہ ہی رہتا ہے۔ لہٰذا جس طرح آلہۃٌ نکرہ ہے اسی طرح الّا اللہ جو معنے میں غیر اللہ کے ہے یہ بھی نکرہ ہے۔ لہٰذا صفت و موصوف میں تعریف و تنکیر کے اعتبار سے بھی مطابقت ہے۔

شبہ سوم۔ آلہۃٌ تو مونث ہے اور الّا اللہ جو معنے میں غیر اللہ کے ہے وہ مذکر ہے۔ اس لئے صفت و موصوف میں تذکیر و تانیث کے اعتبار سے مطابقت نہیں ہے۔

جواب۔ آلہۃٌ میں جو ۃ یہاں پر موجود ہے وہ تانیث کے لئے نہیں ہے بلکہ آلہۃٌ فاعلۃٌ کے وزن پر صیغۂ جمع ہے۔ لہٰذا آلہۃٌ اور الّا اللہ جو غیر اللہ کے معنی میں ہے تذکیر و تانیث کے اعتبار سے بھی مطابقت رکھتے ہیں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ جو شبہات اس جملہ کی ترکیب پر بیان کئے جاتے ہیں وہ بے بنیاد ہیں۔ لہٰذا قرآن کریم کی یہ آیتِ کریمہ ترکیب نحوی کے اعتبار سے نہایت درست ہے۔

تمت الرسالۃ و للہ الحمد

مشقی سوالات

ذیل کے جملوں کی ترکیب کرو۔ بتاؤ کہ مستثنیٰ ان میں متصل ہے یا منقطع اور ان مثالوں میں مستثنیٰ کا اعراب کیا ہے:۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ۔ لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔ مَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

تتمت

الرسالة المسماة بمصباح المنیر فی ایضاح نحو میر۔ یوم الجمعة فی شهر ذی الاحترام محرم الحرام سنہ ۱۳۷۷ھ فلله الحمد والمنّة حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیه۔ لا نحصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک وصلّی الله تعالیٰ علی خیر خلقه سیّدنا محمد وآله وصحبه اجمعین آمین

یا فتاح

خلاصہ نحو میر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝

جو آواز انسان کے منہ سے نکلے وہ لفظ ہے اگر وہ لفظ با معنیٰ ہے تو کلمہ ہے جیسے اللّٰہ۔ ورنہ مہمل جیسے لیطان شیطان کے لئے۔ کلمہ کی دو قسمیں ہیں۔ مفرد، مرکب۔ جس کلمہ کا جزء لفظ جزء معنیٰ مقصود بتلائے وہ مرکب ہے جیسے طواف البیت۔ اور جس کلمہ کا جزء لفظ جزء معنیٰ مقصود نہ بتلائے تو وہ مفرد ہے جیسے زید، شاهدٌ۔

مرکب کی دو قسمیں ہیں۔ ناقص (غیر مفید) تام (مفید) اگر مرکب سے پوری بات سمجھ میں نہ آئے تو وہ مرکب ناقص ہے جیسے صلوٰۃ العصر اور اگر پوری بات سمجھ میں آئے تو وہ مرکب تام ہے جیسے الجنّةُ حقٌّ۔ لا الٰہ الا اللّٰہ۔ مرکب ناقص کی دو قسمیں ہیں۔ تقییدی۔ غیر تقییدی۔ اگر مرکب کا جزء ثانی اول کے لئے قید ہو تو ایسے مرکب تقییدی کو مرکب اضافی بھی کہتے ہیں جیسے نصر اللّٰہ یا جزء ثانی اول کی حالت بتلائے تو ایسے مرکب تقییدی کو مرکب توصیفی کہتے ہیں جیسے قرآن مجید۔ رسول کریم اگر جزء ثانی اول کے لئے قید نہ ہو تو وہ

مرکب غیر تقییدی ہے۔ غیر تقییدی کی تین قسمیں ہیں۔ بنائی، صوتی، امتزاجی یا منع صرف۔ اگر دو کلموں کو اس طور سے ملا دیں کہ جزو ثانی میں کوئی حرف شامل ہو تو وہ مرکب بنائی ہے جیسے اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَۃَ عَشَرَ تک ان میں واو عاطفہ شامل ہے اس لئے اَحَدٌ وَعَشَرٌ تھا۔ اگر جزو ثانی ایسا اسم ہو کہ وہ آواز کے معنی رکھتا ہو تو مرکب صوتی ہے جیسے سِیْبَوَیْہِ اس میں وَیْہِ اسمائے اصوات میں سے ہے۔ اگر جزو ثانی میں یہ باتیں نہ ہوں جو کہ بنائی اور صوتی میں تھیں یعنی نہ جزو ثانی میں کوئی حرف شامل ہو اور نہ جزو ثانی اسمائے اصوات سے ہو تو وہ مرکب امتزاجی ہے یا منع صرف جیسے بعلبک (ناقص کو غیر مفید بھی کہتے ہیں) مرکب تام کی دو قسمیں ہیں۔ جملہ خبریہ۔ جملہ انشائیہ۔ اگر ایسا جملہ ہے کہ اس کے کہنے والے کو اس کلام کی وجہ سے جھوٹا یا سچا کہہ سکتے ہیں تو وہ جملہ خبریہ ہے جیسے العالم متغیر۔ اگر یہ ایسا جملہ نہ ہو تو وہ جملہ انشائیہ ہے جیسے اِضْرِبْ وغیرہ۔ جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں۔ اسمیہ۔ فعلیہ۔ اگر مبتدا اور خبر سے مل کر جملہ بنے تو اسمیہ ہے جیسے محمد رسول اللہ اور اگر فعل فاعل یا فعل اور مفعول مالم یسم فاعلہ سے جملہ بنے تو وہ جملہ فعلیہ ہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ وَضُرِبَ سَعِیْدٌ۔ جملہ انشائیہ کی دس قسمیں ہیں۔ امر اِضْرِبْ۔ نہی لَا تَضْرِبْ۔ استفہام ہَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ۔ تمنی لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ۔ ترجی لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ۔ عقود بِعْتُ وَاشْتَرَیْتُ۔ عرض اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا۔ قسم وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا۔ ندا یَا اَللّٰہُ۔ تعجب مَا اَحْسَنَہٗ وَاَحْسِنْ بِہٖ۔ مفرد کی تین قسمیں ہیں۔ اسم۔ فعل۔ حرف

اسم باعتبار حالت کی دو قسمیں ہیں۔ معرب۔ مبنی۔ جس اسم کا آخر عاملوں کے بدلنے سے بدلتا رہے وہ معرب ہے جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ یعنی زید معرب اور جاء عامل اور دال محل اعراب ہے۔ اگر نہ بدلے تو وہ مبنی ہے جیسے ھٰؤُلَاءِ وغیرہ کہ بحالت رفع۔ نصب۔ جر میں یکساں رہتے ہیں۔ معرب کی تین حالتیں ہیں۔ مرفوع۔ منصوب۔ مجرور۔ کبھی رفع کی حالت میں معرب کے آخر میں پیش ہوتا ہے جیسے زَیْدٌ۔ کبھی واؤ۔ نون ہوتا ہے جیسے جَاءَنِیْ مُسْلِمُوْنَ۔ کبھی الف۔ نون جیسے جَاءَنِیْ رَجُلَانِ۔ کبھی حرف واؤ جیسے جَاءَ اَبُوْکَ۔ کبھی یہ تغیرات تقدیری اور حکمی ہوتے ہیں لفظی نہیں ہو جیسے جَاءَنِیْ مُوْسٰی وَالْقَاضِیْ وَغُلَامِیْ اور نصب کی حالت میں کبھی تو زبر ہوتا ہے جیسے رَاَیْتُ زَیْدًا اور کبھی زیر جیسے رَاَیْتُ مُسْلِمَاتٍ اور کبھی یائے و نون ماقبل مفتوح جیسے مُسْلِمَیْنِ بحالت تثنیہ۔ کبھی یائے و نون ماقبل مکسور جیسے رَاَیْتُ مُسْلِمِیْنَ۔ کبھی معرب کی حالت جر میں زیر ہوتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔ کبھی صرف یائے جیسے مَرَرْتُ بِاَبِیْکَ اور کبھی یائے ماقبل مکسور و نون جیسے مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ اور کبھی یائے ماقبل مفتوح و نون جیسے مَرَرْتُ بِمُسْلِمَیْنِ بحالت تثنیہ اور کبھی یہ تغیرات تقدیری ہوتے ہیں جیسے مَرَرْتُ بِمُوْسٰی وَذَھَبْتُ بِالْقَاضِیْ۔ اسمائے مرفوعہ آٹھ ہیں۔ فاعل۔ مفعول مالم یسم فاعلہ۔ مبتدا۔ خبر۔ حروف مشبہ بالفعل کی خبر۔ افعال ناقصہ کا اسم۔ لائے نفی جنس کی خبر۔ ما و لا مشبہ بلیس کا اسم۔

اسمائے معربہ کی صورِ اعراب کے لحاظ سے سولہ قسمیں ہیں۔ اول مفرد منصرف صحیح جیسے زیدٌ۔ دوم مفرد منصرف جاری مجرای صحیح جیسے دلوٌ۔ سوم جمع مکسر منصرف جیسے رِجَالٌ۔ چہارم جمع مؤنث سالم جیسے هُنَّ مسلماتٌ ورأیتُ مسلماتٍ ومررتُ بمسلماتٍ۔ پنجم غیر منصرف جیسے جاء عمرُ ورأیتُ عمرَ ومررتُ بعمرَ۔ ششم اسمائے ستہ مکبرہ مضاف بغیر یائے متکلم جیسے جاء ابوکَ ورأیتُ اباکَ ومررتُ بابیکَ۔ ہفتم مثنّٰی جیسے رَجُلَانِ۔ ہشتم کلا و کلتا مضاف مضمر جیسے رأیتُ کلاهما۔ نہم اثنان واثنتان۔ دہم جمع مذکر سالم جیسے جاءنی مسلمونَ۔ یازدہم۔ اولو جمع ذو۔ دوازدہم عشرون تا تسعون۔ سیزدہم۔ اسم مقصور جیسے مررتُ بموسٰی۔ چہاردہم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم جیسے مررتُ بغلامی۔ پانزدہم اسم منقوص جیسے جاء القاضی۔ شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم جیسے جاءنی مسلمیّ۔ **اسمائے منصوبہ بارہ ہیں**۔ مفعول مطلق۔ مفعول بہٖ۔ مفعول فیہ۔ مفعول لہٗ۔ مفعول معہٗ۔ حال۔ تمیز۔ مستثنیٰ۔ حروف مشبہ بالفعل کا اسم۔ افعال ناقصہ کی خبر۔ اسم لائے نفی جنس۔ ما ولا مشابہ بلیس کی خبر۔ **اسمائے مجرورہ دو ہیں**۔ اول وہ اسماء جن پر حرف جر داخل ہو۔ دوم مضاف الیہ۔ **مبنی کی سات قسمیں ہیں**۔ ضمائر۔ اسمائے اشارہ۔ اسمائے موصولہ۔ اسمائے کنایات۔ اسمائے الافعال۔ اسمائے اصوات۔ اسمائے ظروف۔ **اسم کی باعتبار اشتقاق دو قسمیں ہیں**۔ جامد۔ مشتق۔ اگر اسم کسی فعل سے نکلا ہو تو وہ مشتق ہے ورنہ جامد ہے۔ **مشتق کی سات قسمیں ہیں**۔ اسم فاعل۔ اسم مفعول۔ صفت مشبہ۔ اسم تفضیل۔ اسم ظرف زمان۔ مکان۔ اسم آلہ۔

(نوٹ) اعراب کے لحاظ سے توابع کی پانچ قسمیں ہیں۔ تابع صفت۔ تابع بدل۔ تابع عطف بیان۔ تابع معطوف بحرف۔ تاکید۔ یہ اعراب میں متبوع کے تابع ہوتے ہیں جیسے جاءنی الرجلُ العالمُ۔ اخوکَ ابوبکرٍ وعمرُ۔ ان میں العالم صفت۔ اخوک بدل۔ ابوبکر عطف بیان و عمر معطوف بحرف۔

بحث فعل۔ فعل باعتبار معنی کے دو قسم ہے۔ لازمی۔ متعدی۔ اگر فعل سوائے فاعل کسی اور چیز کا محتاج نہ ہو تو لازم ہے جیسے قعد عمرٌ۔ اگر علاوہ فاعل کے کسی اور دوسرے کا محتاج ہے تو متعدی۔ جیسے ضرب خالدٌ بکراً۔ **لازم کی دو قسمیں ہیں**۔ تام۔ ناقص۔ اگر فعل کے معنی فاعل سے پورے سمجھے جائیں تو فعل تام ہے جیسے نصر حمیدٌ۔ اور اگر پورے معنی فاعل سے نہ سمجھے جاویں تو فعل ناقص ہے جیسے کان زیدٌ قائماً اس میں زید کو اسم کان اور قائماً منصوب کو خبر کان کہتے ہیں۔ متعدی کا بھی ایک مفعول بہٖ ہوتا ہے ضرب بکرٌ خالداً اور کبھی دو مفعول آتے ہیں جیسے علمتُ زیداً عالماً اور کبھی تین مفعول بہٖ آتے ہیں جیسے علّمتُ خالداً عمراً کاملاً ایسے افعال کو افعالِ قلوب کہتے ہیں۔ **فعل تام کی دو قسم ہے**۔ معروف۔ مجہول۔ اگر فاعل معلوم نہ ہو تو مجہول ہے جیسے نُصِرَ زیدٌ اگر معلوم ہو تو وہ معروف ہے جیسے قال زیدٌ۔ **جو افعال مخصوص عمل کرتے ہیں چار ہیں**۔ افعالِ ناقصہ۔ افعالِ مقاربہ۔ افعالِ مدح ذم۔ افعالِ تعجب۔ **افعالِ ناقصہ**۔ کانَ۔ ظلَّ۔ صارَ۔ باتَ۔ اصبحَ

اَمْسٰی۔ عَادَ۔ اضحٰی۔ غدا۔ راح۔ مازال۔ ما انفک۔ ما برح۔ ما فتی۔ ما دام۔ لیس۔ اضحیٰ۔

افعال مقاربہ چار ہیں۔ عسٰی۔ کاد۔ کرب۔ اوشک۔ یہ دونوں افعال اسم کو رفع اور خبر کو نصب کرتے ہیں جیسے عسٰی زیدٌ اَن یخرج۔ افعال مقاربہ کی خبر اکثر فعل مضارع ہوتی ہے۔ **افعال مدح ذم۔** نعم۔ حبذا۔ بئس۔ ساء۔ فاعل کو رفع مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کو بھی رفع دیتے ہیں جیسے نعم الرجل زیدٌ بئس المرأۃ ھند۔ **افعال تعجب** ما افعلہٗ۔ افعل بہٖ۔ **(نوٹ)** قاعدہ فعل ماضی اور امر حاضر معروف مبنی ہیں۔ بقیہ افعال معرب ہیں اور مضارع کے دو صیغے مبنی جس میں نون فاعل لگا ہو یعنی یفعلن اور تفعلن اور جس میں نون تاکید خفیفہ یا ثقیلہ لگا ہو جیسے لیفعلن وغیرہ وہ بھی مبنی ہیں۔ اور بقیہ تمام صیغے فعل مضارع کے معرب ہیں اور حروف سب مبنی ہیں۔

بحث حروف۔ حروف کی دو قسم ہیں۔ اول عاملہ جو کہ کسی اسم یا فعل پر داخل ہو کر فعل یا اسم کی صورت بدل دے دوم غیر عاملہ جو کسی اسم یا فعل پر داخل ہو اور اس کی صورت نہ بدلے۔ **حروف عاملہ کی پانچ قسمیں ہیں۔** حروف جار۔ حروف مشبہ بالفعل۔ حروف ندا۔ لائے نفی جنس۔ ما و لا بمعنی لیس۔ **حروف جارہ سترہ ہیں** بَ۔ تَ۔ لِ۔ کَ۔ وَ۔ منذ و مذ۔ وعدا۔ رُبَّ۔ خلا۔ حاشا۔ من۔ عن۔ حتی۔ فی۔ الی۔ علی۔ یہ سب حروف اگر اسم پر داخل ہوں تو اس کے آخر میں زیر دیتے ہیں کبھی تو لفظوں میں جیسے مررت بزید۔ اور کبھی جر حکمی دیتے ہیں جبکہ مبنی پر داخل ہوں جیسے بھم۔ بھما بھن وغیرہ۔ **حروف ناصبہ۔** فعل۔ ان۔ لن۔ کے۔ اذن۔ یہ فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں۔ کبھی لفظاً جیسے لن یفعل اور کبھی حکمی جیسے لن ترضی۔ **حروف جازمہ پانچ ہیں۔** اِن۔ لم۔ لمّا۔ لام امر۔ لائے نہی۔ یہ مضارع کو جزم دیتے ہیں بشرطیکہ حرف علت نہ ہوں اگر ہوں تو ان کو گرا دیتے ہیں جیسے لم یدع۔ لم یرم و ان ترض۔

حروف مشبہ بالفعل۔ اِنَّ۔ کاَنَّ۔ لکنَّ۔ لعلَّ۔ اَنَّ۔ لیتَ۔ یہ اسم کو نصب خبر کو رفع دیتے ہیں جیسے اِنّ زیداً عالم اور جب ان حروف کے آخر میں ما لگا دیتے ہیں تو پھر یہ حروف اس وقت عمل نصب نہیں کرتے ہیں بلکہ یہ حروف ملغی کہلاتے ہیں اور ما کو کافہ کہتے ہیں۔ کافہ بمعنے عمل سے روکنے والا اور اس وقت ان حروف کا داخلہ افعال پر بھی درست ہوتا ہے جیسے انما تفعل ھذا؟ اور انما کا ترجمہ (اس کے سوائے نہیں)۔ **حروف ندا۔** یا۔ ایا۔ ہیا۔ اے و ہمزہ۔ یہ حروف ہمیشہ اسم پر داخل ہوتے ہیں وہ اسم منادیٰ کہلاتا ہے جیسے یا رجل و یا امرأۃ کبھی حرف ندا کو حذف بھی کر دیتے ہیں جیسے ابراہیم و یوسف کہ اصل میں یا ابراہیمُ اور یا یوسفُ تھا کبھی صرف ندا رہتا ہے منادیٰ محذوف ہوتا ہے جیسے یا للعجب اصل میں یا قومی احضروا للعجب ہے لائے نفی جنس اسم نکرہ پر داخل ہوتا ہے اور کبھی اس کا اسم مبنی فتح پر ہوتا ہے جیسے لا رجل اور کبھی منصوب لا رجلاً فی الدار و لا امرأۃً اور ما و لا بمعنی لیس اسم کو رفع اور خبر کو نصب کرتا ہے جیسے ما زیدٌ قائماً۔ **حروف غیر عاملہ کی سولہ قسمیں ہیں**

حروف عاطفہ۔ حروف تنبیہ۔ حروف ایجاب۔ حروف تفسیر۔ حروف تحقیق۔ حروف توقع۔ حروف استفہام۔ حروف ردع۔ حروف مصدر

حروف شرط۔ تاء تانیث۔ نون تنوین۔ نون تاکید۔ لام تاکید۔ حروف زیادۃ۔ حروف ما بمعنی مادام۔ حروف عاطفہ دس ہیں
و۔ ف۔ ثم۔ حتی۔ او۔ اما۔ ام۔ لا۔ بل۔ لکن۔ ہیں ان کے ذریعہ تو اسموں یا دو جملوں یا دو مرکبوں کو ایک حکم میں شامل کیا جاتا ہے
اور اعراب کے لحاظ سے حروف تنبیہ الا۔ اما۔ ہا ہیں جو کہ جملہ کے شروع میں مخاطب غافل کو تنبیہ کی غرض یا تاکید کی وجہ سے
ہیں۔ حروف ایجاب چھ ہیں۔ نعم۔ بلی۔ ای۔ اجل۔ جیر۔ ان۔ ہیں جو کہ جملہ کے شروع میں آتے ہیں۔ جواب سوال
استعمال کئے جاتے ہیں جیسے کوئی کہے ھل جاء اخوک۔ اس کے جواب میں تم کہو نعم جاء۔ کبھی حرف ایجاب کو جملہ کا قائم مقام
کرکے جملہ کو حذف کر دیتے ہیں جیسے کوئی کہے جاء زید تم جواب میں کہو نعم۔ حروف تفسیر دو ہیں۔ ای۔ ان۔
اجمال کے بعد توضیح کرنے کے لئے جملہ کے شروع میں آتے ہیں۔ حروف تحضیض چار ہیں۔ الا۔ ہلا۔ لولا۔ لوما۔ جو
کو کسی کام کے آمادہ کرنے کے لئے یا ڈانٹنے کے واسطے استعمال ہوتے ہیں اور یہ ہمیشہ فعل کے شروع میں آتے ہیں۔
حروف توقع۔ حرف قد ہے مخاطب کو امید دلانے اور تاکید کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اس وقت مضارع
پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے قد یضرب اور ماضی پر قریب کے معنی کر دیتا ہے جیسے قد نصر۔
حروف استفہام تین ہیں۔ ہمزہ۔ ہل۔ ما۔ کبھی دریافت کرنے کے لئے کبھی تاکید خبر کے لئے اور کبھی ڈانٹ
دھمکانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں حرف ردع۔ کلا۔ جو کہ مخاطب کو دھمکانے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور کلا کبھی
تاکید کے لئے بھی آتا ہے جیسے کلا سوف تعلمون۔ حروف مصدریہ تین ہیں۔ ما۔ ان۔ ان۔ یہ فعل پر داخل ہو کر
اور فعل کو معنی میں مصدر کے کر دیتے ہیں۔ اسی وقت فعل جو واقع اسم میں ہونے کی وجہ سے فاعل۔ مبتدا۔ مفعول مالم یسم فاعلہ
ہو سکتا ہے حروف تاء تانیث۔ تاء تانیث ساکن تو فعل ماضی کے آخر میں لگتی ہے جیسے فعلت اور اسم میں بغرض تانیث
ت متحرک لگتا ہے جیسے ضاربۃ۔ منصورۃ نون تنوین اسم کے آخر میں آتا ہے۔ تنوین سے کبھی تو فائدہ نکرہ بنانے کا
رجل کبھی معرب ظاہر کرنے کے لئے جیسے زید کبھی کبھی محذوف کے عوض جیسے یومئذ میں تنوین اذ کان کذا کے
عوض ہے کبھی ضرورت شعری کے لئے اسم۔ فعل۔ حرف کے آخر میں لگتی ہے اس تنوین کو تنوین ترنم کہا جاتا ہے۔
نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ کے آخر میں تاکید کے عوض سے لاتے ہیں اور یہ نون فعل امر اور نہی بعد استفہام اور
بعد عرض اور بعد قسم کے لایا جاتا ہے۔ حروف ما بمعنی مادام اقوم ما جلس الامیر۔ حروف لام مفتوحہ تاکید کی
جملہ اسمیہ کے شروع میں لگتے ہیں جیسے لزید افضل من عمر۔ حروف شرط غیر عامل تین ہیں۔ لو۔ لولا۔ اما۔ لو بمعنی
بمعنی لیکن ہیں لولا بمعنی اگر نہ ہوتے۔ حروف زیادت آٹھ ہیں۔ ان۔ ان۔ ما۔ لا۔ من۔ کاف۔ با۔ لام۔ یہ حروف
فعل اور اسم دونوں کے شروع میں بلا کسی معنی کے مستعمل ہوتے ہیں البتہ ان سے مقصود کلام کی زینت اور تحسین ہوتی ہے اسی لئے قرآن کریم میں بھی مستعمل
واللہ اعلم تمت الخلاصۃ وللہ الحمد والمنۃ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

جملہ حقوق ہند وپاکستان میں } ناشر مہتمم کتب خانہ امدادیہ دیوبند یوپی انڈیا { باضابطہ محفوظ ہیں